اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ O وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ النَّبِیِّیْن O اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم O بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم O

”دین کے مسائل“(part 04a)

پہلے ”دین کے مسائل“ part 01,02,03 پڑھ لیں پھر part 04 پڑھیں۔

نمبر	عنوان(topic)	Pg
151	علم، علماء کے حقوق(rights) اور باطنی آداب	3
152	اکراہ اور جائز و ناجائز کے مزید(more) مسائل	25
153	عورتوں کے مزید(more) مسائل	39
154	خرید و فروخت(buying and selling)	55
155	مُختلف سودے(different deals)	4b
156	کاروبار کی مختلف صورتیں(different cases)	4b
157	آج کی تجارت	4b
158	اجارہ(Contract of someone by paying wages)	4b
159	آج کا اجارہ	4c
160	شرکت(partnership)	4c
161	مُضَاربَت(sleeping partnership)	4c
162	وکالت(attorneyship)	4c
163	کفالت(guaranty)	4c
164	رہن(mortgage)	4c

www.farzuloom.net

4c	حقوق(rights)واستحقاق(laws of rights)	165
4c	سود(interest)	166
4d	بیع صَرف(سونے چاندی کی تجارت)	167
4d	بیع سلم(A type of trade)	168
4d	صُلح(آپس کے کسی معاملے میں ایک بات پر اتفاق کرلینا)	169
4d	کاشت کاری(agriculture)وغیرہ	170
4d	پاکیزہ کاغذات(sacred papers)	171
4d	نکاح	172
4d	جن سے کبھی نکاح نہیں ہو سکتا	173
4d	کفو(ہم پلا، برابر مرتبے۔equal level)سے نکاح کے مسائل	174
4d	مہر(نکاح کرنے پر عورت کو کچھ مال وغیرہ دینا)	175
4e	شادی مُبارک ہو	176
4e	میاں بیوی کے حقوق(rights)	177
4e	"عورت کا نفقہ(کھانا، پینا، رہائش۔accommodation، وغیرہ)"	178
4e	اولاد کے حقوق(rights)	179
4e	اولاد کو کب سکھائیں	180
4e	طلاق	181
4e	کیا طلاق کے بعد نکاح رہ سکتا ہے؟	182
4e	اپنی بیوی کے لیے خاص(specific)قسم کھانا	183

www.farzuloom.net

4e	عورت طلاق لینا چاہے تو کیا کرے؟	184
4e	عورت کے جسم کے خاص(specific)حصّوں کو ماں کے اُن حصّوں کی طرح کہنا	185
4e	"عورت سے "ظہار" کے الفاظ بولنے کا کفّارہ"	186
4f	"عدّت"	187
4f	"وقف"	188
4f	شرط(precondition)کے مسائل	189
4f	حج کی اصطلاحات(terms)اور باطنی آداب	190
4f	حج اور احرام	191
4f	عمرے کا طریقہ	192
4f	حج کا طریقہ	193
4f	مدینے پاک کی حاضری	194
4g	میرے مرنے کے بعد میرے مال کا کیا ہو گا؟	195
4g	انتقال کرنے والے کے مال کے مسائل	196
4g	اسلام کی طرف بلانا	197
4g	اسلام میں آنا	198
4g	نئے مسلمان(new muslim)کی پہلی نماز	199
4g	نئے مسلمان(new muslim)اور عبادتیں	200

151 "علم، علماء کے حقوق(rights)اور باطنی آداب"

فرمانِ آخری نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:

مَن یُّرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیرًا یُّفَقِّھْہُ فِی الدِّینِ (ترجمہ)اللہ کریم جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے(بخاری،کتاب العلم،باب العلم قبل القول والعمل،ج۱،ص۴۱)۔ عُلَمائے کِرام فرماتے ہیں: کوئی آدمی اپنے انجام (مثلاً ایمان پر موت) کے بارے میں نہیں جانتا، سوا فقیہ (یعنی عالم) کے، کیونکہ وہ سچی خبر دینے والے (یعنی ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) کے بتانے (یعنی حدیث میں آنے) کی وجہ سے جانتا ہے کہ اُس کے ساتھ اللہ کریم نے بھلائی کا ارادہ کیا ہے(الاشباہ والنظائر،الفن الثالث:الجمع والفرق،ص۳۳۷) اور جب اللہ کریم نے بھلائی کا ارادہ کر لیا تو اس کا خاتمہ بھی (اللہ کریم کے فضل سے) ایمان پر ہو گا۔

واقعہ(incident): **بخار کی حالت میں صرف دو دن میں ایک کتاب لکھ دی**

امامِ اہلسنّت، اعلیٰ حضرت، پیر طریقت، حضرت علّامہ مولانا، **امام احمد رضا خان** قادِری رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ بہت بڑے عالم اور سچّے عاشقِ رسول تھے۔ آپ کا کام، پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی شان، مقام، مرتبہ (rank) بیان کرنا اور اگر کوئی ہمارے نور والے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی شان کم بتانے کی کوشش کرے تو اُس کی گستاخیوں، بے ادبیوں اور اُن بری حرکتوں سے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی اُمت (ummah) کو بچانا (آپ کا کام) تھا۔ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ دوسری بار جب حج کرنے کے لیے گئے، تو وہاں جا کر پتا چلا کہ مکّے شریف کے گورنر (governor) کے پاس کچھ لوگوں نے آکر نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے علمِ غیب کے خلاف باتیں کی ہیں اور سوالات کے جوابات مانگے ہیں۔ مکّہ شریف کے بہت بڑے عالم صاحب نے اُن لوگوں کی طرف سے ہونے والے سوالات اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کو دیئے اور دو (2) دن کے اندر، اِس کا جواب لکھنے کی گزارش (عرض۔request) کی۔ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے اسی وقت قلم اور اِنک (ink) لانے کو کہا لیکن دوسرے دن آپ کو بہت تیز بخار ہو گیا۔ بخار کی حالت میں بھی کچھ گھنٹے آپ نے جواب لکھ کر مکمل (complete) کر دیا اور اس کے علاوہ بھی اپنے دیگر (other) کام کیے۔ آپ نے ان سوالوں کے جوابات قرآن و حدیث کی روشنی میں ایسے دیے کہ مکّے شریف کے گورنر (governor) نے کہا "اَللّٰہُ یُعْطِی وَھُؤُلَآءِ یَمْنَعُونَ" یعنی

اللہ کریم تو اپنے حبیب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو غیب کا علم عطا فرماتا ہے اور یہ لوگ منع کرتے ہیں۔ عرب کے عُلَمائے کِرام اُن جوابات کو پڑھ کر اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی تعریفیں کرنے لگے اور اُن سوالات کرنے والوں کو جب یہ جوابات سنائے گئے تو وہ سمجھ گئے کہ ہم سب مل کر بھی اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کا جواب نہیں دے سکتے لہذا وہ مزید (more) کوئی بات نہ کر سکے۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت، ۱۹۰ تا ۱۹۳ ماخوذاً)

علماء کے حقوق (rights):

{1} فرمانِ آخری نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: تین شخص ایسے ہیں جن کے حقوق (rights) کو منافق ہی ہلکا جانے گا: **(۱)** جسے اسلام میں بڑھاپا آیا **(۲)** عالمِ دین اور **(۳)** انصاف پسند بادشاہ۔ (المعجم الکبیر، الحدیث: ۷۸۱۹، ج۸، ص۲۰۲)

{2} فرمانِ مُصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: جس نے ہمارے بڑوں کی عزّت نہ کی، ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کیا اور ہمارے علماء (کے حقوق) نہ پہچانے وہ میری اُمت میں سے نہیں۔

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند الانصار، الحدیث: ۲۲۸۱۹، ج۸، ص۴۱۲)

{3} فرمانِ نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: علم سیکھو، علم کے لئے سکینہ (یعنی اطمینان) اور وقار (honour) سیکھو اور جس سے علم سیکھو اس کے لئے تواضع اور عاجزی (یعنی نرمی) بھی کرو۔ (المعجم الاوسط، الحدیث: ۶۱۸۴، ج۴، ص۳۴۲)

{4} فاسق (ناجائز اور گناہ بھرے کام کرنے والے) کو مُفتی بنانا یعنی اُس سے فتویٰ پوچھنا درست نہیں کیونکہ فتویٰ امورِ دین سے (یعنی دین کا بہت اہم معاملہ) ہے اور فاسق کی بات "دیانات" (یعنی دینی مسائل) میں نا معتبر ہے (یعنی نہیں مانی جائے گی) (بہارِ شریعت، ح۱۲، ص۸۹۳، مسئلہ ۴، مُلخصاً) کیونکہ شریعت (اور دین) کا علم ایک نور ہے جو تقویٰ کرنے (گناہوں سے بچنے) والوں کو ملتا ہے۔ جو فسق و فجور (یعنی گناہ) کرتا ہے، وہ اس نور سے محروم رہتا ہے (ص۹۰۸، مسئلہ ۳، مُلخصاً)۔ **"دیانات" سے مراد** وہ چیزیں ہیں جن کا تعلق اللہ کریم اور بندے کے درمیان ہے۔ مثلاً حلال، حرام، نجاست (یعنی ناپاکی)، طہارت (یعنی پاکی) وغیرہ کے مسائل۔

{5} جاہلوں سے فتویٰ لینا حرام ہے۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۱۲، ص۴۶۲)

{6} ایک شخص کو دیکھا کہ لوگ اُس سے دینی سوالات کرتے ہیں اور وہ (صاحب) جواب دیتے ہیں اور لوگ اُنہیں عزّت کی نظر سے دیکھتے ہیں، اب چاہے نئے آنے شخص والے کو یہ معلوم نہ ہو کہ یہ جواب دینے والے کون ہیں؟ اور کیسے ہیں؟ مگر پھر بھی ان سے مسئلہ پوچھنا جائز ہے کیونکہ مسلمانوں کا اُن سے اس طرح سوالات کرنا، یہ بتا رہا ہے کہ یہ کوئی بہترین عالم صاحب ہیں (بہار شریعت، ح۱۲، ص۹۰۹، مسئلہ ۴، مُلخصاً)۔ یہ بات اوپر بتائی جاچکی کہ دینی مسئلہ نہ تو فاسق (مثلاً داڑھی صاف (shave) کروانے والے یا ایک مٹھی سے کم رکھنے والے) سے پوچھنا ہے اور نہ ہی جاہل سے۔ اسی طرح کسی بدمذہب (اسلام کے خلاف (against) عقیدہ (نظریہ) رکھنے والے) سے بھی دینی مسئلہ نہیں پوچھنا۔

{7} **یاد رہے کہ** بدمذَہب (یعنی گمراہ آدمی جو جہنّم میں لے جانے والے عقیدے (beliefs) پر یقین رکھتا ہو) کے بیانات سننا، اس کی تحریریں (writings) پڑھنا، اس کے بیانات کے جلسوں میں جانا، اس سے دینی مسائل پوچھنا حرام، حرام اور حرام ہونے کے ساتھ ساتھ اپنی آخرت برباد کرنے، ایمان کو خطرے میں ڈالنے اور اپنے دل سے اللہ و رسول (عَزَّوَجَلَّ وَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) کی محبّت کم کرنے والا کام ہے (پردے کے بارے میں سوال جواب ص۱۸۰، ۱۷۹، ماخوذاً)۔ فرمانِ آخری نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: بدمذہب سے دور رہو اور ان کو اپنے سے دور رکھو کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں اور کہیں وہ تمہیں فتنے میں نہ ڈال دیں۔ (صحیح مسلم، مقدمۃ، ص۹، حدیث:۷)

{8} بے علم آدمی کو کافروں یا بدمذہبوں سے اُلجھنا، بحث کرنا سخت حرام ہے۔ (فتاوی رضویہ، جلد۲۹، ص۶۵۴)

{9} کسی جاہل (یعنی بے علم) کا (عالم صاحب سے کسی مسئلے کا) حوالہ بلکہ کتاب جس میں وہ مسئلہ لکھا ہوا ہے مانگنا، بے ادبی ہے۔ (فتاوی رضویہ، جلد۱۲، ص۵۷۰، ماخوذاً)

{10} اگر ایک شخص خود عالم نہیں تو مستند (صحیح سُنی) علمائے کرام کے فتویٰ کو نہ ماننے والا گمراہ ہے (فتاوی رضویہ، جلد۱۳، ص۱۷۳، مُلخصاً)۔ **ہاں!** کسی دوسرے اچھے ماہر (expert) سُنی عالم کے فتویٰ پر عمل کرتا ہے تو اُس کی اجازت ہے یعنی غیر عالم، کسی سُنی مُفتی کے فتویٰ کو غلط نہیں کہہ سکتا۔

{11}عالمِ دین کو اس کے پاس علمِ دین ہونے کی وجہ سے بُرا کہنا **"کُفر"** ہے، چاہے کہنے والا جاہل ہو یا وہ خود عالم ہو (یعنی عالم کا بھی کسی دوسرے صحیح سُنی عالم صاحب کو، اُن کے علمِ دین کی وجہ سے بُرا کہنا، **"کُفر"** ہے)۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۲۱، ص ۲۹۴، مُلخصاً)

{12} عالمِ دین ہر مسلمان کے حق میں عموماً (عام طور پر) اور استادِ علمِ دین اپنے شاگرد کے حق میں خصوصاً (خاص طور پر) حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا نائب (deputy) ہے۔ **ہاں!** اگر (عالم صاحب یا استاد صاحب، مَعَاذَ اللہ! یعنی اللہ کریم کی پناہ) شریعت کے خلاف (against) کسی بات کا حکم دیں، تو ہرگز وہ بات نہ مانے۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۲۴، ص ۴۱۳، مُلخصاً)

{13} علماء فرماتے ہیں کہ جس سے اس کے استاد صاحب کو کسی طرح کی ایذا (یعنی تکلیف) پہنچے، وہ علمِ دین کی برکتوں (blessings) سے محروم رہے گا۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۲۱، ص ۴۱۴، مُلخصاً)

{14} عالم صاحب سے غلطی ہو جائے تو اس غلطی سے بچنے کا حکم ہے۔ مثلاً اگر غلط مسئلہ بیان کیا تو اُس مسئلے پر عمل نہ کرے بلکہ انتظار (wait) کرے یہاں تک کہ وہ صحیح مسئلہ بیان کریں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے (فتاوی رضویہ، جلد ۹، ص ۳۶۶، ماخوذاً): عالم کی غلطی سے بچو اور اس کے رجوع کرنے (مثلاً غلط مسئلہ کی جگہ صحیح مسئلہ بتانے) کا انتظار کرو۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی کتاب الشہادات دار صادر بیروت ۱۰/ ۲۱۱)

{15} **خَاتَمُ النَّبِیِّین، اِمَامُ الْمُرْسَلِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن** صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: عالم کا گناہ ایک گناہ ہے اور جاہل کا گناہ دوہرا (double) گناہ ہے۔ عرض کی: یَارَسُوْلَ اللہ! یہ کس لیے؟ فرمایا: عالم پر گناہ کرنے کا عذاب ہے اور جاہل پر ایک عذاب گناہ کرنے کا ہے اور ایک علم نہ سیکھنے کا۔

(الجامع الصغیر حدیث ۴۳۳۵ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲/ ۲۶۴)

{16} امامِ اہلسنّت، پیرِ طریقت، علّامہ **احمد رضا خان** قادِری رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کچھ اس طرح فرماتے ہیں: جاہل، علم نہ ہونے کی وجہ سے اپنی عبادت میں سو (100) گناہ کر لیتا ہے اور مصیبت یہ کہ انہیں گناہ بھی نہیں جانتا اور عالم دین اپنے گناہ میں ایک حصّہ خوف و ندامت کا رکھتا ہے (یعنی مَعَاذَ اللہ!۔ اللہ کریم کی پناہ، اگر گناہ ہو جائے تب

بھی دل میں اللہ کریم کا ایسا ڈر ہوتا ہے) کہ (وہ ڈر) اُسے (یعنی عالم صاحب کو) جلد نجات بخشتا (یعنی توبہ کی طرف لے آتا) ہے۔ اس لیے حدیث میں ارشاد ہوا کہ عالم کا ہاتھ، (اللہ) ربُّ الْعِزّت کے دست قدرت میں ہے اگر وہ (عالم) لغزش (غلطی یا گناہ) بھی کرے تو اللہ کریم جب چاہے اسے اٹھالے گا (توبہ کی توفیق عطا فرمادے گا)۔ (فتاوی رضویہ ج۲۳، ص۶۸۸، مُلخصاً)

{17}(۱) علم کی مجلس ہو یا آپس میں بات چیت، جہاں پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا ذکر ہو، چاہے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا نام لے یا دوسرے سے سنے درود شریف پڑھنا واجب ہے، اگر اُس وقت نہ پڑھا تو کسی اور وقت میں پڑھ لے (بہار شریعت، ح۳، ص۵۳۳، مسئلہ ۱۱۴، مُلخصاً)۔ ہر روز کچھ نہ کچھ درودِ پاک پڑھنے کی عادت ہونی چاہیے۔ اس کا ایک فائدہ یہ بھی ہو گا کہ جہاں پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا ذکر سن کر درود شریف پڑھنا بھول گئے تھے تو بعد میں پڑھ لینے سے بھی درود شریف پڑھنے کا واجب پورا ہو جائے گا۔

(۲) حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا صرف نامِ مُبارک (یعنی مُحَمَّد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) لینے یا سُننے ہی پر درود شریف پڑھنا واجب نہیں، بلکہ آپ کے صفاتی نام (مثلاً خاتَمُ النَّبِیّین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ)، اسی طرح کوئی بھی ایسا لفظ جو نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے لیے بولا جاتا ہو (مثلاً پاکستان، ہند وغیرہ میں آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بولتے ہیں۔ **ہاں!** اگر بات کسی اور کے بارے میں ہوئی اور "آقا" بولا گیا تو اب یہاں "آقا" کا لفظ، نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے لیے نہیں ہو گا)، ایسے تمام الفاظ بولنے یا سننے سے درود پاک پڑھنا واجب ہے۔

(دارالافتاء اہلسنّت غیر مطبوعہ، فتوی نمبر: nor:9649، مُلخصاً)

(۳) عُلَمائے کِرام یہاں تک فرماتے ہیں کہ: اگر ایک مجلس میں حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا ذکر سو (100) مرتبہ ہو، تو ہر مرتبہ درود شریف پڑھنا چاہیے (بہار شریعت، ح۳، ص۵۳۳، مسئلہ ۱۱۴، مُلخصاً) لہٰذا اپنی پکّی عادت بنا لینی چاہیے کہ جب بھی پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا ذکر سنے تو درود شریف پڑھیں۔ نعت شریف پڑھنے سننے والوں کو بھی چاہیے کہ بیچ میں درود شریف پڑھتے پڑھاتے رہیں۔

(۴) درود شریف پڑھنے کی بہت فضیلتیں ہیں:@دُرُودِ پاک کی برکت (blessing) سے اللہ کریم کی رِضا و رَحمت ملتی@غضبِ الٰہی (یعنی اللہ کریم کے جلال) سے امان (حفاظت) نصیب ہوتا ہے@دُرود شریف پڑھنا عِبَادت (یعنی ثواب کا کام) ہے (**یاد رہے کہ جہاں اللہ کریم کی عبادت کے علاوہ، "عبادت" کا لفظ آئے تو اُس کا مطلب صرف "ثواب" ہوتا ہے یعنی یہ مطلب نہیں ہوتا کہ کسی غیر اللہ کو "خدا" مان کر اُس کا حکم مانا جائے یا اُسے سجدہ کیا جائے یا اُس کی تسبیح کی جائے**)@دُرود پڑھنے سے پریشانیوں سے نجات ملتی، دُکھ دور ہوتے، مصیبت ٹلتی اَور رِزْق میں برکت (blessing) ہوتی ہے@دُرود پڑھنے سے دِل پاک ہوتا ہے@دُرود پڑھنے سے دُعا قبول ہوتی ہے@دُرود شریف ہر بھلائی پانے اور ہر بُرائی دور کرنے کا ذریعہ ہے@دُرود پڑھنے والا نَزع (یعنی موت کے وقت) کی سختی سے محفوظ رہے گا@دُرُود پڑھنے والا قِیامت کے دِن سایۂ عرش میں ہو گا@دُرُود پڑھنے والا قِیَامت کی پیاس سے محفوظ رہے گا@دُرُود پڑھنے والے کے لئے (حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی) شفاعت واجِب ہو جاتی ہے@دُرود پڑھنے والا پُل صِراط پر آسانی اور تیزی سے گزرے گا@دُرود شریف پُل صِراط کا نور ہے@کثرت سے دُرود پڑھنے والا قیامت کے دن حُضُور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے زیادہ قریب ہو گا@دُرود پڑھنے والے سے قِیامت کے دِن ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مُصَافحہ فرمائیں (یعنی ہاتھ مِلائیں) گے۔ (آبِ کوثر، ص ۸ تا ۱۴ ملخصًا، مکتبۃ المدینہ کراچی) لہٰذا ہمیں چاہیے کہ روزانہ وقت طے کر کے ایک مخصوص تعداد میں درود شریف پڑھا کریں (مثلاً فجر کے بعد 50 مرتبہ)۔ **یاد رہے** کہ اُمت پر پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا حق (right) ہے کہ اُمتی آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر درود شریف پڑھے۔ (سیرتِ مصطفٰی، ص ۸۴۷، ملخصًا)

(۵) گاہک (customer) کو سودا (goods) دکھاتے وقت تاجر (trader) کا اس لیے دُرود شریف پڑھنا یا سُبْحَانَ اللہ ! کہنا ، ناجائز (اور گناہ) ہے کہ (ان الفاظ سے) اس چیز کی عمدگی (یعنی اچھا ہونا) خریدار (customer) کو پتا چلے۔ (بہار شریعت، ح ۳، ص ۵۳۳، مسئلہ ۱۱۴، ملخصاً)

(۶) بہت سے لوگ دُرود شریف کے بدلے صلعم، عم، ﷺ لکھتے ہیں، یہ ناجائز و سخت حرام ہے۔ اسی طرح رَضِیَ اللہُ عَنْہ کی جگہ رضؓ، رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی جگہ رحؒ لکھتے ہیں، ایسا بھی نہیں لکھنا چاہیے۔ (بہارِ شریعت ح ۳، ص ۵۳۴، مسئلہ ۱۱۷، ملخصاً)

علم کے حقوق(rights):

{1} فرمانِ آخری نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: قیامت کے دن بندہ اس وقت تک قدم نہ اُٹھا سکے گا جب تک اس سے پانچ چیزوں کے بارے میں سوال نہ کر لیا جائے: (۱) عمر کن کاموں میں گزاری (۲) جوانی کن کاموں میں صرف کی (۳) مال کہاں سے کمایا اور (۴) کہاں خرچ کیا اور (۵) اپنے علم پر کہاں تک عمل کیا۔

(جامع الترمذی، ابواب صفۃ القیامۃ، باب فی القیامۃ، الحدیث: ۲۴۱۷، ص ۱۸۹۴)

{2} دُعائے مُصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ عِلْمٍ لَایَنْفَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَایَخْشَعُ وَمِنْ نَفْسٍ لَاتَشْبَعُ وَمِنْ دَعْوَۃٍ لَایُسْتَجَابُ لَھَا۔ یعنی اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں ایسے علم سے جو نفع نہ دے، ایسے دل سے جو عاجزی نہ کرے (یعنی جو دل نرم نہ ہو)، ایسے نفس سے جو سیر نہ ہوتا (یعنی لالچ میں رہتا) ہو اور ایسی دعا سے جو قبول (accept) نہ ہو۔ (صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فی الادعیہ، الحدیث: ۶۹۰۶، ص ۱۱۵۰)

{3} فرمانِ نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: جو بندہ لوگوں کو وعظ (بیان) اور نصیحت کرتا ہے، اللہ کریم اس سے پوچھ گچھ ضرور فرمائے گا"۔ راوی (یہ حدیث بیان کرنے والے) کہتے ہیں میرا خیال ہے کہ یہ بھی ارشاد فرمایا: یہ ضرور پوچھے گا کہ تو نے اس وعظ (یعنی بیان کرنے) سے کیا نیّت کی تھی۔

(شعب الایمان، باب فی نشر العلم، الحدیث: ۱۷۸۷، ج ۲، ص ۲۸۷)

{4} احکامِ الٰہی (یعنی دین کے بتائے ہوئے مسائل) میں چُوں وچرا (اعتراض وغیرہ) نہیں کرتے۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۱۳، ص ۲۹۷)

{5} اگر کوئی عالم نہ ہو تو اس کا عُلَمائے کِرام سے مسائل پوچھتے رہنا، ان کے پاس جانا آنا اُسے شرعی غلطیوں سے بچاتا ہے۔ جیسا کہ امامِ اہلسنّت، اعلیٰ حضرت، پیرِ طریقت، حضرت علّامہ مولانا، امام **احمد رضا خان** قادِری رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے ایک نکاح خواں (یعنی نکاح پڑھانے والے) کی غلطی پر کچھ اس طرح فرمایا: ان غلطیوں کی وجہ وہی جہالت (یعنی علم نہ ہونا) ہے اور اس کے علاوہ (other) بہت سی غلطیوں کا اندیشہ (یعنی خطرہ) ہے کہ جن (غلطیوں) کو عُلَمائے کِرام ہی جانتے ہیں یا وہ نیک توفیق والے جانتے ہیں کہ جنھیں عُلَمائے کِرام کی خدمت

وصحبت (یعنی عُلَمائے کِرام کے پاس جانے والے) اور ان سے مسائل دینیہ سیکھنے کا مکمل شوق ہے (یعنی عُلَمائے کِرام کے پاس جاکر مسائل سیکھنے والے شرعی غلطیوں سے بچ جاتے ہیں)۔ (فتاوی رضویہ جلد ۱۱، ص ۱۹۰، مُلخصاً)

{6} بغیر علم کے فتویٰ دینے والے کو چاہیے کہ اس پر جو حکم لگتا ہے، وہ اس حدیث سے سمجھ لے (فتاوی رضویہ، جلد ۱۳، ص ۱۲۴، مُلخصاً): بے علم (نے) فتویٰ دیا تو خود بھی گمراہ ہوا اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔ (صحیح مسلم کتاب العلم، ج ۲، ص ۳۴۰)

{7}(۱) اگر کوئی بیان کرنے والا، اپنا بیان اللہ کریم کی رضا (یعنی خوشی) کے لیے کرتا ہے، نہ تو اس بیان کی وجہ سے پیسے حاصل کرنے کی نیّت ہو اور نہ ہی اس سے مشہور ہونے کی خواہش (desire) ہو اور اس کا بیان شریعت کے مطابق ہو یعنی وہ شخص اتنا علم رکھتا ہو کہ جس سے اسے وعظ (یعنی بیان) کرنے کی اجازت ہو، جب تو ظاہر ہے کہ ایسا بندہ ہادیِ راہِ ہُدیٰ (یعنی سیدھے راستے کی طرف رہنمائی (guidance) کرنے والا) ہے۔ اس کا وعظ کہنا (یعنی بیان کرنا) اس کے اپنے لیے اور سننے والے سب مسلمانوں کے حق میں بہتر ہے۔

(۲) اور اگر ان باتوں سے کوئی بات کم ہے مثلاً علم دین کافی (enough) نہیں یا() کوئی غلط نیّت ہو یا() اُس شخص کا عقیدہ ہی غلط ہو جس کی وجہ سے اُس کا بیان شریعت کے خلاف (against) ہو جب تو ظاہر کہ اس کا وعظ (یعنی بیان) اس کے اور سننے والے سب مسلمانوں کے حق میں برا ہے۔

(۳) اور (سُنی صحیحُ العقیدہ عالم ہو، دین کا علم بھی اچھا ہو مگر) مال یا شہرت (عزّت یا واہ، واہ) حاصل کرنا چاہتا ہو تو پھر بھی سُننے والے مسلمانوں کے لئے اس کا وعظ فائدہ مند (gainful) ہی ہے (کہ اللہ کریم کی رضا کے لیے سُننے والوں کو ثواب ہی ملے گا) مگر خود اس (بیان کرنے والے) کے حق میں سخت مُضِر (یعنی نقصان دہ) ہے۔ عُلَمائے کِرام فرماتے ہیں کہ ایسی نیّت سے بیان کرنا گمراہی اور یہود (jews) و نصاریٰ (عیسائیوں۔ christians) کا طریقہ ہے۔ (فتاوی رضویہ ج ۱۳، ص ۱۹۹، ۲۰۰، مُلخصاً)

{8} حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: علم اس لئے مت سیکھو کہ اس کے ذریعے تم علماء پر فخر جتاؤ (یعنی اتراؤ) یا جاہلوں سے جھگڑو۔ اور نہ اس لئے علم سیکھو کہ اس کے ذریعے مجلسوں میں مقام و مرتبہ (rank) حاصل کرو اور

جو اس (یعنی ان غلط نیّتوں میں سے کسی) نیّت(intention) سے علم حاصل کرے گا تو اس کے لئے جہنّم کی آگ ہے۔(ابن ماجہ، المقدمۃ، باب الانتفاع بالعلم والعمل، ۱/۱۶۵، حدیث:۲۵۴)

{9} فخر اور غرور(pride) کی وجہ سے اپنے آپ کو عالم کہنا حرام ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے: جس نے اپنے آپ کو عالم کہا تو وہ جاہل ہے(المعجم الاوسط حدیث ۶۸۴۲ مکتبہ المعارف ریاض ۷/۴۳۳)۔**ہاں!** اگر اپنے آپ کو عالم، فخر اور غرور کی وجہ سے نہ کہا تو اب اپنے آپ کو عالم کہنا جائز ہے۔(فتاوی رضویہ، جلد ۲۱، ص ۳۹۵، مُلخصاً)

{10}(۱) امام غزالی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کچھ اس طرح فرماتے ہیں: اگر کوئی ایسا طالبِ علم پایا جائے جو اللہ کریم کی رضا اور اس کا قرب پانے (یعنی اس کی رحمت سے قریب ہونے) کے لئے علم سیکھنا چاہتا ہو تو ایسے طالبِ علم سے دوری اختیار کرنا (یعنی اُسے علم کا مسئلہ یا کوئی بات سمجھانے یا سیکھانے کے لیے وقت دے سکتے ہوں پھر بھی اُس کے پوچھنے پر وقت نہ دینا) اور اس سے علم کو چھپانا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ ایسے طالبِ علم زیادہ نہیں ہوتے، بڑے شہروں میں ان کی تعداد ایک، دو سے زیادہ ملنا مشکل ہے۔(احیاء العلوم مترجم، ج ۲، ص ۸۵۸، مُلخصاً)

(۲) فرمانِ آخری نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: جس سے علم کی کوئی بات پوچھی گئی اور اس نے اسے چھپایا تو اللہ کریم قیامت کے دن اسے آگ کی لگام(bridle) پہنائے گا۔

(سنن ابن ماجہ، ابواب الطھارۃ، باب من سئل من علم فکتمہ، الحدیث:۲۶۴، ص ۲۴۹۳)

{11} امام ابو یوسف رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے مسئلہ پوچھا گیا وہ سیدھے بیٹھ گئے، عمامہ باندھا اور چادر اوڑھ کر فتوی دیا یعنی دینی مسئلے کی عظمت (اور عزّت) کا خیال رکھا(الفتاوی الھندیۃ، کتاب آدب القاضی الباب الاول، ج ۳، ص ۳۱۰)۔ آج کے دور میں جب کہ علمِ دین کی اہمیت(importance) لوگوں کے دلوں میں بہت کم باقی ہے، اہلِ علم کو اس قسم کی باتوں کی طرف توجُّہ(attention) کی بہت ضرورت ہے جن سے علم کی عظمت (اور عزّت) پیدا ہو۔ سب سے بڑھ کر جو چیز تجربہ(experience) میں آئی ہے وہ یہ کہ اہلِ دنیا کو ایسا نہ لگے کہ علم والوں کو ان دنیا والوں کی ضرورت ہے کیونکہ جب یہ بات سامنے آئے گی تو علم کی اہمیت(importance) ختم ہو جائے گی۔

(بہار شریعت ح ۱۲، ص ۹۱۲، مسئلہ ۲۱، مُلخصاً)

www.farzuloom.net

نوٹ: علم نہ ہونے کی وجہ سے ہونے والے گناہوں کی تفصیل جاننے کے لئے **فتاوی رضویہ ج۲۴، ۲۳، ۲۲، ۲۱** کو پڑھ لیجئے۔

باطنی آداب:

امام غزالی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے انداز(style) کو دیکھتے ہوئے یہاں عبادتوں کے "باطنی آداب" بھی بیان کیے جارہے ہیں:

علم حاصل کرنے کے باطنی آداب:

{1} فرمانِ مصطفٰی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: علم سیکھنے سے ہی آتا ہے اور فقہ (یعنی دین کی سمجھ) غور و فکر سے حاصل ہوتی ہے اور اللہ کریم جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین میں سمجھ بوجھ عطا فرماتا ہے اور اللہ کریم سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔ (المعجم الکبیر، الحدیث:۷۳۱۲، ج۱۹، ص۵۱۱)

{2} امام غزالی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کچھ اس طرح فرماتے ہیں: علم سیکھنے (کے عمل / کام) کو دو طرح سے دیکھا جائے یعنی علم سیکھنا، ایک طرف اللہ کریم کی عبادت اور دوسری طرف اللہ کریم کی (طرف سے) خلافت ہے مگر صحیح بات یہ ہے کہ علم سیکھنا، اللہ کریم کی بہت بڑی خلافت ہے کیونکہ اللہ کریم عالِم کے دل پر اپنی سب سے خاص صفت (یعنی علم) کو کھول دیتا ہے۔ عالم، اللہ کریم کے بہترین خزانوں (treasures) کا خازن (خزانچی treasurer) ہے اور اسے (یعنی عالم کو) اس خزانے (treasure) کو ہر ضرورت مند (needy) پر خرچ (spend) کرنے کا حکم بھی دیا گیا ہے لہٰذا اس سے بڑھ کر کیا رتبہ (rank) ہو سکتا ہے کہ بندہ اپنے ربّ اور اس کی مخلوق کے درمیان واسطہ بن کر بندوں کو اللہ کریم کے قریب کر دے اور جنّت کی طرف لے جائے۔ (احیاء العلوم مترجم، ج۱، ص۷۰، مُلخصاً)

{3} امام شافعی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ **صوفی بزرگ** شَیْبَان رَاعِی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے سامنے اس طرح بیٹھتے جس طرح طالبِ علم بیٹھتا ہے اور پوچھتے کہ "اِس اِس معاملے کا حکم کیا ہے؟" کسی نے آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے عرض کی: حضور!

آپ جیسا عظیم شخص اس بدوی (گاؤں میں رہنے والے) سے پوچھتا ہے؟ تو آپ نے کچھ اس طرح فرمایا: بے شک انہیں وہ چیز (علم و عمل سے) ملی ہے جو ہمیں نہیں ملی۔ (قوت القلوب، الفصل الحادی والثلاثون، ج۱، ص۲۷۰، مُلخصاً)

{4} حضرت جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ایک دن مجھ سے میرے شیخ حضرت سَرِی سَقَطِی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے پوچھا کہ جب تم میرے پاس سے جاتے ہو تو کس کے پاس جاتے ہو؟ میں نے عرض کی: حضرت مُحَاسِبِی کے پاس۔ فرمانے لگے: ٹھیک ہے، ان سے علم وادَب سیکھنا اور جب وہ علمِ کلام پر باتیں کریں (یعنی عقیدے کی باریک اور عقلی باتیں، ان پر ہونے والے اعتراض اور جواب سکھانے لگیں) تو انہیں (یعنی اُس محفل کو) چھوڑ دینا۔ جب میں واپس جانے لگا تو میں نے سنا، حضرت سَرِی سَقَطِی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ دعا کر رہے تھے کہ اللہ کریم تجھے (قرآن و) حدیث (کا علم رکھنے) والا صوفی بنائے اور ایسا صوفی نہ بنائے جو (بعد میں) حدیث (کا علم) حاصل کرے۔ (قوت القلوب، الفصل الحادی والثلاثون، ج۱، ص۲۵۲، مُلخصاً)

{5} جب مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ، امیرُ المؤمنین حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہُ عَنْہ کا انتقال ہوا تو حضرت عبدُاللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ عَنْہ نے فرمایا: علم کے دس (10) حصّوں میں سے نو (9) حصّے اُٹھ گئے۔ کسی نے عرض کی: حضور! آپ یہ کیا فرما رہے ہیں۔ ہمارے درمیان تو اب بھی بڑے بڑے صحابہ (رَضِیَ اللہُ عَنْہُمْ) موجود ہیں!!! تو آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہ نے فرمایا: میں فتویٰ اور احکام (یعنی دینی مسائل) کے علم کی بات نہیں کر رہا بلکہ میری مراد معرفتِ الٰہی (یعنی اللہ کریم کی پہچان کرانے والا علم) ہے (المعجم الکبیر، الحدیث: ۸۸۱۰، ج۹، ص۱۶۳، باختصارٍ)۔

()امام غزالی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: شہرت اس (علم) میں ہوتی ہے (یعنی آدمی اُس علم سے مشہور ہوتا ہے کہ) جو ہلاکت و بربادی کا سبب ہوتا ہے اور فضیلت اس (علم) کی وجہ سے ہوتی ہے جو ایک راز (secret) ہوتا ہے جس کی کسی کو خبر نہیں ہوتی۔ (احیاء العلوم مترجم، ج۱، ص۹۸)

{6} امام شافعی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے رات کو تین (3) حصّوں میں تقسیم (divide) کر رکھا تھا: ایک تہائی (one third) علم کے لئے، ایک تہائی (33٪) عبادت کے لئے اور ایک تہائی (33٪) آرام کے لئے۔ (حلیۃ الاولیاء، الامام

الشافعی، الحدیث:۱۳۴۳۱، ج۹، ص۱۴۳)

{7} حضرت حسن کَرَابِیْسِی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں کہ میں نے امام شافعی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے ساتھ کئی راتیں گزاری ہیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ تقریباً ایک تہائی (one third) رات نماز پڑھتے تھے اور میں نے انہیں 50 سے زیادہ آیتیں پڑھتے نہیں دیکھا، اگر زیادہ پڑھتے تو سو (100) پڑھ لیتے اور کسی بھی آیتِ رحمت پر پہنچتے تو اللہ کریم سے اپنے لئے اور تمام مسلمانوں کے لئے رحمت کی دعا مانگتے اور جب بھی کوئی عذاب والی آیت پڑھتے (یعنی جس آیت میں عذاب کا ذکر ہو) تو عذاب سے پناہ مانگتے پھر اپنے اور تمام مسلمانوں کے لئے عذاب سے بچنے کی دعا مانگتے تھے (معرفۃ السنن والاثار، مقدمۃ المؤلف، ج۱، ص۱۱۵) یعنی وہ آیتیں پڑھتے تو ان پر غور بھی کرتے تھے۔

{8} امام شافعی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ جو اپنے نفس کی نگہبانی (حفاظت) نہیں کرتا اس کا علم اسے فائدہ نہیں دیتا (الفقیہ والمتفقہ، الرقم:۱۳۹، ج۱، ص۱۵۱) اور جو اپنے علم کے مطابق اللہ کریم کی اطاعت (یعنی فرمانبرداری۔ obedience) کرے گا اس کا پوشیدہ (یعنی چھپا ہوا) علم (بھی) اسے فائدہ دے گا۔ (حلیۃ الاولیاء، الحدیث:۱۳۳۳۴، ج۹، ص۱۲۴)

{9} حضرت سَعد بن ابراہیم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے پوچھا گیا کہ: اہلِ مدینہ (یعنی مدینے شریف) میں (اس وقت) سب سے بڑا فقیہ (یعنی عالم) کون ہے؟۔ فرمایا: وہ جوان (علمائے کرام) میں سے اللہ کریم سے زیادہ ڈرتا ہے۔

(سنن الدارمی، الرقم:۲۹۵، ج۱، ص۱۰۱)

{10} (۱) روایت ہے پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: (اگر) تم میں سے کوئی لوگوں کے سامنے ایسی بات بیان کرے جسے وہ سمجھ نہ پائیں تو وہ (بات) ان (لوگوں) کے لئے فتنہ ہے۔

(صحیح مسلم، الحدیث:۵، ص۹۔ الرقم:۱۲۰۲، عثمان بن داود، ج۳، ص۹۳۷)

(۲) دوسری روایت میں ہے کہ: لوگوں سے وہی باتیں کرو جنہیں وہ مان لیں اور وہ باتیں نہ کرو جن کا وہ انکار (denial) کریں۔ کیا تم چاہتے ہو کہ اللہ کریم اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی تکذیب ہو؟ (یعنی مَعَاذَ

www.farzuloom.net

اللہ!۔اللہ کریم کی پناہ، انہیں جُھٹلایا جائے اور اُن کا انکار کیا جائے!!!)

(صحیح البخاری، کتاب العلم،، ج۱، ص۶۷۔الجامع لاخلاق الراوی وآداب السامع، الحدیث:۱۸، ج۲، ص۱۰۸)

(۳)امام غزالی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: یہ ارشاد ان باتوں کے بارے میں ہے جنہیں خود کہنے والا سمجھتا ہو مگر سننے والے کی عقل وہاں تک نہ پہنچے، تو پھر ان باتوں کو بیان کرنے کا کیا حال ہو گا جنہیں خود کہنے والا ہی نہ سمجھے۔(احیاءالعلوم مترجم، ج۱، ص۹۸)

{11} علم کثرتِ روایت (بہت ساری چیزیں بیان کر دینے) کا نام نہیں بلکہ علم تو ایک نور ہے جو دل میں رکھا جاتا ہے۔(احیاءالعلوم مترجم، ج۱، ص۱۷۵)

{12}اللہ کریم کے حرام کردہ کاموں سے بچتے رہو اور فرائض کو پابندی (punctuality) سے پورا کرتے رہو عقل مند (sensible) ہو جاؤ گے۔(احیاءالعلوم مترجم، ج۱، ص۲۹۲)

{13} جس شخص کی دل کی نگاہ صحیح نہ ہو اسے دین سے صرف چھلکے حاصل ہوتے ہیں مگر دین کا مغز (یعنی دینی تعلیم کی روح) اور حقائق (یعنی دین کی حقیقی تعلیم) حاصل نہیں ہوتے۔(احیاءالعلوم مترجم، ج۱، ص۲۹۵، مُلخصاً)

{14} امام شعبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: ”لَا اَ دْرِی (یعنی میں نہیں جانتا)“ ، آدھا علم ہے اور معلوم نہ ہونے کی صورت (case) میں جواب نہ دینے والا بھی ثواب میں جواب دینے والے سے کم نہیں کیونکہ یہ بات مان لینا کہ مجھے اس بات کا علم نہیں، یہ ایک شخص کے نفس پر (اسکے اپنے اوپر) بہت بھاری ہوتا ہے۔

(سنن الدارمی، المقدمۃ، الحدیث:۱۸۰، ج۱، ص۷۴، مُلخصاً)

{15}(۱)امام غزالی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی تعلیمات (teachings) یہ ہیں کہ علم سیکھنے والوں میں ایک برائی یہ بھی ہے کہ وہ وہی علم سیکھنے کی کوشش کرتے ہیں کہ جس سے لوگوں میں واہ، واہ ہو، تو سیکھنے والے ایسا علم سیکھنے میں اُس علم کو چھوڑ دیتے ہیں کہ جس کا سیکھنا ضروری ہے۔ یہ ایک دھوکہ ہے، علمِ دین حاصل کرنے والے کو اس سے بچنا ضروری ہے۔(اسکی تفصیل (detail) جاننے کے لیے پڑھیں احیاءالعلوم مترجم، ج۱، ص۹۱،۹۰)

(۲)فرضِ کفایہ (یعنی وہ علم کہ معاشرے (society) میں کچھ نہ کچھ لوگ اُسے جانتے ہوں، اس) علم (کو) حاصل کرنے

میں (بھی) وہ (ہی) مصروف (busy) ہو کہ جو فرضِ عین علوم (یعنی وہ علم جس کا سیکھنا ہر شخص پر فرض ہو) کو حاصل کر چکا ہو۔ جو فرضِ عین علم چھوڑ کر فرضِ کفایہ علم حاصل کرنے پر یہ کہے کہ میرا مقصد (aim) تو حق بات سیکھنا ہے، تو ایسا شخص بڑا جھوٹا ہے۔ (احیاء العلوم مترجم، ج۱، ص۱۵۷، ۱۵۸، مُلخصاً)

(۳) امامِ اہلسنّت، اعلیٰ حضرت، پیر طریقت، حضرت علّامہ مولانا، **امام احمد رضا خان قادِری** رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جو فرض چھوڑ کر نفل میں مشغول (مصروف۔busy) ہو حدیثوں میں اس کی سخت برائی آئی اور اس کا وہ نیک کام مردود (rejected) قرار پایا، نہ کہ فرض چھوڑ کر فضولیات میں وقت گنوانا (یعنی فرض چھوڑ کر تو نفل عبادت نہیں کر سکتے تو پھر فضول کام کیسے کر سکتے ہیں!!!)، غرض یہ علوم ضروریہ (یعنی فرض علوم) تو ضرور (دیگر تمام علوم سے) مُقَدَّم (یعنی پہلے) ہیں اور ان سے غافل ہو کر ریاضی (mathematics)، ہندسہ (digits)، طبعیات (physics)، فلسفہ (philosophy) یا دیگر خرافات (یعنی بے کار فنون) و فلسفہ پڑھنے پڑھانے میں مشغولی (مصروف (busy) ہونا) بلاشبہہ (یعنی بے شک) مُتَعَلِّم و مدرس (پڑھنے اور پڑھانے والے) دونوں کے لئے حرام ہے اور ان ضروریات (یعنی فرض علم) سے فراغ (یعنی مکمل کرنے) کے بعد پورا علمِ دین، فقہ (یعنی شرعی مسائل)، حدیث، تفسیر (یعنی قرآن شریف کے معنیٰ، مطلب، شرح، وضاحت سمجھانا)، عربی زبان اس کی صَرف (عربی صیغوں، tenses وغیرہ کا علم)، نحو (عربی گرامر (grammar) کا علم)، مَعانی (ایسا علم کہ جس سے پتا چلے کہ کس صورت (condition) میں کس طرح بات کرنی ہے)، بَیان (ایسا علم کہ جس سے پتا چلے کہ کس جگہ کونسے الفاظ سے بات کرنی ہے اور کونسا لفظ نہیں بولنا)، لُغت (عربی کے الفاظ معنی کا علم)، ادب (عربی جملوں کا علم) و غیرہا آلات عُلومِ دینیہ (یعنی وہ فن یا علم جسے سیکھ کر قرآن و حدیث سمجھا جا سکے) بطور آلات (کہ قرآن و حدیث سمجھا جا سکے، اتنا) سیکھنا سکھانا **"فرض کفایہ"** ہے۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۲۳، ص۶۲۷)

طہارت کے باطنی آداب:

{1} امام غزالی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ہر عُضْو (یعنی جسم کا حصّہ) دھوتے وقت یہ اُمّید (hope) کرتا رہے کہ میرے اِس عُضْو (یعنی اس حصّے) کے گناہ نکل رہے ہیں۔ (اِحیاءُ العُلوم ج۱ ص۱۸۳ مُلَخَّصاً)

{2} اعضاء (یعنی جسم) کی باطنی طہارت (یعنی پاکیزگی) کے دو (۲) درجے (levels) ہیں: (۱) دین نے جن باتوں سے منع کیا، ان باتوں سے انہیں پاک رکھنا اور (۲) دین نے جن باتوں کو کرنے کا حکم دیا، ان باتوں میں انہیں مصروف (busy) رکھنا۔ (احیاء العلوم مترجم، ج۱، ص۳۹۷، ملخصاً)

{3} کوئی شخص بھی اس وقت تک اپنے باطن (یعنی اپنی سوچ) کو برائیوں سے پاک اور اچھے خیال والا نہیں بنا سکتا جب تک کہ اپنے دل کو بری عادتوں (مثلاً حسد، بدگمانی، تکبُّر وغیرہ) سے پاک کر کے اچھے اخلاق والا نہ بن جائے۔ جو شخص اپنے جسم کو دین کی منع کی ہوئی باتوں سے پاک کر کے عبادت میں نہیں لگا دیتا، اس وقت تک وہ بڑے مقام (rank) والا نہیں ہو سکتا۔ (احیاء العلوم مترجم، ج۱، ص۳۹۸، ماخوذاً)

{4} علم و عمل والے شخص کو کم سے کم وقت صاف صفائی (بننے سنورنے / زینت) میں لگانا چاہیے تاکہ اس وقت کا دوسرے اچھے کاموں میں استعمال کیا جاسکے۔ ایسے لوگوں کے لیے اس طرح کے کاموں میں زیادہ وقت لگانا اچھا نہیں ہے، انہیں چاہیے کہ اپنا زیادہ سے زیادہ وقت علم و عمل میں استعمال کریں۔

(احیاء العلوم مترجم، ج۱، ص۴۰۲، ماخوذاً)

{5}(۱) اُمُّ الْمُؤمنین حضرتِ عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا فرماتی ہیں کہ ایک بار حجرۂ مبارکہ (یعنی آپ کی رہائش گاہ (accommodation) جو کہ ایک کمرے کی تھی) کے پاس کچھ لوگ جمع ہوئے، پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ان کی طرف تشریف لے جانے لگے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مٹکے میں موجود پانی میں اپنا چہرہ دیکھ کر سر اور داڑھی کے بالوں پر ہاتھ پھیرا۔ حضرتِ عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا کہتی ہیں کہ میں نے عرض کی: یَارَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! کیا آپ بھی ایسا کر رہے ہیں؟ تو فرمایا: **ہاں!** اللہ کریم اپنے بندے کو پسند فرماتا ہے کہ جب وہ اپنے (مسلمان) بھائیوں کے پاس جائے تو بن سنور کر (یعنی اچھی حالت میں) جائے۔ (قوت القلوب، الفصل الثالث والثلاثون، ج۲، ص۲۴۳، بالتغیر)

(۲) امام غزالی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کچھ اس طرح فرماتے ہیں: اس نیّت (intention) سے زینت کرنا (مثلاً اچھے لباس پہننا) اچھا کام ہے اور لوگوں میں خود کو زاہد (یعنی دنیاوی چیزوں سے دور) بتانے کے لئے داڑھی کو صاف کیے

بغیر رکھنا منع ہے(یعنی لوگوں کے سامنے نیک بننے، دنیا سے دور رہنے والا نظر آنے کے لیے صاف صفائی چھوڑنا، منع ہے)۔(احیاءالعلوم مترجم،ج۱،ص۴۳۳،ملخصاً)

(۳)حضرت بشر بن حارث حافی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کچھ اس طرح فرماتے ہیں: داڑھی کے معاملے میں دو کام، ایک دوسرے سے مختلف(different)ہیں، مگر نیّتوں کی خرابی کی وجہ سے دونوں آخرت خراب کرنے والے ہیں: **(پہلا)**لوگوں کے دلوں میں اپنی عزّت پیدا کرنے کے لیے کنگھی کرنا(آخرت خراب کرنے والا کام ہے)اور **(دوسرا)** اس لیے کنگھی نہ کرنا تاکہ دوسروں کو پتا چلے کہ میں نیک اور دیندار ہوں(یہ بھی آخرت خراب کرنے والا کام ہے)۔(قوت القلوب،الفصل السادس والثلاثون،ج۲،ص۲۴۲،عن سری السقطی،ماخوذاً)

{6} امام غزالی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کچھ اس طرح فرماتے ہیں:وُضو کرنے کے بعد جب کوئی نَماز پڑھنا چاہے تو سوچے کہ میرے جسم کے جو حصّے لوگوں کو نظر آتے ہیں،وہ تو میں نے صاف کر لیے مگر دل کی حالت(condition)تو اللہ کریم کے سامنے ہے،اسے پاک کئے بِغیر اللہ کریم کو سجدہ کرنا کیسا؟(لہٰذا نمازی کو چاہیے کہ جسم صاف کرنے کے ساتھ دل صاف کرنے کی کوشش کرتا رہے لیکن نماز پڑھتا رہے)مزید اس طرح فرماتے ہیں کہ دل کی پاکی، توبہ کرنے اور گناہوں کو چھوڑ کر اچھے اَخلاق اپنانے سے ہوتی ہے۔جو شخص اپنے دل کو(باطنی)گناہوں سے نہیں بچاتا(مثلاً حسد یا بدگمانی یا تکبُّر وغیرہ کرتا ہے)اور صرف اپنا جسم صاف کر لیتا ہے تو اُس کی مثال اُس شخص کی طرح ہے کہ جو بادشاہ کو اپنے گھر دعوت پر بُلائے اور اپنے گھر کو باہَر سے اچھی طرح صاف کرے بلکہ رنگ بھی کرے مگر مکان کے اندر صفائی بالکل بھی نہ کرے تو بادشاہ دعوت میں بُلانے والے کے گھر جا کر خوش ہو گا یا ناراض؟ ہر عقلمند(sensible)آدمی اس بات کو سمجھ سکتا ہے۔(احیاءالعلوم،ج۱،ص۱۸۵ماخوذاً)

نماز کے باطنی آداب:

{1} پہلے کی کتابوں میں ہے کہ اللہ کریم فرماتا ہے:میں ہر نمازی کی نماز قبول(accept)نہیں کرتا بلکہ میں اس(شخص)کی نماز قبول کرتا ہوں جو میری عَظَمت(یعنی بزرگی)کے سامنے عاجزی(اور نرمی)کرے اور

میرے بندوں پر بڑائی نہ چاہے (فخر (proud) نہ کرے) اور میری رضا کے لئے فقیر کو کھانا کھلائے۔
(کنز العمال، کتاب الصلٰوۃ، الحدیث: ۲۰۱۰۰، ج۷، ص۲۱۴، باختصار)

{2} فرمانِ آخری نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اللہ کریم ایسی نماز کی طرف نظر نہیں فرماتا جس میں بندہ اپنے جسم کے ساتھ (تو ہو مگر) دل کو حاضر نہ کرے۔ (کتاب الفقہ علی المذاھب الاربعۃ، کتاب الصلاۃ، ج۱، ص۱۵۸)

{3} فرمانِ مُصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: کتنے ہی قیام کرنے (یعنی نماز میں کھڑے ہونے) والے ایسے ہیں کہ جنہیں نماز سے سوائے (except) تھکاوٹ اور مشقت (یعنی محنت) کے کچھ (بھی) حاصل نہیں ہوتا (سنن ابن ماجہ، کتاب الصیام، الحدیث: ۱۶۹۰، ج۲، ص۳۲۰)۔ امام غزالی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اس سے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی مراد غافل (توجُّہ کے بغیر نماز پڑھنے والے) نمازی ہیں (احیاء العلوم مترجم، ج۱، ص۴۹۶)۔ یہ فرمان شریف نمازیوں کو توجّہ دلانے والے ہے مگر اس طرح نماز پڑھی تو یہی کہا جائے گا کہ نماز ہو گی (جبکہ کسی دوسری وجہ سے نماز میں خرابی نہ آئے)۔

{4} حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو آپ کے دل کی دھڑکن (یعنی آواز) دو میل کی دوری سے (بھی) سنائی دیتی۔ (الجامع لاحکام القرآن، پ۱۱، سورۃ براءۃ، تحت الآیۃ: ۱۱۴، ج۸، ص۱۵۹)

{5} جب نماز کا وقت آتا تو مسلمانوں کے چوتھے خلیفہ، اَمیرُ الْمُؤمنین حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کانپنے لگتے (start trembling) اور چہرے کا رنگ بدل جاتا۔ عرض کی جاتی: اے امیر المؤمنین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ! آپ کو کیا ہوا؟ تو فرماتے: ایسا وقت آیا ہے جو امانت (پوری کرنے کا) ہے۔ اس امانت کو اللہ کریم نے زمین و آسمان اور پہاڑوں پر پیش کیا تو انہوں نے اسے اٹھانے سے انکار (منع) کر دیا اور ڈر گئے جبکہ "میں" (یعنی ابنِ آدم) نے اسے اٹھا لیا۔ (روح المعانی، الجزء الثانی والعشرون، سورۃ الاحزاب: ۷۳، ص۳۷۳)

{6} امام غزالی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جو نمازی نماز کے رکوع اور سجدے مکمل (یعنی صحیح) طور پر ادا نہ کرے تو (قیامت کے دن) اس کا سب سے پہلا دشمن وہی نماز ہو گی (احیاء العلوم مترجم، ج۱، ص۴۹۴) اور کہے گی: اللہ کریم تجھے ضائع (waste) کرے جیسے تو نے مجھے ضائع کیا۔ (شعب الایمان للبیہقی، الحدیث: ۳۱۴۰، ج۳، ص۱۴۳)

www.farzuloom.net

{7}جب پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حضرت اَبُوجَہْم رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کی تحفے میں دی ہوئی بیل بوٹوں والی چادر میں نماز پڑھی تو نماز کے بعد اُسے اتار دیا اور فرمایا: یہ چادر اَبُوجَہْم کے پاس لے جاؤ کیونکہ اس نے مجھے ابھی نماز سے مشغول (مصروف۔busy) رکھا اور اَبُوجَہْم کی سادہ چادر مجھے لا دو (صحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ، الحدیث: ۵۵۶، ص۲۸۰، مفہوماً)۔ عُلَمائے کِرام فرماتے ہیں: خیال رہے کہ یہ سب اپنی اُمّت کی تعلیم سکھانے کیلئے ہے۔ پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے برکت والے دل کی شان الگ ہے، کبھی نماز کی وجہ سے خوبصورت کپڑوں کو دور فرمارہے ہیں اور کبھی میدان جہاد میں تلواروں کے سایہ میں نماز پڑھنے میں کوئی فرق نہیں آتا۔ کبھی بشریت شریف (یعنی انسان ہونے) کی طرف توجُّہ (attention) تو کبھی نورانیت کی شان نظر آتی ہے۔
(مِرْاٰۃُ المَنَاجِیْح، ج۱، ص۴۶۶، مُلخصاً)

{8} نماز میں جو پڑھا جاتا ہے، نمازی اُس کے معنٰی (مطلب) سیکھ کر، اس پر غور کرے (یہ بھی نماز کے آداب میں سے ہے، تفصیل (detail) کے لیے احیاء العلوم مترجم، ج۱، ص۵۱۷ تا ۵۱۹ دیکھیں)۔

روزے کے باطنی آداب:

{1} فرمانِ آخری نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم: جو بری بات کہنا اور اُس پر عمل کرنا نہ چھوڑے تو اللہ کریم کو اس کی کچھ حاجت نہیں کہ اس نے کھانا پینا چھوڑ دیا ہے (بُخاری ج۱ ص۶۲۸ حدیث ۱۹۰۳)۔ حضرت عَلَّامہ علی قاری رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: بُری بات سے مُراد ہر ناجائز گفتگو (یعنی بات) ہے جیسے جھوٹ، بہتان، غیبت، تہمت، گالی، وغیرہ جن سے بچنا ضروری ہے۔ (مِرقاۃ المفاتیح ج۴ ص۴۹۱، مُلخصاً)

{2} فرمانِ مُصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم: تم سے اگر کوئی لڑائی کرے، گالی دے تو تم اُس سے کہہ دو کہ میں روزے سے ہوں۔ (اَلتَّرغِیب وَالتَّرہِیب ج۱ ص۸۷ حدیث ۱)

{3} اَعضا کا روزہ یعنی "جسم کے تمام حصوں کو گناہوں سے بچانا" یہ صرف روزوں ہی کیلئے خاص نہیں، بلکہ پوری زندگی اپنے آپ کو گناہوں سے بچانا ضروری ہے۔ (فیضانِ رمضان ص۷۷)

{4} آنکھ کا روزہ اِس طرح رکھنا چاہئے کہ آنکھ جب بھی اُٹھے تو صرف اور صرف جائز چیز ہی دیکھے۔ ہرگز ہرگز

فلمیں نہ دیکھئے ،ڈرامے نہ دیکھئے ،نامحرم عورَتوں کو نہ دیکھئے، شہوت کے ساتھ اَمردوں (مثلاً دس(10) سال سے اٹھارہ(18) یا بیس(20) سال کے ایسے لڑکے جن کی داڑھی نہ آئی ہو) کو نہ دیکھئے، کسی کا کھلا ہوا سَتْر نہ دیکھئے، بلکہ بہتر یہ ہے کہ بلا ضرورت اپنا کھلا ہوا سَتر بھی مت دیکھئے۔ اللہ کریم کی یاد سے غافل کرنے والے کھیل تماشے مَثَلاً بندر(monkey) اور ریچھ(bear) کا ناچ وغیرہ نہ دیکھئے (ان کو نچانا(dance کروانا) اور ان کا ناچ دیکھنا دونوں کام ناجائز ہیں)۔ کرکٹ ، کبڈی(kabaddi)، فٹ بال ،ہاکی ، تاش ، شطرنج ،وِڈیو گیمز ، ٹیبل فٹ بال وغیرہ وغیرہ کھیل نہ دیکھئے۔ **نوٹ:** جب دیکھنے کی اِجازت نہیں تو کھیلنے کی اِجازت کس طرح ہو سکتی ہے؟ اور اِن میں بعض کھیل تَو ایسے ہیں جو نیکر(half pant) پہن کر کھیلے جاتے ہیں جس کی وجہ سے گھٹنے بلکہ مَعَاذَ اللہ! (یعنی اللہ کریم کی پناہ) رانیں(thighs) تک کھلی رہتی ہیں اور اِس طرح دُوسروں کے آگے رانیں یا گھٹنے (knees) کھولے رہنا گناہ ہے اور دُوسروں کو اِس طرف نظر کرنا بھی گناہ۔ (فیضانِ رمضان ص۷۹،۷۸،مُلتقطاً)

{5} کانوں کا روزہ یہ ہے کہ صرف وصرف جائز باتیں سنیں۔ ہرگز ہرگز گانے باجے اور موسیقی نہ سُنئے، جھوٹے چٹکلے (ہنسانے والی باتیں) نہ سنئے، کسی کی غیبت نہ سنئے، کسی کی چغلی نہ سنئے، کسی کے عیب نہ سنئے اور جب دو آدمی چھپ کر بات کریں تو کان لگا کر نہ سنئے۔ (فیضانِ رمضان ص۷۹،مُلتقطاً)

{6} زَبان کا روزہ یہ ہے کہ زَبان صرف وصرف نیک وجائز باتوں کیلئے ہی حرکت میں آئے۔ گالی گلوچ، جھوٹ، غیبت، چغلی وغیرہ سے زَبان ناپاک نہ ہونے پائے۔ (فیضانِ رمضان ص۸۰،مُلتقطاً)

{7} ہاتھوں کا روزہ یہ ہے کہ جب بھی ہاتھ اُٹھیں، صرف نیک کاموں کے لئے اُٹھیں ۔ کسی پر ظلماً ہاتھ نہ اُٹھیں، رِشوت لینے دینے کے لئے نہ اُٹھیں، نہ کسی کا مال چرائیں، نہ تاش کھیلیں، نہ پتنگ اُڑائیں، نہ کسی نامحرم عورت سے ہاتھ ملائیں بلکہ شہوت (یعنی جنسی خواہش۔sexual desire) کا ڈر ہو تو اَمرد (مثلاً دس(10) سال سے اٹھارہ (18) یا بیس(20) سال کے ایسے لڑکے جن کی داڑھی نہ آئی ہو) سے بھی ہاتھ نہ ملائیں ۔ (فیضانِ رمضان ص۸۲،مُلتقطاً)

{8} پاؤں کا روزہ یہ ہے کہ پاؤں اُٹھیں تو صرف اور صرف نیک کاموں کیلئے اُٹھیں۔ ہرگز ہرگز سینما گھر کی

طرف نہ چلیں،ڈرامہ گاہ کی طرف نہ چلیں، برے دوستوں کی مجلسوں کی طرف نہ چلیں، شطرنج، لڈو، تاش، کرکٹ، فٹ بال، وِڈیو گیمز، ٹیبل فٹ بال وغیرہ وغیرہ کھیل کھیلنے یا دیکھنے کی طرف نہ چلیں۔(فیضانِ رمضان ص۸۳،مُلتقطاً)

{9}روزے کاراز(secret): ان طاقتوں کو کمزور کرنا ہے جو برائیوں کی طرف لے کر جاتی ہیں۔ یہ کمزوری کم کھانے سے حاصل ہوتی ہے کہ روزہ دار عام دنوں سے کم کھانا کھائے۔ اگر وہ سحری، افطار میں بہت کچھ کھاتا رہے تو اسے برائیوں سے رُکنے کا فائدہ نہیں ملے گا کیونکہ روزے کے آداب میں سے ہے کہ وہ دن کو زیادہ نہ سوئے تاکہ اسے بھوک اور پیاس زیادہ لگے، اس کا جسم کمزوری محسوس کرے تو اس کا فائدہ یہ ہو گا کہ روزہ دار کا دل برائیوں سے صاف ہونے لگے گا اور روزہ دار ہر رات میں تہجّد پڑھنے، تلاوت کرنے اور وظیفے کرنے(مثلاً درود شریف پڑھنے)میں آسانی پائے گا۔(احیاء العلوم مترجم،ج۱،ص۷۱۶ مُلخصاً)

تلاوت کے باطنی آداب:

تلاوت کے کچھ باطنی آداب:**(۱)** قرآنِ پاک کی تعظیم(respect) کرنا**(۲)** توجُّہ(attention) کے ساتھ قرآنِ پاک کی تلاوت کرنا**(۳)** قرآنِ پاک کو سمجھنا**(۴)** قرآنِ پاک کے معانی(تفسیر) کو سمجھنا**(۵)** قرآنِ پاک کے معانی(تفسیر)میں غوروفکر کرنا**(۶)** تخصیص(یعنی قرآن پاک نے مسلمانوں کو جو حکم دیا، اس میں یہ غور کرنا کہ قرآنِ پاک نے یہ حکم کس کس کو دیا ہے؟)**(۷)** تاثُّر(یعنی آیت کے مطابق اثر لینا، رحمت کی آیت پر اُمّید رکھنا اور عذاب کی آیت پر خوف رکھنا)**(۸)** بَراءت کا اظہار کرنا(یعنی جس آیت میں نیک لوگوں کا ذکر ہو تو یہ سوچنا کہ یہ آیت میرے جیسے کے لیے نہیں بلکہ اولیاءِ کرام کے لیے ہے اور بروں کا ذکر ہو تو اپنے آپ کو اس برائی سے دور ہونے کا بتانا)۔(احیاء العلوم مترجم،ج۱،ص۸۷۲ مُلخصاً)،

کچھ اور باطنی آداب:

{1} حضرت سعد بن زید رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے عرض کی(کہا): یَارَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! مجھے وصیّت(نصیحت) فرمائیں تو پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: میں تمہیں اللہ کریم سے

www.farzuloom.net

ڈرنے کی وصیّت کرتا ہوں کہ تم اللہ کریم سے اس طرح حیا(modesty) کرو کہ جیسے تم اپنی قوم کے نیک شخص سے حیا کرتے ہو۔(شعب الایمان للبیہقی،باب الحیاء،الحدیث:۷۷۳۸،ج۶،ص۱۴۵)

{2} کوئی کپڑے کا تاجر(trader)،بڑھئی(carpenter)،معمار(architect) اور جولاہا(کپڑا بُننے اور ایک خاص طریقے سے بنانے والا۔cloth weaver)جب کسی نئے بنے ہوئے مکان میں جائیں کہ جس میں لکڑی کا کام کیا ہوا ہو اور قالین(carpet) بھی بچھا ہوا ہو۔تو اب معمار(architect)اس کی دیوار اور اس کی مضبوطی پر غور کرے گا،بڑھئی(carpenter)اُس مکان میں ہونے والے لکڑی کے کام کو دیکھے گا۔جولاہا(cloth weaver) اور کپڑے کا تاجر (trader) دونوں ہی اس قالین(carpet) کو دیکھ رہے ہوں گے مگر جولاہا (cloth weaver)اس کپڑے کی بناوٹ(کپڑا بنانے) کے انداز(style) کو دیکھ رہا ہو گا جبکہ تاجر اُس کی قیمت کے بارے میں سوچ رہا ہو گا۔

آخرت کی تیاری کرنے والوں کی مثال بھی اسی طرح کی ہے کہ وہ جس چیز کو دیکھتے ہیں تو آخرت کی یاد کرتے ہیں بلکہ ہر چیز سے اللہ کریم ان کے لیے عبرت (نصیحت)کا راستہ کھول دیتا ہے() اگر وہ اندھیرا (darkness)دیکھتے ہیں تو انہیں قبر کا اندھیرا یاد آتا ہے()اگر سانپ کو دیکھتے ہیں تو انہیں جہنّم کے سانپ یاد آتے ہیں()اگر کسی کی پوچھ گچھ(investigation)سے ڈر لگتا ہے تو(قبر میں سوال کرنے والے،اللہ کریم کے فرمانبردار(obedient) فرشتے)**"منکر نکیر"** کو یاد کرتے ہیں() اگر کوئی خوف ناک آواز(scary sound) سنتے ہیں تو قیامت کے دن پھونکی جانے والی **"صُور"** (کی آواز) کو یاد کرتے ہیں() اگر کسی فرمانبردار(obedient) کو دیکھتے ہیں تو**"زبانیہ"**(اللہ کریم کا حکم ماننے میں کمی نہ کرنے والے وہ فرشتے کہ جو گناہ گاروں کو جہنّم کی طرف کھینچتے ہوئے لے جائیں گے) کو یاد کرتے ہیں()اگر راستے میں کوئی خوبصورت باغ نظر آئے تو جنّت کی نعمتوں کو یاد کرتے ہیں۔

عقل مند(sensible) کو اس طرح کی باتیں سوچتے رہنا چاہیے کیونکہ دنیا کے کام ہی اسے آخرت کی

تیاری سے روکتے ہیں۔ نیک آدمی جب بھی دنیا میں زندہ رہنے کی مدّت (duration) کے بارے میں سوچے گا اور آخرت کی زندگی کے سامنے اسے بہت ہی چھوٹا اور کم پائے گا تو اپنی آخرت کی تیاری میں لگا رہے گا۔

(احیاء العلوم مترجم، ج۱، ص۴۳۸ بالتغیر)

.....

152 "اکراہ اور جائز و ناجائز کے مزید (more) مسائل"

اللہ کریم فرماتا ہے:

ترجمہ (Translation): جو ایمان لانے کے بعد اللہ کے ساتھ کفر کرے سوائے (except) اس آدمی کے جسے (کفر پر) مجبور کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر جما ہوا (satisfied) ہو لیکن وہ جو دل کھول کر کافر ہوں ان پر اللہ کا غضب ہے اور ان کیلئے بڑا عذاب ہے۔ (پ۱۴، سورۃ النحل، آیت۱۰۶) (ترجمہ کنزالعرفان)

واقعہ (incident): زبان سے وہ کہہ دیا جو غیر مسلموں نے کہنے کو بولا

قریش کے غیر مسلموں نے حضرت عمار رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ اور ان کے والد حضرت یاسر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ اور ان کی والدہ حضرت سمیہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا کو اسلام کے خلاف (against۔ایسی) بات کرنے پر مجبور کیا (کہ جس سے ایمان ختم ہو جاتا ہے)۔ حضرت عمار رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کے والدین نے انکار (denial) کیا تو ان دونوں کو، غیر مسلموں نے شہید (یعنی قتل۔murder) کر ڈالا (یہ دونوں پہلے دو مسلمان ہیں جو اسلام میں شہید کیے گئے) اور حضرت عمار رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ نے زبان سے وہ کہہ دیا جو غیر مسلموں نے کہنے کو بولا تھا۔ کسی نے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے عرض کیا، یَارَسُولَ اللہ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) عمّار کافر ہو گئے!!! فرمایا: ہر گز نہیں، بے شک عمّار چوٹی سے قدم (سر سے پیر) تک ایمان سے بھرا ہوا ہے، ایمان اس کے گوشت و خون میں سرایت کیے ہوئے (رچا بسا ہوا) ہے۔ اس کے بعد عمار رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ روتے ہوئے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے پاس آئے تو رَسُولَ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ان کی آنکھوں سے آنسو صاف کیے (تفسیر البیضاوی، النحل، تحت الآیۃ:۱۰۶، ج۳، ص۴۲۲) اور حضور (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

وَسَلَّمَ) نے پوچھا کہ تم نے اپنے دل کو کیسا پایا؟ عرض کی میرا دل ایمان پر بالکل مطمئن (satisfied) تھا تو فرمایا کہ اگر وہ پھر ایسا کریں تو تم کو ایسا ہی کرنا چاہیے (الھدایۃ، کتاب الإکراہ، فصل، ج۲، ص۲۷۴) یعنی دوبارہ ایسی حالت پیدا ہو تو زبان سے کلمہ کفر کہہ لینا مگر دل ایمان پر مطمئن رہنا چاہیے۔

جائز و ناجائز:

{1} محافلِ میلاد اور جلوس میں ڈھول (drum) بجانے کا شرعی حکم:

جلوسِ میلاد اور دینی محفلیں کرنا بہت اچھا کام ہے لیکن اس میں ڈھول (drum)، بینڈ باجے (musical instruments)، آتش بازی (fireworks) اور بے پردگی کرنا، ناجائز و گناہ ہے۔ جس پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی ولادت (پیدائش، آمد، آنے) کی خوشی میں ان تقریبات (یعنی محفلوں) کا اہتمام (arrangement) کیا جاتا ہے انہوں نے ہی ایسے کاموں سے منع فرمایا ہے، لہٰذا ان غلط طریقوں سے دور رہتے ہوئے، ان پاکیزہ اور نیک کاموں کو کیا جائے۔ (ربیع الاول 1441، ماہنامہ فیضانِ مدینہ، دارالافتاء اہلسنت، مُلخصاً)

{2} دَف اور ذکر والی نعت خوانی کا حکم:

(۱) بے شک نبیِّ پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی نعت پاک پڑھنا ثواب، برکت، رحمت، اللہ کریم اور اس کے حبیب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی رضا (یعنی خوشی) اور حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی محبّت بڑھانے والا کام ہے۔ ہر کام کی طرح اس برکت والے کام کو بھی شریعت کے حکم کے مطابق کرنا لازم ہے، لہٰذا دَف (ہاتھ سے بجانے والا ایک آلا۔ instrument) اگر جھانج (جو بجنے میں ایک آواز دیتا ہے، پاؤں کے زیور میں بھی اس کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کو لگایا جاتا ہے) کے ساتھ ہو تو اس کا بجانا (یعنی ایسا دف) مطلقاً (ہر صورت میں) ناجائز ہے، جھانج والی دَف کے ساتھ نعت پڑھنا سخت گناہ ہے۔

(۲) آج کل (کہیں کہیں) نعت شریف کے ساتھ اس طرح ذکر بھی کیا جاتا ہے کہ جس سے ڈھول (drum) کی طرح آواز نکلتی ہے اور اس ذکر کو بطور بیک گراؤنڈ آواز (back ground voice) کے پڑھا جاتا ہے، عُلَمائے کرام نے اس طرح ذکر کرنے سے منع فرمایا ہے۔

(۳)کچھ جگہ تو ایسا بھی ہوتا ہے کہ بیک گراؤنڈ کی وہ آواز اللہ کریم کا ذکر ہی نہیں ہوتی یا اس آواز میں ذکر شریف کو بگاڑ کر آواز نکالی جارہی ہوتی ہے یعنی صرف دھمک کی آواز بنائی جارہی ہوتی ہے یہ سخت بے ادبی اور ناجائز ہے، اس طرح کا ذکر سننا بھی منع ہے۔(ربیع الاول1439،ماہنامہ فیضانِ مدینہ،دارالافتاءاہلسنت،مُلخصاً)

{3}نامِ رسالت یا گنبدِ خضریٰ والا کیک(cake):

کیک (cake) پر نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا نام مبارک، کعبہ شریف یا گنبدِ خضریٰ کا نقشہ (copy)بنا کر اس پر چھری چلانا، اس کو کاٹنا ادب کے خلاف(against) ہے۔لوگ کہیں گے: کیک کاٹنے والے نے گنبدِ خضریٰ یا کعبہ شریف کو کاٹ دیا، یا اس طرح کہیں گے کہ: ٹکڑوں (pieces)میں تقسیم(divide) کر دیا، ان کو کھالیا، مَعَاذَ اللہ !(یعنی اللہ کریم کی پناہ)اور شریعت کا حکم یہ ہے کہ اس طرح کے کاموں سے بچا جائے گا کیونکہ جس طرح آدمی کے لئے برے کام سے بچنا ضروری ہے اسی طرح برے نام اور بری نسبت سے بھی بچنا چاہیے (یعنی ایسا کام نہ کریں کہ جس پر لوگ کہیں کہ فلاں آدمی نے کعبہ شریف یا گنبدِ خضریٰ کاٹ دیا)۔

(اکتوبر2021،ماہنامہ فیضانِ مدینہ،دارالافتاءاہلسنت،مُلخصاً)

{4}دیواروں پر لفظ"یا محمد"لکھنا کیسا؟:

(۱)نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو"یا محمد" کے الفاظ کے ساتھ پکارنا، شرعاً درست نہیں کیونکہ قرآنِ پاک میں رَسُوْلُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو اس طرح پکارنے سے منع کیا گیا ہے، جیسے ہم ایک دوسرے کو نام لے کر پکارتے (یعنی بُلاتے)ہیں۔لہٰذا"یا محمد" کہنے کی بجائے یَارَسُوْلَ اللہ، یاحبیبَ اللہ، یانبیَّ اللہ وغیرہ کہا جائے۔

(۲)یہ پیارا پیارا نام لکھنے میں اور بھی احتیاط کی ضرورت ہے کہ اگر گھر یا مسجد وغیرہ کی دیوار پر"یا محمد" لکھا ہو، تو اسے مٹا کر یا اگر کوئی تختی(tablet) لگی ہو، تو اسے اتار کر"یَارَسُولَ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم" کی تختی لگائی جائے۔

(۳)لگانے میں یہ احتیاط بھی کی جائے کہ اسے ایسی جگہ پر لگایا جائے، جہاں کسی قسم کی بے ادبی نہ ہو مثلاً بارش وغیرہ کا پانی اس تختی سے لگ کر زمین پر نہ گرے۔ایسی جگہ جہاں بارش کا پانی وغیرہ لگ کر گر سکتا ہے، جیسے مکان کی باہر والی دیوار تو ایسی جگہ یہ تختی نہ لگائی جائے۔(نومبر2021،ماہنامہ فیضانِ مدینہ،دارالافتاءاہلسنت،مُلخصاً)

{5} محرم الحرام میں نئے کپڑے پہننے، وغیرہ کا حکم:

محرم الحرام کے پہلے دس دنوں میں بھی نئے کپڑے پہن سکتے ہیں اور گھر میں رنگ (colour) بھی کروا سکتے ہیں اور محرم کے مہینے میں شادی بھی کر سکتے ہیں کہ یہ سب کام شرعاً منع نہیں ہیں (محرم الحرام 1440، ماہنامہ فیضانِ مدینہ، دارالافتاء اہلسنت، ملخصاً) البتہ ایسے ہر طریقے سے بچا جائے کہ جسے مسلمان برا سمجھیں، اس سے نفرت کریں، انگلیاں اُٹھائیں اور غیبتیں کریں۔

{6} صفر کے مہینے میں شادی کرنا کیسا؟:

صفر کے مہینے میں نکاح کرنا بالکل جائز ہے۔ کچھ لوگ صفر کے مہینے میں اس لیے شادی نہیں کرتے کہ اس مہینے میں بلائیں (مصیبتیں) وغیرہ اترتی ہیں اور یہ منحوس (بد بختی، برے نصیب والا) مہینا ہے۔ یہ سوچ بالکل غلط ہے اور شریعت کی تعلیمات (teachings) میں ایسا بالکل بھی نہیں ہے بلکہ زمانۂ جاہلیت میں (یعنی حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے تشریف لانے سے پہلے بھی) لوگ اسے منحوس سمجھتے تھے تو پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اس طرح سوچنے سے منع فرما دیا۔ (صفر المظفر 1440، ماہنامہ فیضانِ مدینہ، دارالافتاء اہلسنت، ملخصاً)

{7} بچوں کی عیدی سے دوسرے بچوں کو عیدی دینا:

(۱) بچوں کو جو عیدی ملتی ہے وہ بچوں کی مِلک ہوتی ہے (یعنی بچے ہی اس کے مالک ہوتے ہیں)۔ والدین اسے دوسرے بچوں کو عیدی میں نہیں دے سکتے اور والدین خود بھی ان پیسوں کو اپنے استعمال (خرچ) میں نہیں لا سکتے۔

(۲) **ہاں!** اگر والدین فقیر ہوں اور انہیں پیسوں کی ضرورت ہو تو جتنی ضرورت ہو اس میں سے قرض (loan) لے کر استعمال کر سکتے ہیں، عام حالات میں اس کے علاوہ والدین کو بھی نابالغ بچوں کی رقم استعمال کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ **یاد رہے کہ** جب والدین کے پاس پیسے آجائیں گے تو یہ پیسے بچوں کو واپس کرنا لازم ہے۔

(۳) عیدی یا بچوں کی سالگرہ میں جو لفافے و تحائف (gifts) بچوں کو ملتے ہیں، اگر دینے والے نے صاف صاف کہہ دیا کہ یہ فلاں (بچے) کے لئے ہیں تو جس (بچے) کا نام لیا، اب یہ (لفافہ، پیسے، تحفہ وغیرہ) اسی کے لئے ہے۔

(۴) عیدی وغیرہ دینے والے نے دیتے ہوئے کچھ نہیں کہا (کہ یہ چیزیں کس کے لیے ہیں؟) تو:

(a) جن چیزوں کے بارے میں معلوم ہو کہ وہ بچے کے لئے ہیں، مثلاً چھوٹے کپڑے، کھلونے وغیرہ، تو وہ بچے کے لئے ہوں گے (b) اگر بچوں کے لیے نہ ہوں تو والدین کے لئے ہوں گے (c) پھر اگر دینے والا باپ کے رشتے داروں یا دوستوں میں سے ہے تو وہ (تحفے وغیرہ) باپ کے لئے ہوں گے اور (d) اگر ماں کے رشتے داروں یا جاننے والوں نے دیے ہیں، تو وہ ماں کے لئے ہوں گے۔

نوٹ: ان مسئلوں میں اصول یہ ہے کہ عرف و رواج (practice n custom) دیکھا جائے گا (e) اگر باپ کے خاندان کی طرف سے زنانہ (عورتوں کی) چیزیں تحفے میں آئیں مثلاً عورتوں کے کپڑے تو اب وہ چیزیں عورت (یعنی بچوں کی ماں) کے لئے ہوں گی اور (f) عورت کے خاندان کی طرف سے مردانہ استعمال کی چیزیں آئیں تو مرد کے لئے ہوں گی اور (g) ایسی چیز ہو جو مرد و عورت دونوں استعمال کرتے ہوں تو جس کے خاندان یا عزیزوں (یعنی جاننے والوں) کی طرف سے ہوں، اسی کے لئے ہوں گی۔

(۵) عیدی کی اتنی بڑی رقم جس کے بارے میں معلوم ہے کہ اتنی رقم بچوں کو نہیں بلکہ ان کے والدین کو ہی دی جاتی ہے تو وہ بچوں کی نہیں ہو گی بلکہ اوپر کی تفصیل (detail) کے مطابق ماں یا باپ کی ہو گی۔

(شوال المکرم 1438 ماہنامہ فیضانِ مدینہ، دارالافتاء اہلسنت، مُلخصاً)

امتحانات کے عملے کو کھلانا پلانا:

{8} دوسروں کا حق مارنے یا اپنا کام نکلوانے کے لئے کسی کو کچھ دینا رشوت کہلاتا ہے۔ نقل (cheating) کرنے کے لیے یا نقل نہ کرنے والے طلباء (students) کی حق تلفی (hurt) کرنے کے لیے، امتحانی عملے (examination staff) کو کھانا کھلانا یا تحفہ دینا رشوت اور ناجائز ہے۔

یہ بھی یاد رہے کہ امتحانات میں نقل (cheating) کرنا یا ()دوسروں کو نقل کروانا، ویسے ہی ناجائز و حرام ہے۔ **پہلی بات** یہ قانوناً جرم (crime) ہے کہ جو نقل کرتے ہوئے پکڑا جاتا ہے، اُس کی عزّت بھی خراب ہوتی ہے اور جو ملکی قانون، شریعت کے خلاف (against) نہ ہو اور ڈر ہو کہ اس قانون (law) کو توڑنے کی وجہ سے مسلمان کی عزّت خراب ہو جائے، تو ایسے قانون پر عمل کرنا شرعاً بھی واجب ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ نقل (cheating) کرنا امتحان کی نگرانی (monitoring) کرنے والوں، پیپر چیک کرنے

والوں اور اس ڈگری کے ذریعے نوکری دینے والوں (سب) کے ساتھ دھوکا ہے اور حدیثوں میں دھوکا دینے سے منع فرمایا گیا ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ نقل (cheating) کرنے میں، نقل کے بغیر پیپر دینے والے طلباء کی حق تلفی ہے اور یہ بھی ناجائز ہے (نقل کرنے والے کو معاشرے (society) میں بھی برا سمجھا جاتا ہے، کسی کے بارے میں معلوم ہو جائے کہ یہ نقل کرکے پاس ہوا ہے تو لوگ ایسے شخص کو عزت کی نظر سے نہیں دیکھتے)۔ **بہر حال** نقل کرنا یا کروانا کئی وجوہات (causes) سے ناجائز ہے۔ جو کام بغیر رشوت کے بھی ناجائز، حرام اور جہنّم میں لے جانے والا کام ہو، اُس ناجائز کام کے لیے رشوت دینے کا ایک اور ناجائز کام کرنا، اس کام کی برائی کو اور بھی زیادہ بڑھا دیتا ہے **لہٰذا نقل کرنے کے لیے کھانا کھلانا یا تحفہ دینا سخت ناجائز و حرام ہے۔**

یہ بھی یاد رہے کہ اس طرح کھانا کھانے والے یا O تحفہ لینے والے صرف رشوت کے گناہ ہی میں نہیں پڑتے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ نقل کے گناہ میں مدد کرنے (اور اپنی ذمہ داری کو ایمانداری سے پورا نہ کرنے کے جرم میں پڑنے) کی وجہ سے بھی سخت گناہ گار اور عذابِ نار کے حقدار (deserving for punishment) ہوتے ہیں، لہٰذا اس طرح کے کھانوں اور تحفوں (بلکہ بغیر ان چیزوں کے بھی نقل میں مدد کرنے) سے بچنا فرض ہے۔

(ربیع الثانی 1441، ماہنامہ فیضانِ مدینہ، دارالافتاء اہلسنت، مُلخصاً)

{9} مدرسہ یا اسکول سے چھٹی کرنے پر مالی جرمانے کا حکم:

بچے ہوں یا بڑے، ادارے (اسکول وغیرہ) سے کسی دن کی چھٹی کرنے یا کسی غلطی کرنے پر ان سے مالی جرمانہ (fine) لینا جائز نہیں۔ نیز یہ شرعی اجازت کے بغیر دوسرے کا مال کھانا بھی ہے اور اللہ کریم نے قرآنِ پاک میں ایک دوسرے کا مال باطل (یعنی غیر شرعی) طریقے پر کھانے سے منع فرمایا ہے۔

(جنوری 2021، ماہنامہ فیضانِ مدینہ، دارالافتاء اہلسنت، مُلخصاً)

{10} سوشل میڈیا آئی ڈیز ہیک کرنا کیسا؟:

فیس بک یا کسی دوسری سوشل میڈیا کی ایپ پر دوسرے شخص کی آئی ڈیز ہیک کرنا (یعنی اپنے ہاتھ میں لے لینا) اور ان کے ذریعے کومنٹس (میسج) کرنا، ناجائز و حرام و گناہ ہے کہ اس میں دوسرے مسلمان (جس کی

آئی۔ڈی ہے) کو تکلیف پہنچانا، کسی کی آئی ڈی سے کومنٹس کرکے دوسرے لوگوں کو دھوکا دینا (وہ یہ سمجھے گا یہ میسج اُس شخص کا ہے جس کی آئی۔ڈی ہے)، جھوٹ بولنا اور جس کی آئی ڈی ہے (غلط کومنٹ یا پوسٹ کرکے) اس کی بے عزّتی کا سبب بننا پایا جاتا ہے لہذا اس طرح کسی کی آئی۔ڈی ہیک کرنا، ناجائز و حرام ہے۔ ان تمام گناہوں سے توبہ کرنا اور جن کو اس سے تکلیف ہوئی ان تمام لوگوں سے معافی مانگنا بھی لازم وضروری ہے۔

(مارچ2022، ماہنامہ فیضانِ مدینہ، دارالافتاء اہلسنت، مُلخصاً)

{11} بزرگوں کے نام کے دیے جلانا:

(جمعرات وغیرہ کو اپنے گھر میں اس لیے) دیے (lamp) جلانا کہ بزرگ تشریف لائیں گے، اس سوچ کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ لہٰذا اس نیّت (intention) سے دیا (lamp) جلانا ایک باطل (یعنی بے اصل، غلط) سبب (مقصد) کے لیے دیا (lamp) جلانا ہے جو کہ بدعت (برا طریقہ)، اسراف (مال ضائع (waste) کرنا) اور ناجائز ہے۔ (جون2022، ماہنامہ فیضانِ مدینہ، دارالافتاء اہلسنت، مُلخصاً)

{12} پوسٹرز (posters) پر قرآنی آیتوں کو مختلف ڈیزائن (different designs) میں لکھنا کیسا؟:

کچھ شرطوں (preconditions) کے ساتھ قرآنی آیتوں کو ڈیزائن (design) میں لکھنے کی اجازت ہے:

(۱) قرآنی آیت رسم عثمانی کے مطابق ہو (مثلاً جس طرح پاک وہند میں عام طور پر قرآنِ پاک لکھا جاتا ہے، اسی طرح لکھا ہو اور اسے کسی سُنی عالم سے چیک کروالیں) کیونکہ یہی وہ انداز (style) ہے کہ جسے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے تعلیم فرمایا (یعنی بتایا) اور اس پر اُمّت (یعنی عُلَمائے کِرام) کا اجماع (یعنی اتّفاق۔with the consensus of scholars) ہے۔

(۲) ایسا ڈیزائن (design) بنانا کہ جس سے کسی جاندار (living thing) مثلاً جانور کی تصویر بنے، تو یہ قرآنی آیت کا استخفاف (یعنی اس کی شان کو ہلکا کرنا) ہے بلکہ اس طرح کے ڈیزائن (design) کے پوسٹر (poster) کا جب پرنٹ (print) نکالا جائے گا تو اب یہ تصویر کے حکم میں ہونے کی وجہ سے ناجائز ہوگا کہ شرعی اجازت

www.farzuloom.net

کے بغیر کسی جاندار (living thing) کی تصویر بنانا، ناجائز و حرام اور جہنّم میں لے جانے والا کام ہے[1]۔
(۳) آیت اس لیے لکھی ہو کہ پڑھی جائے تو اسے اتنا چھوٹا لکھنا (short writing) مکروہ ہے کہ تلاوت کرنا ہی مشکل ہو جائے۔ **ہاں!** اگر کوئی آیت (مثلاً **اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴿۱﴾**) صرف برکت (blessing) کے لیے لکھی ہے (یعنی تلاوت کے لیے نہیں لکھی) تو چھوٹا لکھنے میں بھی کوئی حرج (یا گناہ) نہیں، اسی طرح تعویذ[2] میں بھی چھوٹی لکھائی (short writing) کر سکتے ہیں۔
(۴) لکھنے کا انداز (style) ایسا ہو کہ ہمارے ہاں عام طور پر اسے بے ادبی (یعنی بُرا) نہ سمجھا جاتا ہو، مثلاً (اس طرح کی بے آدبی والا کام نہ کیا جائے، جیسے) کسی گھٹیا چیز (جیسے بے کار سامان۔useless stuff) کی تصویر بنانے میں بیک گراونڈ (background) پر قرآنی آیت لکھنا۔
یاد رہے کہ ان شرطوں (preconditions) کا خیال رکھے بغیر قرآنی آیتوں کو ڈیزائن (design) میں لکھنا منع اور ناجائز ہے۔ (جنوری 2023، ماہنامہ فیضانِ مدینہ، دار الافتاء اہلسنت، مُلخصاً)

{13} قرآنِ کریم پر سونے چاندی کا پانی چڑھانا کیسا؟:

قرآنِ کریم پر سونے چاندی کا پانی چڑھانا جائز ہے کہ اس سے عام لوگوں کی نظر میں قرآن شریف کی تعظیم

---

(1) ٹی وی پر نظر آنے والا انسان، تصویر نہیں بلکہ عکس (یعنی سایہ shadow) ہے۔ جس طرح آئینے (mirror) میں نظر آنے والا عکس تصویر نہیں، پانی پر اور چمکدار چیز مثلاً اسٹیل (steel) اور پالش کئے ہوئے ماربل (marble) پر بننے والا عکس تصویر نہیں۔ اسی طرح شعاعوں (rays) سے بننے والے عکس کو تصویر نہیں کہہ سکتے (ٹی وی اور مووی ص۲۶ ماخوذاً)۔ حدیثِ پاک میں جس تصویر سے منع کیا گیا ہے، اُس سے مراد جاندار (مثلاً انسان یا جانور) کی تصویریں ہیں جو شوقیہ بلاضرورت ہوں اور احترام (respect) سے رکھی جائیں لہذا نوٹ، روپیہ، پیسہ کی تصاویر اور وہ تصویریں جو زمین پر ہوں اور پاؤں میں آئیں، ان کی وجہ سے فرشتے آنے سے نہیں رُکتے، بچوں کی گڑیاں رکھنا اور بچوں کا ان سے کھیلنا بھی جائز ہے۔ (مراٰۃ جلد۶، ص۳۳۰ سوفٹ وئیر، مُلخصاً)

(2) **"تعویذ"** وغیرہ کے بارے میں جانے کے لیے **"دین کے مسائل" part 3**، **Topic number : 147** دیکھیں۔

(respect) میں اضافہ ہوتا ہے۔(بہار شریعت ح۱۶، ص۴۹۴، مسئلہ ۱، مُلخصاً)

{13} کیا ریکارڈڈ آیتِ سجدہ سننے سے سجدہ واجب ہو گا؟:

ریکارڈڈ (recorded) آیتِ سجدہ یا واٹس ایپ اسٹیٹس سننے والے پر سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہو گا کیونکہ علماء کرام نے ریکارڈڈ یا واٹس ایپ کی آواز کو صدائے بازگشت (یعنی وہ آواز جو کسی بند یا خالی جگہ میں دیوار، پہاڑ یا گنبد وغیرہ سے ٹکرا کر واپس آئے) کی طرح سماعِ مُعاد (یعنی پلٹ کر آنے والی آواز کا سننا) فرمایا ہے اور اس طرح کی آواز میں آیتِ سجدہ سننے سے سجدۂ تلاوت لازم نہیں ہوتا۔

(جون، 2022، ماہنامہ فیضانِ مدینہ، اسلامی بہنوں کے مسائل، مُلخصاً)

{14} مردانہ ہیئر بینڈ (hairband):

پہلی بات تو یہ ہے کہ ہیئر بینڈ (hairband) وہی شخص پہنے گا جس کے بال بڑے ہوں اور مرد کو اتنے بڑے بال رکھنا جو کندھوں (shoulders) سے نیچے تک آئیں، ناجائز اور حرام ہے۔ **دوسری بات** مرد کا ہیئر بینڈ پہننا، عورتوں کی نقل (copy) کرنے کی وجہ سے ناجائز و حرام ہے۔ اس ہیئر بینڈ کو مردانہ کہنے سے بھی یہ جائز نہیں ہو جائے گا کیونکہ (۱) یہ اصل میں عورتوں ہی کے لیے بنایا گیا تھا، اب مردوں نے پہننا شروع کر دیا تو اس سے ہیئر بینڈ مردوں کی چیز نہیں بن جائے گی (۲) جن ہیئر بینڈز (hairbands) کو مردانہ ہیئر بینڈز کہا جا رہا ہے، وہ عورتیں بھی پہنتی ہیں تو اسے مردانہ کہنے سے اس کا پہننا جائز نہیں ہو گا (۳) اگر اس ہیئر بینڈ کو مردوں کے لیے ہی مان لیا جائے تب بھی اسے پہننا منع ہی ہو گا کیونکہ یہ فاسق (سب کے سامنے گناہ کرنے والے) مردوں کا طریقہ ہے۔(جولائی 2023، ماہنامہ فیضانِ مدینہ، دارالافتاء اہلسنت، ماخوذاً)

{15} کسی نے اپنا کپڑا اچھینک دیا اور پھینکتے وقت یہ کہہ دیا: "جس کا دل چاہے لے لے" تو جس نے سُنا، وہ لے سکتا ہے اور جو لے گا وہ مالک (owner) ہو جائے گا۔(بہار شریعت ح۱۱، ص۸۱۳ تا ۸۱۴، مسئلہ ۱۸، مُلخصاً)

کچھ حرام چیزیں:

www.farzuloom.net

{1}(۱) خمر (یعنی شراب) بالکل حرام ہے چاہے کم ہو یا زیادہ، سب حرام اور پیشاب کی طرح نجس (یعنی ناپاک) ہے اور یہ نجاست غلیظہ[3] ہے(۲) جو شراب کو حلال (یعنی جائز) بتائے، وہ کافر ہے(۳) شراب شرعاً مال ہی نہیں یعنی اسے خریدنا صحیح نہیں اس سے کسی قسم کا فائدہ اُٹھانا جائز نہیں(۴) نہ دوا کے طور پر استعمال کی جاسکتی ہے (۵) نہ جانور کو پلائی جاسکتی ہے(۶) جانوروں کے زخم پہ علاج کے لیے بھی نہیں لگا سکتے(۷) یہاں تک کہ اسے مٹی بھگونے (یعنی مٹی کو گیلا کرنے کے کام) میں بھی استعمال نہیں کر سکتے (۸) بچے بلکہ کافر کو بھی شراب پلانا حرام ہے اور گناہ اسی پلانے والے پر ہو گا۔

{2}(۱) شیرہ انگور (یعنی انگور کے رس) کو پکایا یہاں تک کہ دو تہائی (66٪) سے کم جل گیا یعنی ایک تہائی (33٪) سے زیادہ باقی ہے اور اس میں نشہ ہو یہ بھی حرام اور نجس (یعنی ناپاک) ہے۔

(۲) شہد (honey)، انجیر (fig)، گیہوں، (گندم۔wheat)، جَو (barley) وغیرہ کی شرابیں بھی حرام ہیں مثلاً میوے (fruits۔ ایک درخت جس کے پتے سرخی اور زردی (yellowish) کی طرح کے خوشبودار ہوتے ہیں، پھل گول چھوہارے کی طرح ہوتا ہے اس) کی شراب (بھی) بنتی ہے جب اس میں نشہ ہو جائے تو (اس کا پینا) حرام ہے۔

(۳) گھوڑی (mare) کے دودھ میں بھی نشہ ہوتا ہے اس کا پینا بھی ناجائز ہے۔

{3}(۱) نبیذ یعنی کھجور یا منقّے (ایک قسم کی بڑی کشمش۔raisin) کو پانی میں بھگویا (مثلاً رات بھر کسی برتن میں پانی ڈال کر رکھا) جائے وہ پانی نشہ پیدا ہونے سے پہلے پیا جائے تو اس کا پینا جائز ہے۔

(۲) تونبے (اندر سے خالی اور خشک کیا ہوا کدّو۔pumpkin) اور ہر قسم کے برتنوں میں نبیذ بنانا، جائز ہے۔ شروع میں ان برتنوں میں نبیذ بنانا منع تھی (کیونکہ پہلے انہی برتنوں میں شراب بنائی جاتی تھی پھر جب شراب حرام ہوئی تو ان برتنوں میں نبیذ پینے سے بھی منع کر دیا گیا کہ کہیں کسی کو شراب یاد نہ آئے۔(مراۃ ج۲، ص۹۸۴ سوفٹ

(3) ”**نجاست غلیظہ**“ کی تفصیل (detail) ” **دین کے مسائل** “ part 2، **Topic number : 52،53** میں دیکھیں۔

www.farzuloom.net

وغیرہ،ماخوذاً)) بعد میں ان برتنوں میں نبیذ پینے کی اجازت دے دی گئی۔ (صحیح مسلم،کتاب الاشربۃ، الحدیث:٦٥،٦٤۔(٩٧٧)،ص١١٠٧،ماخوذاً)

(٣) تر کھجور(dates) کا پانی اور منقّٰی (big raisin۔بڑے انگور) کو پانی میں بھگویا گیا جب یہ پانی تیز ہو جائے یہاں تک کہ جھاگ(foam) پھینکے یہ بھی حرام اور نجس ہے(یعنی یہ نہ پیا جاسکتا ہے،نہ جسم یا کپڑے پر لگایا جاسکتا ہے،اسے اس طرح احتیاط سے گٹر(gutter) میں پھینک دیں کہ ایک قطرہ بھی جسم وغیرہ پر نہ لگے اور برتن بھی پاک کرنا ہو گا)۔

{4}(١) بھنگ(marijuana۔نشہ دینے والے پتوں کا پودا(plant) جس کے پتوں کو کوٹ (یعنی پیس) کر اسے بناتے ہیں) اور افیون (opium۔ایک نشے والی کاشت(crops) کے رس کو جما کر(set) بنائی جاتی ہے) اتنی استعمال کرنا کہ عقل میں فرق آجائے تو ناجائز ہے جیسا کہ افیون اور بھنگ کا استعمال کرنے والے، اتنی استعمال کرتے ہیں (کہ اُلٹی سیدھی باتیں اور حرکتیں کرنے لگ جاتے) ہیں اور **(٢)** اگر کمی کے ساتھ اتنی استعمال کی گئی کہ عقل میں خرابی نہیں آئی جیسا کہ بعض دواؤں میں افیون اتنی کم استعمال ہوتی ہے کہ افیون کھانے کا پتا بھی نہیں چلتا تو اتنی کم افیون بطور دوا کھانے میں گناہ نہیں۔

(٣) چرس (Cocaine۔ایک نشہ جو بھنگ کے پتوں سے بنایا جاتا ہے اسے تمباکو (مثلاً سگریٹ) کی طرح پیتے ہیں) گانجا(cannabis۔بھنگ کی طرح کا ایک پودا جس کے پتے اور بیج میں نشہ ہوتا ہے اور چلم (مثلاً حُقّے) میں بھر کر پیتے ہیں) یہ بھی ایسی چیز ہے کہ اگر اس سے عقل میں خرابی آجائے تو اس کا پینا ناجائز ہے۔

(٤) بعض عورتیں بچوں کو اس لیے افیون کھلایا کرتی ہیں کہ بچے اس کے نشے میں پڑے رہیں اور پریشان نہ کریں، یہ بھی ناجائز ہے کیونکہ بچے کو تھوڑی سی افیون دینے سے بھی اُس کی عقل میں خرابی آجاتی ہے۔

{5} قہوہ(Qahwa)،کافی(coffee)،چائے کا پینا جائز ہے کہ ان میں نہ نشہ ہے اور نہ ہی عقل میں خرابی آتی ہے لیکن یہ چیزیں خشکی لاتی ہیں اور نیند کو دور کرتی ہیں اسی لیے بعض بزرگ ان کو پیتے ہیں کہ نیند کم ہو اور رات میں زیادہ عبادت ہو سکے۔(بہار شریعت،ج٣،ح١٧،ص٦٧٢،مسئلہ ١تا١٣،١٢،١٧،ملخصاً)

اکراہ:

{1}(۱) "اِکراہ" جس کو جبر (یعنی مجبور) کرنا بھی لوگ بولتے ہیں اس کے "شرعی معنی" یہ ہیں کہ کسی کو ناحق ایسا کام کرنے پر مجبور کرنا جسے وہ شخص نہیں کرنا چاہتا اور **(۲)** کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ جسے مجبور کیا جائے، وہ جانتا ہے کہ مجھے مجبور کرنے والا شخص ظالم ہے اگر میں نے اس کی بات نہ مانی تو مجھے یہ ظالم، جان سے مار ڈالے گا ،تو اس صورت (case) کو بھی "اِکراہ" ہی کہتے ہیں۔ مجبور کرنے والے کو "مُکرِہ" اور جس کو مجبور کیا اس کو "مُکرَہ" کہتے ہیں (پہلی جگہ "رے" پر "زیر" اور دوسری جگہ "رے" پر "زبر" ہے)۔

{2} **"اِکراہ"** میں اس طرح کا کام کرنے یا ظالم نے جو جملہ بولنے کو کہا ہے، اُسے بولنے کی کچھ شرطیں (preconditions) ہیں:

(۱) "مُکرِہ" (مجبور کرنے والا) اس کام کو کرنے کی طاقت رکھتا ہو، جس کی اُس نے دھمکی دی ہو۔

(۲) "مُکرَہ" یعنی جس کو دھمکی دی گئی اس کا مضبوط خیال (strong assumption) ہو کہ اگر میں اس کام کو نہ کروں گا تو ظالم جس (ظلم مثلاً قتل کرنے) کی دھمکی دے رہا ہے اسے کر لے گا۔

(۳) ظالم نے جس چیز کی دھمکی ہے وہ جان سے مارنے یا جسم کا کوئی حصّہ کاٹنے کی ہو (مزید بہارِ شریعت ح 15 دیکھیں)۔

(۴) جس کو دھمکی دی گئی وہ پہلے سے اس کام کو نہ کرنا چاہتا ہو: (a) اب چاہے وہ کام اس لیے نہیں کرنا چاہتا تھا کہ اُس میں "مُکرَہ" کا اپنا حق ضائع (waste) ہو رہا ہو مثلاً اس سے کہا گیا کہ تو اپنا مال ضائع (waste) کر دے یا بیچ دے اور یہ ایسا کرنا نہیں چاہتا یا (b) جس کو دھمکی دی گئی وہ پہلے سے اس کام کو اس لیے نہ کرنا چاہتا ہو کہ اس کام کو کرنے میں کسی دوسرے شخص کا حق ضائع (waste) ہو رہا ہو مثلاً ظالم نے اس سے کہا کہ فلاں شخص کا مال ضائع (waste) کر دے یا (c) جس کو دھمکی دی گئی وہ پہلے سے اس کام کو شریعت کے حکم کی وجہ سے نہ کرنا چاہتا ہو مثلاً شراب پینا، زنا کرنا۔

www.farzuloom.net

{3} **"اِکراہ"** کا حکم اس وقت لگایا جاتا ہے جب ایسے ظالم شخص کی طرف سے ہو کہ وہ جس چیز کی دھمکی (threat) دے رہا ہے (مثلاً تم نے یہ نہ بولا تو میں تمہارا ہاتھ کاٹ دونگا) تو اس کام کو کرنے (مثلاً ہاتھ کاٹنے) کی طاقت بھی رکھتا ہو جیسے بادشاہ یا ڈاکو، کہ اگر ان کی بات نہ مانی تو جس چیز کی دھمکی دی ہے (مثلاً ہاتھ کاٹنے کی)، وہ کر دیں گے۔

{4} **"اِکراہ"** کی دو (۲) قسمیں ہیں: پہلی **(۱) "تام"**، اس کو **"مُلجِی"** بھی کہتے ہیں۔ دوسری **(۲) "ناقص"**، اس کو **"غیرِ مُلجِی"** بھی کہتے ہیں۔

(۱) "اِکراہِ تام" یہ ہے کہ مار ڈالنے (یعنی قتل کرنے) یا جسم کا کوئی حصّہ کاٹنے یا ایسی شدید (یعنی سخت) مار مارنے کی دھمکی دی جائے کہ جس مار کی وجہ سے جان چلی جائے یا جسم کا کوئی حصّہ بے کار ہو جائے۔ مثلاً کسی ظالم نے کہا کہ یہ کام کر (مثلاً بُت کو سجدہ کر)، ورنہ تجھے جان سے مار دونگا۔

(۲) "اِکراہِ ناقص" یہ ہے کہ جس میں اس سے کم درجے (low level) کی دھمکی ہو مثلاً پانچ جوتے ماروں گا یا پانچ کوڑے ماروں گا یا گھر میں بند کر دوں گا یا ہاتھ پاؤں باندھ کر یہاں پھینک دوں گا۔

{5} مَعَاذَ اللہ! (یعنی اللہ کریم کی پناہ) شراب پینے یا خون پینے یا مردار (یعنی جو جانور شرعی طریقے سے ذبح کیے بغیر مارا جائے یا خود مر جائے) کا گوشت کھانے یا سوئر (خنزیر۔pig) کا گوشت کھانے پر اکراہ (یعنی مجبور) کیا گیا تو:

(۱) اگر وہ **"اِکراہ غیرِ مُلجِی"** ہے یعنی قید کرنے یا مارنے پیٹنے کی دھمکی دی ہو تو ان چیزوں (شراب یا خون یا مردار) کا کھانا پینا جائز نہیں ہے۔ **ہاں!** اگر کسی نے پھر بھی شراب پی لی تو اس صورت (case) میں حدّ (یعنی قاضیِ اسلام، شریعت کے حکم کے مطابق شراب پینے والے کو جو سزا دیتے ہیں، وہ) نہیں ہو گی۔

(۲۔الف) اگر وہ **"اِکراہ مُلجِی"** ہے یعنی قتل یا جسم کا کوئی حصّہ کاٹنے کی دھمکی ہے تو ان کاموں کا کرنا (یعنی شراب یا خون یا مردار کا کھانا پینا) جائز بلکہ فرض ہے اور **(۲۔ب)** اگر "مُکرَہ" (جس کو مجبور کیا گیا) نے ان کاموں کو نہ کیا (مثلاً کہا گیا کہ مردار کھا مگر اُس نے نہ کھایا) اور ظالم نے اُس مجبور کو جان سے مار ڈالا تو "مُکرَہ"

مجبور ہونے کے باوجود بھی گنہگار ہوا۔ ظالم تو اپنے ظلم کی وجہ سے گناہ گار ہوا مگر "مُکرَہ" (یعنی مجبور) شریعت کا حکم نہ ماننے کی وجہ سے گناہ گار ہوا کیونکہ شریعت نے اس صورت (case) میں اُسے کھانے کا حکم دیا تھا اور نہ کھانے کی وجہ سے قتل کر دیا گیا اور اس کی مثال اُس شخص کی طرح ہے کہ جسے بہت سخت بھوک لگی ہے، اگر یہ ناجائز چیزیں (جیسے مردار) نہ کھائے گا تو مر جائے گا، اب شریعت نے اس پر لازم کیا ہے کہ یہ شخص، ان ناجائز چیزوں کو کھالے تاکہ زندہ رہ سکے پھر ایسا (بھوکا) شخص بھی یہ ناجائز چیزیں (جیسے مردار) نہ کھانے کی وجہ سے مر جائے گا تو شریعت کا حکم نہ ماننے کی وجہ سے گناہ گار ہو گا **(۲۔ج) ہاں!** اگر اس کو یہ بات معلوم نہ تھی کہ اس حالت (condition) میں ان چیزوں کا استعمال شرعاً جائز (بلکہ لازم) ہے اور یہ مسئلہ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے، ان ناجائز چیزوں کو استعمال نہ کیا (مثلاً مردار نہ کھایا) اور قتل کر دیا گیا تو گناہ نہیں، اسی طرح **(۲۔د)** اگر استعمال نہ کرنے میں یہ نیّت (intention) ہو کہ دھمکی سننے کے بعد بھی، اگر میں ان چیزوں کو نہ کھاؤں تو غیر مسلموں پر مسلمانوں کا رُعب پڑے گا تو اب بھی ان چیزوں کو نہ کھانا، گناہ نہیں۔

(بہارِ شریعت ج۳، ح۱۵، ص۱۸۸، مسئلہ ۱۵، ۵، ۴، ۳، ۲، ۱)

{6} اگر کوئی یہ دھمکی (threat) دے کہ: "کُفریّہ بات کہو! یا یہ کُفریّہ کام کرو! ورنہ تمہیں جان سے مار دوں گا یا تمہارے جسم کا کوئی حصّہ (part of body) کاٹ دوں گا" تو اِس صورت میں اگر یقین (believe) ہے کہ جو دھمکی (threat) دے رہا ہے وہ جیسا کہہ رہا ہے ویسا کر لے گا تو:

(۱) پہلے ایسی بات یا ایسا کام کرے کہ جس سے سامنے والے کو لگے کہ اس نے میری بات مان لی (کُفر کر لیا) اور اصل میں اُس شخص نے "کُفر" نہ کیا ہو بلکہ "توریہ" کیا ہو (یعنی ایسا کام کیا کہ دیکھنے والا سمجھا کہ کُفر کر لیا، لیکن وہ کام کُفر نہ تھا)۔ مثلاً اس کو مجبور (force) کیا گیا کہ بُت (یا کسی بھی جھوٹے خدا) کو سجدہ کرے اور اس نے سجدہ تو کیا مگر یہ نیّت کی کہ میں اللہ کریم کو سجدہ کرتا ہوں۔ **یاد رہے کہ** اگر اس شخص کے دل میں "توریہ" کا خیال آیا مگر اُس نے "توریہ" نہ کیا (مثلاً غیر خدا کو سجدے کرنے پر مجبور کیا تو اُس نے سجدہ کیا اور مسئلہ یاد ہونے کے باوجود، اللہ کریم کو سجدہ کرنے کی نیّت نہیں کی) تو یہ شخص "کافر" ہو جائے گا اور اس کی عورت نکاح سے نکل

جائے گی۔

(۲) اگر اس شخص کو "توریہ" کی طرف دھیان (یعنی توجّہ۔attention) ہی نہ رہی اور بت ہی کو سجدہ کر دیا، لیکن دل میں "کفر" کا انکار (denial) ہو اور دل "ایمان" پر ویسے ہی مضبوط (strong) رہے جیسے پہلے مضبوط تھا۔ یعنی دل میں یہ بات ہو کہ مجبوراً زبان سے "کفر" کہہ رہا ہوں یا مجبوراً کُفریّہ کام کر رہا ہوں مگر ہوں پکّا مسلمان تو اس صورت میں کافر نہیں ہو گا۔ (بہارِ شریعت ح۹، ص۴۵۶ مع ح۱۵، ص۱۹۲ مُلخصاً)

{7} "کفر" کرنے پر مجبور کیا گیا اور "کفر" نہ کیا اس وجہ سے قتل کر دیا گیا تو ثواب پائے گا۔ (ح۱۵، ص۱۹۲، مسئلہ ۱۷)

.....

153 "عورتوں کے مزید (more) مسائل"

فرمانِ آخری نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:

سورہ بقرہ کے آخر کی دو (2) آیتیں اللہ کریم کے اس خزانے (treasure) میں سے ہیں، جو عرش کے نیچے ہے۔ اللہ کریم نے مجھے یہ دونوں آیتیں دیں انھیں سیکھو اور اپنی عورتوں کو سکھاؤ کہ وہ رحمت ہیں اور اللہ کریم سے نزدیکی (کا سبب ہے) اور (یہ دونوں آیتیں پڑھنا، اللہ کریم سے) دعا (کرنا بھی) ہے۔

(سنن الدارمي، کتاب فضائل القرآن، الحدیث: ۳۳۹۰، ج۲، ص۵۴۲)

واقعہ (incident): حضرت صفیہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا کی بہادری (bravery)

جنگ خندق (یعنی ایک لڑائی) میں ایسا بھی ہوا کہ جب یہودیوں نے یہ دیکھا کہ ساری مسلمان فوج خندق (یعنی حفاظت کے لیے زمین کھود کر بنائے جانے والے گڑھے) کی طرف مصروف (busy) ہے تو جس قلعہ (fort) میں مسلمانوں کی عورتیں اور بچے موجود تھے، کچھ یہودی وہاں پہنچے اور حملہ (attack) کر دیا اور ایک یہودی دروازہ تک پہنچ گیا۔ حضرت صفیہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا نے اس کو دیکھ لیا اور (دور سے) حضرت حسان بن ثابت رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ سے (اشارے وغیرہ سے) کہا کہ تم اس کو مارو، ورنہ یہ جا کر دشمنوں کو بتا دے گا (کہ یہاں کوئی مرد

نہیں) پھر خود حضرت صفیہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا نے خیمہ (tent) کی ایک چوب (یعنی خیمہ لگانے کی لکڑی) نکال کر اس کے سر پر اس زور سے ماری کہ اس کا سر پھٹ گیا پھر خود ہی اس کا سر قلعے (fort) کے باہر پھینک دیا۔ یہ دیکھ کر حملہ کرنے والوں کو یقین ہو گیا کہ قلعے کے اندر بھی کچھ فوج موجود ہے اس ڈر سے انہوں نے پھر اس طرف حملہ (attack) نہیں کیا۔ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دور سے دیکھ رہے تھے اور حضرت صفیہ کے بیٹے حضرت زبیر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ ساتھ تھے، اُن سے فرمایا کہ اپنی والدہ کی بہادری (bravery) کو تو دیکھو (زرقانی، ج۲، ص۱۱۱ مع سیرت مصطفی، ۳۴۱ مُلخصاً)۔ حضرت صفیہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی پھوپھی (یعنی والد کی بہن) ہیں۔

(زرقانی جلد، ۳ص ۲۸۷)

عورتوں کے مسائل:

{1} غسل فرض ہونے کی صورت میں دودھ پلانا کیسا؟:

جُنبی (یعنی جس پر غسل فرض ہو) کا پسینہ، لُعاب (یعنی تھوک) وغیرہ پاک ہی رہتے ہیں لہٰذا غسل فرض ہونے کی حالت میں بھی عورت کا دودھ پاک ہے اور ناپاکی کی حالت میں بچے کو دودھ پلانا بھی جائز ہے کہ اس کے لئے طہارت ضَروری نہیں ہے۔

یاد رہے کہ جس پر غسل فرض ہو، اسے چاہیے کہ نہانے میں دیر نہ کرے، اگر فوراً غسل نہیں کر سکتا تو کم از کم اسے وضو کر لینا چاہیے۔ جلدی غسل یا وضو کرنا فرض یا واجب نہیں بلکہ مستحب (اور ثواب کا کام) ہے۔ **ہاں!** اتنی دیر کرنا، ناجائز و گناہ ہے کہ جس (دیر) میں فرض نماز کا وقت ہی نکل جائے یا مکروہ تحریمی وقت شروع ہو جائے۔ اتنی دیر کرنے والا شخص ضَرور گنہگار ہو گا۔ (رجب المرجب، 1439، ماہنامہ فیضانِ مدینہ، اسلامی بہنوں کے مسائل، مُلخصاً)

{2} عورت کا دودھ کپڑوں پر لگ جائے تو:

انسانی دودھ لگے کپڑوں میں نماز پڑھنا درست ہے، کہ انسان کا دودھ پاک ہے۔

(شوال المکرم، 1439، ماہنامہ فیضانِ مدینہ، اسلامی بہنوں کے مسائل، مُلخصاً)

{3} کیادورانِ خطبہ عورت گھر میں نمازِ ظہر پڑھ سکتی ہے؟:

مسجد میں ہونے والے جمعہ کے خطبے کے وقت عورتیں گھر میں نمازِ ظہر پڑھ سکتی ہیں البتہ بہتر یہ ہے کہ جمعہ کی جماعت ہو جانے کے بعد پڑھیں۔ خطبہ سننا مسجد میں موجود لوگوں پر فرض ہے گھر میں موجود عورتوں پر نہیں۔

(ذوالقعدۃ،1439 ،ماہنامہ فیضانِ مدینہ،اسلامی بہنوں کے مسائل،مُلخصاً)

{4} کیا عورت اندھیرے میں ننگے سر نماز پڑھ سکتی ہے؟:

نماز کے لئے عورت کا سر اور اس کے لٹکتے بال بھی سَتْرِ عورت میں شامل ہیں (یعنی انہیں بھی چھپانے کا حکم ہے) لہٰذا اگر عورت کے پاس سر چھپانے کے لیے لباس (مثلاً چادر یا کپڑا) ہو پھر بھی نماز میں اپنا سر نہ چھپایا تو نماز نہ ہو گی۔ کمرے میں اندھیرا ہونے اور کسی کے نہ دیکھنے سے بھی کوئی فرق نہیں پڑے گا کیونکہ یہاں ان بالوں کا چھپانا نماز کے لئے فرض ہے۔ (ذوالقعدۃ،1439 ،ماہنامہ فیضانِ مدینہ،اسلامی بہنوں کے مسائل،مُلخصاً)

() مُفتی محمد امجد علی اعظمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کچھ اس طرح فرماتے ہیں: سَتْرِ عورت ہر حال میں واجب ہے، چاہے نماز میں ہو یا نماز کے علاوہ ہو، اکیلے میں ہو یا کسی کے سامنے۔ بغیر کسی ایسے کام کے جس کی شریعت نے اجازت دی ہو، اکیلے میں بھی سَتر کھولنا جائز نہیں اور لوگوں کے سامنے یا نماز میں سَتر بالا جماع (یعنی عُلَمائے کِرام کے اتفاق سے۔ with the consensus of scholars) فرض ہے۔ یہاں تک کہ اگر اندھیرے مکان (مثلاً گھر) میں نماز پڑھی، چاہے وہاں کوئی اور نہ بھی ہو اور نماز پڑھنے والے (یا نماز پڑھنے والی) کے پاس اتنا پاک کپڑا موجود ہے کہ سَتر کا کام دے (یعنی جسم کو جہاں جہاں سے چھپانے کا حکم ہے، ان حصّوں کو چھپا سکے) پھر بھی بے سَتر (ان حصّوں کو چھپائے بغیر) پڑھی، تو نماز نہ ہو گی۔

(بہارِ شریعت،ج۱،ص۴۷۹،مُلخصاً)(ذوالحجۃ،1439 ،ماہنامہ فیضانِ مدینہ،اسلامی بہنوں کے مسائل،مُلخصاً)

{5} اسلامی بہنیں قعدہ میں کیسے بیٹھیں؟:

عورتیں تشہد میں مَردوں کی طرح نہیں بیٹھیں گی بلکہ ان کے لئے شریعت کا یہ حکم ہے کہ وہ تورُّک کریں یعنی اپنے دونوں پاؤں سیدھی طرف نکال کر اُلٹی طرف سرین (یعنی بیٹھنے کی جگہ) پر بیٹھیں۔ اس کی چند وجوہات (causes)

ہیں:(۱) کیونکہ پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بھی اس طرح بیٹھے ہیں(۲)اس طریقے سے بیٹھنے میں عورتوں کے لئے آسانی بھی ہے(۳)اس طرح بیٹھنے میں پردہ زیادہ رہتا ہے اور عورتوں کے لئے وہی طریقہ زیادہ مناسب ہوتا ہے کہ جس میں پردہ زیادہ ہو جیسا کہ عورتوں کا سجدہ مَردوں کی طرح نہیں ہے، مردوں کو حکم ہے کہ وہ کہنیاں (elbows) زمین سے، بازو (arms) پہلوؤں (sides) سے اور پیٹ رانوں (thighs) سے دور رکھیں لیکن عورت کو سجدہ سمٹ (اپنے جسم کو آپس میں ملا) کر سجدہ کرنے کا حکم ہے بلکہ روایتوں میں عورتوں کو مَردوں کی طرح بیٹھنے سے منع کیا گیا، انہیں پہلے چار زانو (sitting cross-legged) بیٹھنے کا حکم دیا گیا تھا پھر سمٹ کر بیٹھنے کا حکم ہوا۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں: کیونکہ اس میں زیادہ سَتر (یعنی پردہ) اور آسانی ہے اور خواتین کے معاملے میں سَتر اور آسانی ہی کو دیکھا جاتا ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، ج۶، ص۱۴۹، مترجم بالفارسی)(محرم الحرام، 1440، ماہنامہ فیضانِ مدینہ، اسلامی بہنوں کے مسائل، مُلخصاً)

{6} مسجد کی جماعت سے پہلے عورت کی نماز:

عورتوں کے لیے مستحب یہ ہے کہ فجر کی نماز ہمیشہ غلس (یعنی اوّل وقت) میں پڑھیں اور باقی نمازوں میں بہتر یہ ہے کہ مَردوں کی جماعت کے بعد پڑھیں۔ **ہاں!** اگر اذان کے بعد اور مستحب وقت سے پہلے بھی پڑھیں گی تو بھی ہو جائے گی۔ (رجب المرجب، 1440، ماہنامہ فیضانِ مدینہ، اسلامی بہنوں کے مسائل، مُلخصاً)

{7} کیا خواتین اذان سے پہلے بھی نماز پڑھ سکتی ہیں؟:

نماز کا وقت شروع ہو جانے کے بعد عورتوں کا اذان سے پہلے نماز ادا کرنا خلافِ اَولیٰ ہے (یعنی بہتر نہیں) کیونکہ اَولیٰ و افضل یہ ہے کہ کوئی عذر (شرعی وجہ) نہ ہو تو فجر کے علاوہ نمازوں میں مَردوں کی جماعت کا انتظار کریں اور جب مَردوں کی جماعت ہو جائے تو اس کے بعد عورتیں نماز پڑھیں۔

(ذوالحجہ، 1440، ماہنامہ فیضانِ مدینہ، اسلامی بہنوں کے مسائل، مُلخصاً)

{8} اسکارف لپیٹنے کا شرعی حکم:

ابو داؤد شریف کی حدیث پاک میں ہے کہ پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، اُمُّ المؤمنین حضرت اُمِّ سلمہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا کے پاس تشریف لائے، آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا نے دوپٹہ اوڑھا ہوا تھا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ لپیٹو، دو مرتبہ نہیں (ابوداؤد، 4/88، حدیث:4115)۔ عُلَمائے کِرام، نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے اس فرمان کی وجہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ عرب عورتیں دوپٹہ یا چادر اوڑھتے ہوئے اسے سر کے اوپر عمامے کے پیچ (پٹی) کی طرح گھما لیتی تھیں تاکہ دوپٹہ سر سے نہ گرے، جو دیکھنے میں عمامے کی طرح لگتا تھا یعنی مردوں جیسا عمامہ عورتوں کے سر پر ہو جاتا اور مشابہت پیدا ہو جاتی تھی (اور شرعاً عورت مردوں کی طرح کا لباس نہیں پہن سکتی، لمعات التنقیح، 7/372، فتاویٰ رضویہ، 24/537)۔ ہمارے ہاں جو اسکارف، دوپٹے، حجاب وغیرہ پہنے جاتے ہیں (خصوصاً دوپٹہ اس میں دو مرتبہ لپیٹا جاتا ہے، مگر) وہ عمامے کے پیچ کی طرح موٹا کرکے سر کے اوپر نہیں لپیٹتے اور نہ ہی دیکھنے میں عمامے کی طرح لگتے ہیں لہٰذا وہ حدیث شریف میں بیان کیے گئے اس حکم میں نہیں آتے کیونکہ دوپٹے کو لپیٹنا اسے سر کنے (کھلنے) سے روکنے کیلئے ہوتا ہے اور نماز میں اس طرح لباس پہننا جس میں بال اچھی طرح چھپ جائیں، یہ نماز پڑھنے اور بالوں کو چھپانے کے لیے ایک اچھا بلکہ ضروری کام ہے۔

(محرم الحرام، 1441، ماہنامہ فیضانِ مدینہ، اسلامی بہنوں کے مسائل، مُلخصاً)

{9} جہری نمازوں میں عورت کا جہراً قراءت کرنا:

عورت کو جہری نماز (یعنی رات کی نمازیں مثلاً مغرب، عشاء، فجر) میں بھی قراءت میں جہر (یعنی بلند آواز سے تلاوت) کرنا منع ہے کیونکہ مرد اور عورتوں کی نماز میں کئی چیزوں میں فرق ہیں، جو کہ عُلَمائے کِرام نے فقہ (یعنی دینی مسائل) کی کتابوں میں لکھے ہیں۔ اِنہی فرق میں سے ایک یہ بھی ہے کہ عورت جہری (یعنی رات کی) نمازوں میں بھی جہر (اونچی آواز سے قراءت) نہیں کرے گی۔ (ربیع الثانی، 1441، ماہنامہ فیضانِ مدینہ، اسلامی بہنوں کے مسائل، مُلخصاً)

{10} بچہ پیدا ہونے سے پہلے خون آنے پر نماز کا حکم:

حاملہ عورت (pregnant) کو حمل کے دوران (during pregnancy) آنے والا خون، اسی طرح بچہ کی

پیدائش (birth) کے وقت جبکہ بچہ ابھی آدھے سے زیادہ باہر نہ نکلا ہو آنے والا خون، استحاضہ (بیماری والے خون) کے حکم میں ہوتا ہے اور حالتِ استحاضہ میں (یعنی بیماری کا خون آنے پر) نماز، روزہ معاف نہیں۔ البتہ خون آنے کی صورت (case) میں اس عورت پر ہر نماز سے پہلے غسل کرنا ضروری نہیں بلکہ ناپاک جگہ کو دھو کر وضو کرلینا کافی (enough) ہے، کیونکہ استحاضہ (بیماری) کا خون وضو توڑ دیتا ہے (اور کپڑے بھی پاک کرنے ہوتے ہیں) مگر اس خون سے غسل فرض نہیں ہوتا۔ بہارِ شریعت میں ہے: استحاضہ میں نہ نماز معاف ہے نہ روزہ، نہ ایسی عورت سے صحبت (یعنی نہ ہی میاں بیوی کی خصوصی ملاقات) حرام ہے۔

(بہار شریعت، 1/385)(جمادی الاولیٰ، 1441، ماہنامہ فیضانِ مدینہ، اسلامی بہنوں کے مسائل، مُلخصاً)

{11} کیا حاملہ عورت (pregnant) پر روزہ رکھنا فرض ہے؟:

حاملہ (pregnant) کے لیے اس وقت روزہ چھوڑنا، جائز ہے جب اپنی یا بچے کی جان کے ضائع (waste) ہونے کا صحیح اندیشہ (مضبوط خیال۔strong assumption) ہو، اس صورت (case) میں بھی وہ عورت ابھی روزہ نہیں رکھے گی مگر بعد میں اس روزے کی قضا کرنا ہوگی۔

(رمضان المبارک، 1441، ماہنامہ فیضانِ مدینہ، اسلامی بہنوں کے مسائل، مُلخصاً)

{12} خواتین کا اپنے پاس مُوئے مبارک (یعنی پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بال) رکھنا کیسا؟:

جس طرح مَردوں کو تَبَرُّکات (برکت والی چیزیں، جیسے نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے بال شریف) رکھنے کی اجازت ہے، اسی طرح خواتین کو تَبَرُّکات رکھنے کی اجازت ہے() عورتوں کو بہت سے تبرکات کے ساتھ ساتھ نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے موئے مبارک (یعنی برکت والے بال شریف) رکھنا بھی شرعاً جائز ہے۔ کئی صحابیات رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُنَّ نے نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے موئے مبارک (یعنی بال شریف) اور دیگر (other) تبرکات (مثلاً حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے پانی کا برتن، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے کپڑے) اپنے پاس رکھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا کے پاس نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا کمبل شریف (blessed blanket) اور تہبند مبارک (شلوار، پاجامے کی جگہ ایک کپڑا پہنا جاتا ہے) تھا۔ حضرت اسماء بنتِ ابو بکر صدیق رَضِیَ

اللہُ عَنْہَا کے پاس جبہ مبارک (ایک قسم کا ڈھیلا کُرتا) تھا اور حضرت اُمِّ سُلَیم رَضِیَ اللہُ عَنْہَا کے پاس نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا پسینہ مبارک اور بال مبارک تھے۔ اس کے علاوہ بھی کئی نیک خواتین کے پاس نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے بال مبارک رہے ہیں۔ (شوال المکرم، 1441، ماہنامہ فیضانِ مدینہ، اسلامی بہنوں کے مسائل، مُلخصاً)

{13} ناک اور کان چھیدنے (یعنی زیور پہننے کے لیے چھوٹا سا سوراخ کرنے) کی اُجرت (wages) لینا کیسا؟:

لڑکیوں کی ناک اور کان چھیدنے (یعنی زیور پہننے کے لیے چھوٹا سا سوراخ کرنے) کی اُجرت (wages) لینا جائز ہے، کیونکہ ہماری پاکیزہ شریعت میں عورتوں کا ناک و کان چھدوانا (یعنی زیور کے لیے اُس میں سوراخ کروانا)، جائز ہے۔ جب زیور پہننے کے لیے ناک اور کان کو چھدوانا، جائز ہے، تو دوسرے کا (ناک یا کان) چھیدنا (یعنی سوراخ کرنا) اور اس کی اُجرت لینا بھی جائز ہے۔ **یاد رہے کہ** اس کام کے لئے غیر مرد کا بالغہ (grownup) یا نابالغ مشتہاۃ (جنہیں دیکھ کر شہوت (یعنی جنسی خواہش۔sexual desire) آئے، مثلاً نو (9) سال کی) لڑکی کا کان دیکھنا یا جسم کسی بھی حصّے کو (کپڑے وغیرہ کے بغیر (direct) شرعی اجازت نہ ہونے پر بھی) چھونا، ناجائز و حرام اور گناہ ہے۔ (ذوالقعدۃ الحرام، 1441، ماہنامہ فیضانِ مدینہ، اسلامی بہنوں کے مسائل، مُلخصاً) نو (9) سال سے چھوٹی صحت مند (healthy) بچیوں کو بھی ہاتھ نہیں لگانا چاہیے۔ **توجُّہ (attention)** جو بالغہ عورت اس طرح غیر مرد سے کان چھدواتی ہے، وہ بھی گناہ گار ہے۔

{14} عورتوں کا جماعت کے ساتھ صلوٰۃُ التسبیح پڑھنا کیسا؟:

فرائض و واجبات کے ساتھ ساتھ نفل نماز کثرت سے (یعنی بہت زیادہ) پڑھنا، یقیناً اللہ کریم کے قُرب (یعنی اُس کی رحمت سے قریب ہونے) کا سبب ہے یہاں تک کہ کل قیامت کے دن اگر کسی کے فرضوں میں کمی ہو گی تو اللہ کریم اپنی رحمت سے وہ کمی نفل سے پوری کر دے گا۔

یاد رہے کہ عورتوں کا مِل کر صلوٰۃُ التسبیح یا کوئی بھی نماز جماعت کے ساتھ پڑھنا جائز نہیں ہے کیونکہ عورتوں کی جماعت مطلقاً (ہر صورت۔case میں) مکروہِ تحریمی (ناجائز اور گناہ) ہے، چاہے وہ فرض نماز ہو یا صلوٰۃُ التسبیح ہو یا کوئی اور نفل نماز ہو، جماعت کروانے والی خاتون چاہے پہلی صف کے درمیان کھڑی ہو کر نماز پڑھائے یا آگے بڑھ

کر نماز پڑھائے، ہر صورت میں نماز مکروہ تحریمی ہے۔**ہاں!** آگے کھڑی ہو کر نماز پڑھانے میں نماز کا مکروہ ہونا دوہرا (double) ہو جائے گا۔(ذوالقعدۃالحرام،1441،ماہنامہ فیضانِ مدینہ،اسلامی بہنوں کے مسائل،مُلخصاً)

{15} نماز میں عورت کے سر کے بالوں کا پردہ:

{A}(۱) نماز میں جسم کے جن حصّوں (parts) کو چھپانے کا حکم ہے، ان حصّوں میں سے کسی ایک حصّے کی بھی چوتھائی (1/4 یعنی ۲۵٪) اگر نماز شروع کرتے وقت کھلی ہو (نظر آرہی ہو) یعنی اسی حالت (condition) میں "اَللّٰہُ اَکْبَر" کہہ لیا، تو نماز شروع ہی نہیں ہو گی **(۲)** اگر کوئی ایک حصّہ چوتھائی (1/4 یعنی ۲۵٪) سے کم کھلا تھا، تو نماز ہو گئی **(۳)** اسی طرح نماز شروع کرنے کے بعد کوئی ایک حصّہ چوتھائی (1/4 یعنی ۲۵٪) سے کم کھل گیا تب بھی نماز ہو جائے گی **(۴)** نماز میں جسم کے جن حصّوں (parts) کو چھپانے کا حکم ہے، نماز شروع کرتے ہوئے تو وہ حصّے چھپے ہوئے تھے لیکن نماز پڑھتے ہوئے ایک حصّے کا چوتھائی (1/4 یعنی ۲۵٪) کھل گیا: **(a)** اگر جان بوجھ کر (deliberately) اتنا جسم نماز میں کھولا تھا تو نماز ٹوٹ گئی **(b)** اگر خود بخود (it self) جسم کے کسی ایک حصّے کی چوتھائی (1/4 یعنی ۲۵٪) کھل گئی اور ایک رُکن کی مقدار (یعنی تین مرتبہ "سُبْحَانَ اللّٰہ" کہنے میں جتنا وقت لگتا ہے، اتنا وقت گزرنے) سے پہلے چھپالی تو نماز ہو جائے گی اور **(c)** اگر ایک رکن پورا کرنے میں جتنا وقت لگتا ہے، اُتنی دیر کھلی رہی تو نماز نہیں ہو گی۔(بہارِ شریعت ح۳،ص۴۸۲،مسئلہ ۲۶،۲۷،مُلخصاً)

{B} سَتر کے لحاظ سے (according) مرد اور عورت کے جسم کے کتنے حصّے ہیں، اس کے لیے بہارِ شریعت حصّہ تین (3) پڑھیں۔ سر کے بالوں کے لحاظ سے سَتر کے دو (2) حصّے بنتے ہیں۔**(۱)** جو بال عورت کے سر پر ہوتے ہیں وہ سر میں شامل ہیں (یعنی سر اور وہ بال جسم کا ایک ہی حصّہ ہے)، **(۲)** جو بال سر سے لٹکے ہوئے ہوتے ہیں یعنی جو کانوں سے نیچے ہیں وہ سر سے الگ، سَتر کا دوسرا حصّہ (second part) ہے۔

اس تفصیل (detail) اور پوائنٹ نمبر A کی تفصیل کے مطابق، کچھ مسائل:

(a) نماز پڑھتے ہوئے اگر سر کانوں تک ڈھکا ہوا (covered) ہے لیکن لٹکنے والے بالوں کا چوتھائی حصّہ (1/4

یعنی٪25) کھل گیا اور اس حالت (condition) میں ایک مکمل رکن کی مقدار (یعنی تین مرتبہ "سُبْحَانَ اللّٰہ " کہنے میں جتنا وقت لگتا ہے، اتنا وقت) کھلا رہا تو نماز نہیں ہو گی (b) اگر نماز پڑھتے ہوئے، جان بوجھ کر (deliberately) کانوں سے نیچے آنے والے سر کے بالوں کی چوتھائی (1/4 یعنی٪25) کھول دی تب بھی نماز ٹوٹ گئی (اور اس صورت (case) میں تین مرتبہ "سُبْحَانَ اللّٰہ "کہنے میں جو وقت لگتا ہے، اتنی دیر کھولنا ضروری نہیں بلکہ جان بوجھ کر (deliberately) جیسے ہی اتنے بال کھولے فوراً نماز ٹوٹ گئی) بلکہ (c) اگر تکبیرِ تحریمہ کہتے (یعنی " اَللّٰہُ اَکْبَر "کہہ کر نماز شروع کرتے) ہوئے، کانوں سے نیچے آنے والے سر کے بالوں کی چوتھائی (1/4 یعنی٪25) کُھلی ہوئی تھی تو نماز شروع ہی نہ ہو گی۔

(جمادی الاولیٰ، 1442، ماہنامہ فیضانِ مدینہ، اسلامی بہنوں کے مسائل، مُلخصاً)

{C} یہ سب مسائل جسم کے ایک حصّے کے کُھلنے پر ہیں۔ اگر جسم کے کچھ حصّے، تھوڑے تھوڑے کُھلے ہوئے ہوں اور ہر ایک کُھلا ہوا حصّہ اپنی چوتھائی (1/4 یعنی٪25) سے کم تھا، مگر جب سب کُھلے ہوئے حصّوں کو جمع کیا تو سب مل کر (اُن کُھلے ہوئے حصّوں میں سے) جسم کے سب سے چھوٹے حصّے کی چوتھائی (1/4 یعنی٪25) کے برابر بن رہے تھے تو اب بھی (اوپر بیان کی ہوئی تفصیل کے مطابق) نماز نہیں ہو گی۔ مثلاً عورت کے کان (ear) کا نواں حصّہ (9/10۔٪11.11) اور پنڈلی (calves) کا نواں حصّہ (9/10۔٪11.11) کُھلا رہا پھر جب ان دونوں کو (اپنے ذہن میں) ملائیں گے تو یقیناً اس کُھلے ہوئے حصّے کی مقدار (quantity) کان کی چوتھائی (1/4 یعنی٪25) سے بہت زیادہ ہو گی لہٰذا اس صورت (case) میں بھی (یعنی کان (ear) کا نواں حصّہ (9/10۔٪11.11) اور پنڈلی (calf) کا نواں حصّہ (9/10۔٪11.11) کُھلا رہنے پر بھی) نماز نہیں ہو گی۔ (بہار شریعت ح۳، ص ۴۸۲، مسئلہ ۲۸، مُلخصاً) جبکہ نماز کے شروع میں اتنے حصّے کُھلے رہے، یا() نماز کے بیچ میں خود اتنے حصّے کھول دیے، یا() نماز کے بیچ میں کُھل گئے اور تین مرتبہ "سُبْحَانَ اللّٰہ" کہنے میں جو وقت لگتا ہے، اتنا وقت کُھلے رہے۔

{16} کیا بچّے کو دودھ پلانے میں شمسی مہینے (مثلاً۔۔۔jan, feb, march) دیکھے جائیں گے؟:

بچّے کو جو دو(2) سال تک دودھ پلانا، جائز ہے، اس دودھ پلانے میں قمری مہینوں (مثلاً: محرم، صفر، ربیع الاول۔۔۔) کا حساب لگانا ضروری ہے۔ شمسی مہینوں (مثلاً: جنوری، فروری، مارچ۔۔۔) کے حساب سے دو(2) سال پورے کرنا حرام ہے کیونکہ شمسی مہینوں کے دن، قمری مہینوں سے زیادہ ہوتے ہیں۔ اب جب شمسی مہینوں کا حساب لگائیں گے تو وہ قمری کے دو سال سے کچھ دن زیادہ بنیں گے اور قمری کے دو سال کے بعد دودھ پلانا، جائز نہیں ہے۔

ہاں! یہاں یہ ایک مسئلہ ذہن میں رہے کہ قمری ڈھائی سال سے پہلے (اپنے بچے کے علاوہ، کسی اور) بچے کو دودھ پلا دیا تو رضاعت (یعنی دودھ) کا رشتہ بن جائے گا (یعنی دودھ پلانے والی، اُس بچے کی ماں تو بن جائے گی مگر اس کے لیے بھی قمری دو سال کے بعد دودھ پلانا جائز نہیں)۔

(جمادی الاخریٰ، 1442، ماہنامہ فیضانِ مدینہ، اسلامی بہنوں کے مسائل، مُلخصاً)

{17} بچّے کی جنس (یعنی لڑکا ہے یا لڑکی) معلوم کرنے کے لئے الٹرا ساؤنڈ کروانا کیسا؟:

ماں کے پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی؟ یہ جاننے کے لئے الٹرا ساؤنڈ کروانا جائز نہیں، چاہے الٹرا ساؤنڈ کرنے والی لیڈی ڈاکٹر ہی کیوں نہ ہو کہ اس میں شرعی اجازت کے بغیر ایک عورت کے ناف کے نیچے کا حصّہ دوسری عورت کو دکھایا جاتا ہے اور وہ اسے چھوتی (touch کرتی) ہے اور یہ دونوں کام کسی دوسری عورت کے لئے بھی جائز نہیں ہیں کیونکہ عورت کی ناف (پیٹ کے سوراخ) کے نیچے کا حصّہ دوسری عورت کے لیے بھی سَتر ہے یعنی اس حصّے کو دوسری عورت سے چھپانا فرض ہے اور اس کی طرف نظر کرنا اور چھونا بھی دوسری عورت کو جائز نہیں ہے۔ (جمادی الاخریٰ، 1442، ماہنامہ فیضانِ مدینہ، اسلامی بہنوں کے مسائل، مُلخصاً)

{18} کیا عورت گھر کی چھت پر نماز پڑھ سکتی ہے؟:

عورت کا چھت پر نماز پڑھنا جائز ہے جبکہ بے پردگی نہ ہو۔ مثلاً چھت پر اگر اتنی اونچی باؤنڈری وال ہے کہ کھڑے ہو کر دیکھیں تو دوسروں کے گھروں پر نظر نہیں پڑتی اور دوسروں کی نظر بھی اس عورت پر نہیں پڑے گی تب تو کوئی گناہ نہیں لیکن عورت کا بند کمرے میں نماز پڑھنا افضل ہے۔

ابو داؤد شریف کی حدیث میں ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ عَنْہ کہتے ہیں کہ پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ

وَسَلَّمَ نے فرمایا: عورت کا دالان (گھر کے اندر کا صحن مثلاً کمروں کے بیچ کی جگہ) میں نماز پڑھنا صحن (گھر کے دروازے سے اندر اور کمروں سے پہلے کی جگہ) میں پڑھنے سے بہتر ہے اور کوٹھری (یعنی کمرے) میں پڑھنا دالان (گھر کے اندرونی صحن) سے بہتر ہے۔ (سنن ابی داؤد، 1/96، حدیث:570) (اپریل، 2021، ماہنامہ فیضانِ مدینہ، اسلامی بہنوں کے مسائل، مُلخصاً)

{19} نابالغہ بیٹی کی مِلک میں موجود سونا بڑی بیٹی کو دلوانا:

ایک نابالغہ بچی کی مِلک میں کچھ سونا ہے، اس کی والدہ چاہتی ہے کہ یہ سونا اپنی بڑی لڑکی کو اس کی شادی میں دے دے اور بعد میں اسی وزن کا سونا بنوا کر نابالغہ بیٹی کو واپس دے، تب بھی نابالغہ بچی کا سونا دوسری بیٹی کو دینا ماں کے لیے جائز نہیں، چاہے ماں کی یہ نیّت (intention) ہو کہ بعد میں اتنا سونا نابالغہ بیٹی کو واپس کر دے گی کیونکہ ماں کو اس طرح نابالغہ بچی کے مال کو استعمال کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ اصل میں یہ صورت (case) ماں کی طرف سے بچی کا مال قرض لینے کی ہے اور شرعی حکم یہ ہے کہ نابالغ بچہ اپنا مال کسی کو قرض (loan) نہیں دے سکتا اور نہ ہی کوئی اس سے قرض لے سکتا ہے کہ قرض دینے میں بچے کا ایک طرح کا نقصان ہے اور جس کام میں بچے کو صرف نقصان ہو، وہ کام اس کا "ولی" (سرپرست۔ guardian) بھی نہیں کر سکتا، پھر ماں کو تو بالکل بھی اجازت نہیں ہے۔ **ہاں!** باپ خاص صورت (specific case) میں بچے کا مال، قرض کے طور پر لے سکتا ہے۔

(جولائی، 2021، ماہنامہ فیضانِ مدینہ، اسلامی بہنوں کے مسائل، مُلخصاً)

{20} بچے کو دودھ پلانے سے وضو کا حکم:

بچے کو دودھ پلانے کی وجہ سے عورت کا وضو نہیں ٹوٹتا۔ (نومبر، 2021، ماہنامہ فیضانِ مدینہ، اسلامی بہنوں کے مسائل)

{21} کیا عورت کے لئے شوہر کا دادا اور نانا محرم ہیں؟:

عورت جس مرد سے نکاح کر لیتی ہے، اس مرد کے تمام آباؤ اجداد یعنی باپ، دادا، نانا، وغیرہ عورت کے محرم بن جاتے ہیں۔ لہٰذا عورت کا دادا اور نانا سسر یعنی شوہر کا دادا اور نانا بھی محرم ہے۔

(دسمبر، 2021، ماہنامہ فیضانِ مدینہ، اسلامی بہنوں کے مسائل)

www.farzuloom.net

{22} کیا سوتیلا سُسر محرم ہے؟:

سوتیلا سسر (یعنی شوہر کے والد کے انتقال ہونے یا طلاق دینے کے بعد، والدہ نے جس سے نکاح کیا ہو، وہ) شوہر کی بیوی کا محرم نہیں ہوتا کہ وہ شوہر کا (حقیقی) والد ہی نہیں ہے۔

(دسمبر، 2022، ماہنامہ فیضانِ مدینہ، اسلامی بہنوں کے مسائل)

{23} بیوی بغیر اجازت اپنے شوہر کے موبائل میں واٹس اپ میسجز وغیرہ چیک کر سکتی ہے؟:

بیوی اپنے شوہر کا موبائل بغیر اجازت ہر گز چیک نہیں کر سکتی۔ اس کی بہت سی وجوہات (causes) ہیں:

(1) یہ دوسرے کا خط، میسج بغیر اجازت دیکھنا ہے اور دوسرے کا خط یا میسج بلا ضرورت بغیر اجازت دیکھنا جائز نہیں۔

(2) یہ مسلمان کے ذاتی کاموں کے پیچھے پڑنا ہے اور مسلمانوں کے پوشیدہ معاملات کی ٹوہ میں پڑنا، جائز نہیں۔

(3) (اگر یہ دیکھنا کسی غلط خیال کی وجہ سے ہے تو) یہ مسلمان پر بد گمانی ہے اور مسلمانوں پر بد گمانی حرام ہے۔

(اکتوبر، 2022، ماہنامہ فیضانِ مدینہ، اسلامی بہنوں کے مسائل، ملخصاً) **ہاں!** اگر دونوں میں ہم آہنگی (understanding) یا اجازت ہے تو اب کوئی گناہ نہیں۔

{24} اسلامیات کی ٹیچر اور قرآنی آیتوں کا پڑھنا، پوچھنا:

اگر کوئی خاتون کسی اسکول میں لڑکیوں کو اسلامیات پڑھاتی ہوں جہاں انہیں لیکچر (lecture) کے دوران قرآنی آیات بھی پڑھنی یا سننی ہوتی ہوں اور طالبات (students) سے سوالات بھی کرنے ہوتے ہوں، جبکہ پڑھنے والی طالبات میں کچھ ناپاکی (حیض۔menstrual period) کی حالت میں بھی ہوتی ہونگی اور ٹیچر (teacher) کو اُن بچیوں کی اس حالت (condition) کا کبھی علم ہو گا اور کبھی نہیں کیونکہ جب تک کوئی بچی خود نہیں بتائے گی، تو دوسرے کو پتا کیسے چلے گا؟، بہر حال (however) اس صورت (case) کے کچھ مسئلے ہیں:

(۱) جب تک معلوم نہ ہو تو پڑھانے والی ٹیچر کا پڑھانا، بالکل جائز ہے۔

(۲) اگر کبھی معلوم ہو جائے کہ کلاس میں فلاں لڑکی ایسی حالت میں ہے یا کچھ لڑکیاں ایسی حالت میں ہیں تب بھی

ایسا نہیں ہوتا کہ پوری کلاس ہی اس حالت میں چل رہی ہو لہذا اس صورت (case) میں بھی ٹیچر (teacher) کا ان لڑکیوں کو پڑھانا، جائز ہے کیونکہ اس حالت میں عورت کا قرآنِ پاک چھونا اور پڑھنا تو حرام ہوتا ہے لیکن قرآنِ پاک سننا اور دیکھنا منع نہیں ہے، تو اگر ٹیچر لیکچر دے اور وہ لڑکیاں صرف سن لیں تو کوئی حرج (یا گناہ) نہیں ہے۔

(۳) اگر ٹیچر ان لڑکیوں سے سبق کے بارے میں سوال بھی کرتی ہے تو ایسی خاص حالت (specific case) والی لڑکیوں سے سوال کرنے میں یا سبق سننے میں ٹیچر کے لیے ایک احتیاط (caution) ضروری ہے کہ وہ لڑکیوں کو اس حالت میں قرآنی آیات یا ان کا ترجمہ سنانے کا نہ کہے کہ یہ گناہ کا حکم دینا ہوگا اور اس طرح سبق سننا جائز نہیں۔ البتہ ایسی لڑکیوں سے قرآن کی آیت و ترجمہ پڑھے بغیر صرف مفہوم بیان کرنے، خلاصہ بیان کرنے کا کہا جاسکتا ہے کہ مفہوم تو اپنا کلام ہوتا (یعنی اپنی بات ہوتی) ہے، اللہ کریم کا کلام (یعنی قرآنِ پاک) نہیں ہوتا۔

نوٹ: ٹیچر کو چاہیے کہ مناسب اور اچھے طریقے سے طالبات کو بھی یہ مسئلہ بتادیں کہ عُلَمائے کِرام فرماتے ہیں: ناپاکی کی حالت میں قرآن (پڑھنا) چھونا (چاہے وہ قرآنِ پاک کے علاوہ کسی اور کتاب میں لکھا ہوا ہو، اُس کتاب میں آیت کو چھونا یا زبانی اُس کا ترجمہ پڑھنا)، جائز نہیں ہے (**ہاں!** قرآنی سبق سُن سکتے ہیں) اور یہ مسئلہ بھی بتادیں کہ اس حالت میں قرآنِ پاک، سبق سنانے کے لیے بھی پڑھنا جائز نہیں ہے۔ اگر کسی طالبہ (student) سے قرآنی آیت یا ترجمہ پوچھ لیا گیا اور ٹیچر (teacher) کو اس کی حالت (condition) کا نہیں پتا تو ٹیچر گناہ گار نہ ہوگی مگر جواب میں ایسی طالبہ قرآنی آیت پڑھے گی یا ترجمہ سنائے گی تو وہ ضرور گنہگار ہوگی (طالبہ کو چاہیے کہ ٹیچر کو جواب دینے سے معذرت (excuse) کرلے یا کہے کہ آپ قرآنی آیت کے علاوہ کوئی اور سوال کریں)۔

ہاں! اگر کبھی ٹیچر کو بعد میں معلوم ہو کہ کسی طالبہ نے سوال کے جواب میں قرآنی آیت سنادی اور وہ ناپاکی (حیض۔ menstrual period) کی حالت میں تھی تو اب اس چیز کو دل میں بُرا جانتی رہے کہ برائی کو ہاتھ اور زبان سے

روکنے کی طاقت نہ ہو، تو ایمان کا سب سے ادنیٰ درجہ (low level) یہ ہے کہ اس برائی کو دل میں برا جانا جائے مگر پھر بھی بار بار اس مسئلے کی طرف توجُّہ (attention) دلائی جائے۔

(نومبر، 2022، ماہنامہ فیضانِ مدینہ، اسلامی بہنوں کے مسائل، مُلخصاً)

{25} کیا نفلی اعتکاف ٹوٹنے پر قضا ہے؟:

(ایک اسلامی بہن ستائیسویں شب سے تین دن کی نیّت سے اعتکاف میں بیٹھ گئی، اس نے اعتکاف کی منّت [4] بھی نہیں مانی تھی، لیکن انتیسویں (29) روزے کو اسے حیض (یعنی منتھلی کورس۔menstrual period) آیا، تو روزہ ٹوٹنے کی وجہ سے اعتکاف بھی ٹوٹ گیا، مگر) اعتکاف ختم ہونے کی وجہ سے اس (اعتکاف) کی قضا (اس اسلامی بہن پر) لازم نہیں ہو گی، کیونکہ یہ اعتکاف سنتِ مؤکدہ نہیں تھا۔ سنّتِ مؤکدہ آخری عشرے کا (یعنی 21 کی مغرب سے رمضان شریف ختم ہونے تک) ہوتا ہے اس سے کم (دنوں) کا نہیں ہوتا اور اس (اسلامی بہن نے اعتکاف) کی منّت بھی نہیں مانی تھی تو وہ اعتکاف، نفلی اعتکاف [5] ہی تھا۔ **یاد رہے کہ مسجدِ بیت** [6] میں نفلی اعتکاف ہو سکتا ہے لہٰذا یہ اعتکاف نفلی تھا اور نفلی اعتکاف کی قضا لازم نہیں ہو گی (بلکہ وہ اعتکاف ختم ہو جاتا ہے)۔ جیسا کہ بہارِ شریعت میں ہے: اعتکافِ نفل اگر چھوڑ دے تو اس کی قضا نہیں کہ وہیں ختم ہو گیا۔ (بہار شریعت، 1/1028) (جمادی الاولیٰ،

---

(4) **"منّت"** کی تفصیل (detail) **"دین کے مسائل" part : 2** ، **Topic number : 88** میں دیکھیں۔

(5) رمضان المبارک میں اور اس ماہِ مبارک کے علاوہ (other) بھی عورت اپنی مسجدِ بیت میں نفلی اعتکاف کر سکتی ہے (مئی، 2021، ماہنامہ فیضانِ مدینہ، اسلامی بہنوں کے مسائل، مُلخصاً)۔ اسلامی بہنیں مسجدِ بیت میں نفلی اعتکاف کر سکتی ہیں (در مختار، ج۳، ص۴۳۴، مطبوعہ ملتان، ماخوذاً)۔ اسلامی بہنیں جب مسجدُ الحرام (مکّے پاک کی جس مسجد میں کعبہ شریف ہے) میں جائیں یا جب حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں سلام عرض کرنے (مدینے پاک کی) مسجدِ نبوی میں حاضری کا موقع (opportunity) ملے تو وہ بھی اعتکاف کی نیّت کر سکتی ہیں، بلکہ انہیں بھی اعتکاف کی نیّت کرنی چاہیے۔

(6) **"مسجدِ بیت"** کی تفصیل (detail) **"دین کے مسائل" part : 2** ، **Topic number : 91** میں دیکھیں۔

www.farzuloom.net

1441،ماہنامہ فیضانِ مدینہ،اسلامی بہنوں کے مسائل،مُلخصاً)

{26} مسجدِ بیت میں میاں بیوی کا ایک ساتھ رہنا یا سر دبانا کیسا؟:

()اعتکاف کے دوران بیوی کا مسجدِ بیت میں اپنے شوہر کا سر دبانے کے لیے شوہر کو چھونا(touch کرنا) جائز ہے جبکہ بیوی کو شہوت(یعنی جنسی خواہش۔sexual desire)نہ ہو۔()ایک ہی بستر(bed) پر دونوں کو سونے سے بچنا چاہیے۔**یاد رہے کہ** جس طرح احرام[7] کی حالت میں جماع(خصوصی ملاقات) اور جماع کی طرف لے کر جانے والے کام حرام ہیں،اسی طرح اعتکاف میں بھی یہ کام حرام ہیں۔عُلَمائے کِرام نے ان کاموں کی مثالیں بھی بیان فرمائی ہیں:@ گلے ملنا@ شہوت کے ساتھ بوسہ لینا@ یا شہوت کے ساتھ چھونا @ مباشرتِ فاحشہ(یعنی بغیر کپڑے وغیرہ کے شرمگاہ سے شرمگاہ ٹکرانا)وغیر وغیرہ()اعتکاف میں شوہر ساتھ ہو تو چاہے دن ہو یا رات ہر حالت میں جماع(یعنی خصوصی ملاقات)اور اس کی طرف لے جانے والی باتوں سے اپنے آپ کو بچانا ضروری ہے، ورنہ بیوی گناہ گار ہوگی()اگر جماع(یعنی خصوصی ملاقات)ہوگئی تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا()بلکہ ایسے کام کیے جو جماع کی طرف لے جاتے ہیں،اس میں عورت کو اگر انزال ہو جائے(مخصوص مادہ نکل آیا)تب بھی اعتکاف ٹوٹ جائے گا()**ہاں!** اگر جماع کی طرف لے جانے والے کچھ کام کیے مگر نہ تو جماع کیا اور نہ ہی بیوی کو انزال ہوا تو اس سے اعتکاف نہیں ٹوٹے گا(مگر اعتکاف کی حالت میں عورت کا ان کاموں سے بچنے کی کوشش نہ کرنا اور خوشی سے شریک ہونا،گناہ ہے)۔(اپریل،2022،ماہنامہ فیضانِ مدینہ،اسلامی بہنوں کے مسائل،مُلخصاً)

{27} چار ماہ سے کم حمل(pregnancy)کے ضائع(waste)ہونے کے بعد آنے والے خون کا حکم:

چار مہینے یعنی120 دن ہونے سے پہلے ہی حمل(pregnancy)ضائع(waste)ہو جائے تو:

(۱)اگر معلوم ہو کہ جسم کا کوئی حصّہ جیسے انگلی یا بال یا ناخن وغیرہ بن چکا تھا،اس کے بعد حمل(pregnancy)

---

(7) **"احرام"** کی تفصیل(detail)کے لیے **Topic number : 191** دیکھیں۔

ضائع(waste)ہوا،تو آنے والا خون نفاس[8](یعنی بچّہ پیدا ہونے کے بعد آنے والے خون)ہو گا۔عورت نفاس کے شرعی مسائل پر عمل کرے گی،کیونکہ جسم کے حصّوں کی شکل وصورت چار(4)ماہ سے پہلے بننا شروع ہو جاتی ہے جبکہ روح چار(4)ماہ مکمل ہونے پر پھونکی جاتی ہے۔

(۲) اگر حمل چار مہینے یعنی 120 دن سے پہلے ضائع(waste)ہو جائے اور معلوم ہو کہ جسم کا کوئی حصّہ نہیں بنا تھا، تو آنے والا خون نفاس نہیں ہو گا۔

(۳) اگر حمل چار مہینے یعنی 120 دن سے پہلے ضائع(waste)ہو جائے اور معلوم نہ ہو کہ جسم کا کوئی حصّہ بن گیا تھا یا نہیں تو بھی آنے والا خون نفاس نہیں ہو گا۔

نوٹ: ان آخری دو(2)صورتوں میں: **(a)** خون اگر کم از کم تین دن رات یعنی 72 گھنٹے تک جاری رہا اور اس خون کے آنے سے پہلے عورت پندرہ دن پاک رہ چکی تھی، تو یہ خون حیض[9] کا ہو گا۔اس صورت(case)میں عورت حیض کے شرعی مسائل پر عمل کرے گی اور **(b)** خون اگر تین دن رات سے پہلے ہی بند ہو گیا یا **(c)** بند تو نہ ہوا لیکن اس خون کے آنے سے پہلے عورت پندرہ دن پاک نہیں رہی تھی، تو یہ خون استحاضہ[10] یعنی بیماری کا ہو گا، اس صورت میں عورت استحاضہ کے شرعی مسائل پر عمل کرے گی۔(مارچ،2022،ماہنامہ فیضانِ مدینہ،اسلامی بہنوں کے مسائل ، ملخصاً)

....

(8) **"نفاس"** کی تفصیل(detail) **"دین کے مسائل" part : 1 ، Topic number : 50** میں دیکھیں۔

(9) **"حیض"** کی تفصیل(detail) **"دین کے مسائل" part : 1 ، Topic number : 50** میں دیکھیں۔

(10) **"استحاضہ"** کی تفصیل(detail) کے لیے بھی **"دین کے مسائل" part : 1 ، Topic number : 50** کو دیکھیں۔

154 "خرید و فروخت(buying and selling)"

حضرت ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا کہتے ہیں:

کسی نے عرض کی، یَارَسُوْلَ اللّٰہ! (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) کونسا کسب (کمائی) زیادہ پاکیزہ ہے؟ فرمایا: آدمی کا اپنے ہاتھ سے کام کرنا اور اچھی خرید و فروخت کرنا (معجم اوسط، ج۱ص۵۸۱، حدیث: ۲۱۴۰)۔ عُلَمائے کِرام فرماتے ہیں: ایسی خرید و فروخت کہ جس میں خیانت اور دھوکا نہ ہو۔ (بہارِ شریعت، ج۲، ص۶۱۱، مُلخصاً)

واقعہ(incident): نبی عَلَیْہِ السَّلَام کیا کرتے تھے؟

امام بخاری رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ حدیث شریف کی سب سے اہم کتاب "بُخاری شریف" میں حضرت مِقْدَام بِنِ عدِی کَرِب رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ایک مرتبہ فرمایا: اُس کھانے سے بہتر کوئی کھانا نہیں جس کو کسی نے اپنے ہاتھوں سے کام کرکے حاصل کیا ہے اور بے شک اللہ کریم کے نبی (حضرتِ) داود عَلَیْہِ السَّلَام اپنی دَستکاری (یعنی ہاتھ کی کمائی) سے کھاتے تھے۔

(صحیح البخاري، کتاب البیوع، الحدیث: ۲۰۷۲، ج۲، ص۱۱)

خرید و فروخت کے آداب:

{1} حلال کمانے کے ضروری شرعی مسائل کا جاننا ہر کمانے والے مسلمان پر فرض ہے کیونکہ جو علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے، وہ علم وہی ہے کہ جس کی اُسے ضرورت ہو[11]۔ اور کام کاج کرنے والے کو جب کمانے کی ضرورت ہے (تو اس پر اس کا علم حاصل کرنا فرض ہوا) اور جب اسے یہ علم حاصل ہو گا تب ہی تو وہ مُعاملات (مثلاً کاروبار) کو خراب کرنے والی چیزوں کو جانے گا۔ جب وہ کاروبار کی خرابیوں کو جانے گا، تب ہی ان خرابیوں سے بچے گا اور جب کسی مسئلے میں اسے کوئی مشکل آئے گی تو وہ اس کے سبب (اس خرابی کے بارے) میں سوچے گا اور کسی علم والے سے سوال کرے گا۔ اگر کوئی شخص بنیادی (basic) یا ابتدائی مسائل ہی نہ جانتا ہو گا تو وہ

---

(11) "فرض علم" کی تفصیل (detail) کے لیے "دین کے مسائل" part : 3 ، Topic number : 101 دیکھیں۔

شخص کیسے اس خرابی کے بارے میں غور کرے گا؟ اور کیسے اس بارے میں (عُلَمائے کِرام سے) سوال کرے گا؟۔ (احیاءالعلوم مترجم، ج۲، ص۲۴۰، مُلخصاً)

{2} اگر کوئی یہ کہے کہ میں ابھی علم حاصل نہیں کرتا اور اس وقت تک رُکا رہتا ہوں جب تک میرے سامنے کوئی واقعہ (یا مسئلہ) نہ ہو جائے۔ جب کوئی پریشانی ہو گی تو علم حاصل کرلوں گا اور عالم صاحب سے مسئلہ پوچھ لونگا۔ تو ایسے شخص کو یہ **جواب** دیا جائے گا کہ جب تمہیں سودے کو خراب کرنے والی چیزوں کا بنیادی (ابتدائی) علم ہی نہیں ہو گا تو تمہیں خرابی کا کیسے پتا چلے گا؟ تمھیں یہ کیسے معلوم ہو گا کہ یہ کام غلط ہو رہا ہے یا صحیح؟ لہٰذا کاروبار کا اتنا علم سیکھنا ضروری ہے جس سے جائز و ناجائز اور مشکل مقامات کی سمجھ آئے۔ اسی وجہ سے مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ، امیرُ المؤمنین، حضرت عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کے بارے میں یہ بتایا جاتا کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ بازار میں تشریف لے جاتے اور بعض تاجروں (کاروباری حضرات) کو درّے (whip) مار کر فرماتے: ہمارے بازاروں میں وہی خرید و فروخت کرے جو تجارت (trade کے مسائل) جانتا ہے ورنہ چاہتے یا نہ چاہتے ہوئے، وہ سود کھائے گا۔ (احیاءالعلوم مترجم، ج۲، ص۲۴۱، ۲۴۰)

{3} تاجر (trader) ان سات (7) باتوں کا خیال رکھے:

(۱) نیّت اور سوچ کا اچھا ہونا: اچھی اچھی نیّتیں ہوں کہ حلال کماؤنگا، سوال (یعنی کسی سے مانگنے) سے بچونگا۔

(۲) فرضِ کفایہ پورا کرنے کی نیّت کرنا: اگر سب تجارت (trade) چھوڑ دیں تو معیشت (economy) تباہ ہو جائے گی اور لوگوں کے کام رُک جائیں، لہٰذا مسلمانوں کے لئے دنیاوی نظام اچھا اور آسان کرنے کی نیّت بھی کرے۔

نوٹ: "فرض عین" وہ فرض ہوتا ہے کہ جس جس پر فرض ہے، ہر ایک کو کرنا ہو گا جبکہ **"فرضِ کفایہ"** وہ فرض ہے کہ معاشرے (society) کے کچھ لوگوں نے کرلیا تو سب کی طرف سے وہ **"فرض"** پورا ہو گیا۔

(۳) دنیوی بازار میں آخرت اچھی کرنے والے کاموں سے نہ رُکنا: اللہ کریم فرماتا ہے، ترجمہ

(Translation): وہ مرد جن کو تجارت (trade) اور خرید و فروخت اللہ (کریم) کے ذکر اور نماز قائم کرنے اور زکوۃ دینے سے غافل نہیں کرتی۔ (پ۱۸، سورۃ النور، آیت ۳۷، ترجمہ کنز العرفان)

(۴) صرف صبح و شام ہی اللہ کریم کا ذکر نہ کرنا: بازاروں میں بھی اللہ کریم کا ذکر اور تسبیح کرتا رہے (مثلاً سُبْحٰنَ اللہ، اَلْحَمْدُلِلّٰہ کہنا، درود شریف پڑھنا وغیرہ) کیونکہ بازاروں میں بہت سے لوگ غافل ہوتے ہیں اور غافل لوگوں کے درمیان اللہ کریم کا ذکر کرنا افضل (یعنی زیادہ ثواب والا کام) ہے۔

(۵) بازار اور تجارت (trade) کی بہت زیادہ لالچ نہ ہونا: حضرت سلمان رَضِیَ اللہُ عَنْہ نے فرمایا: اگر تم سے ہو سکے تو بازار میں سب سے پہلے داخل ہونے والے اور سب سے آخر میں نکلنے والے نہ ہونا، کیونکہ یہ (بازار) شیطان کے فساد کرنے کی جگہ ہے اور یہیں وہ اپنا جھنڈا گاڑتا (یعنی لگاتا) ہے۔ (اتحاف السادۃ المتقین، ۶/۴۳۱، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

(۶) معاملات (یعنی کاروبار) کی نگرانی (supervision) کرنا: یہ دیکھنا کہ میں کاروبار صحیح طرح سے کر رہا ہوں یا نہیں؟ کیونکہ قیامت کے دن تاجر (trader) کو ہر اس شخص کے ساتھ کھڑا کیا جائے گا جس کو اس نے کوئی چیز بیچی ہو گی اور جتنے لوگوں سے اس نے لین دین (کاروبار) کیا ہو گا، ان کی تعداد (counting) کے برابر ہر ایک کے بارے میں اس سے حساب لیا (یعنی پوچھا) جائے گا۔

(۷) شبہات (شک) کی جگہوں سے دور رہنا: جب اس کے پاس کوئی ایسا سامان لایا جائے جس کے معاملے میں اسے شک ہو (کہ شاید یہ چوری کا ہے کیونکہ یہ بہت کم پیسوں میں ملا ہے، وغیرہ) تو اس بارے میں (عُلَمائے کِرام سے) سوال کرے، یہاں تک کہ اُسے پہچان ہو جائے (کہ یہ مال حلال ہے یا حرام)۔ (احیاء العلوم مترجم، ج۲، ص۳۲۲ تا ۳۴۰، ملخصاً)

(a) فرمانِ آخری نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: حلال واضح ہے اور حرام واضح ہے اور ان دونوں کے درمیان مُشْتَبِہ امور ہیں (کہ ان کا حلال و حرام ہونا، عام آدمی کو معلوم نہیں اور) جنہیں اکثر لوگ نہیں جانتے تو جو ان شُبُہات (شک میں ڈالنے والی چیزوں) سے بچا اس نے اپنی عزت اور دین کو بچا لیا اور جو شُبُہات (شک میں ڈالنے والی

www.farzuloom.net

باتوں) میں پڑ گیا وہ حرام میں پڑ گیا جیسے کوئی چرواہا(goat herder،اپنے جانور ممنوعہ)چراگاہ (جہاں جانور کا گھاس وغیرہ کھانا منع ہو)کے ارد گرد (sides میں)چراتا ہے تو قریب ہے کہ اس کے جانور ممنوعہ چراگاہ(مثلاً دوسرے کی جگہ)میں جاپڑیں گے۔(صحیح البخاری،کتاب الایمان،۱/۳۳،الحدیث:۵۲)

(b)یہ بات جانتے ہوئے (کہ یہ مال چوری کا ہے، پھر بھی) چوری کا مال خریدنا حرام ہے۔ اگر معلوم نہ ہو بلکہ مضبوط خیال(strong assumption) ہو (کہ یہ مال چوری کا ہے، جبھی تو اتنا سستا مل رہا ہے)تب بھی اس مال کا خریدنا حرام ہے مثلاً کوئی شخص عالم نہ ہو اور اس کے باپ دادا میں بھی کوئی عالم نہ تھا اور وہ شخص علمی(مثلاً عربی نئی پرانی) کتابیں بیچنے کو لایا(اور کسی کتاب گھر(book stall)میں کام بھی نہیں کرتا بلکہ) کہتا ہے کہ میں ان کتابوں کا مالک(owner)ہوں،تو اس طرح کی کتابیں خریدنے کی اجازت نہیں۔

(c) اگر مال چوری کا تھا مگر خریدنے والے کو نہ تو یہ بات معلوم تھی اور نہ ہی کوئی واضح قرینہ تھا(یعنی ایسی صورتِ حال نہ تھی کہ دیکھ کر یہ کہا جاسکے کہ یہ سامان اس شخص کا نہیں ہے، جیسے بے علم کا اپنی عربی کتابیں بیچنا) تو خریداری کرنے والا(buyer) گناہ گار نہیں ہے۔ اگر بعد میں یقینی طور پر(by surety)پتا چل جائے کہ یہ مال چوری کا تھا تو اب اس مال کا استعمال کرنا حرام ہے اور حکم ہے کہ مالک کو واپس کر دے، اگر مالک (زندہ)نہ ہو تو اس کے وارثوں(یعنی وہ لوگ جو مرنے والے کے بعد، اُس کے مال کے مالک(owner)بن جاتے ہیں) کو دے دے، اور ان(وارثوں)کا بھی پتا نہ چل سکے تو(اب) فقیروں کو(دے دے)۔

(فتاوی رضویہ ج۱۷،ص۱۶۷،ملخصاً)

(d)**ہاں!** خریدنے والے پر یہ لازم نہیں ہے کہ بیچنے والے(seller)سے پوچھے کہ یہ مال حلال ہے یا حرام۔ اگر بیچنے والے کے بارے میں معلوم ہے کہ وہ حلال و حرام، ہر طرح کا مال بیچتا ہے مثلاً چوری وغیرہ کا مال(چور سے خرید کر) بھی بیچتا ہے تو احتیاط یہ ہے کہ اس سے پوچھ لے۔ اب حلال ہو تو خریدے ورنہ خریدنا، جائز نہیں(بہار شریعت ح۱۱،ص۷۱۹،مسئلہ ۹۳،ملخصاً)۔ فرمانِ مُصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: جس نے چوری کے مال کو جاننے کے باوجود(ایسا مال)خریدا تو وہ (خریدار۔buyer)اس(بیچنے والے)کے عیب اور گناہ میں شریک (partner)ہو گیا۔

www.farzuloom.net

(شعب الایمان، الحدیث: ۵۵۰۰، ج۴، ص۳۸۹)

{4} تاجر (trader) ان چیزوں کا بھی خیال رکھیں:

(۱) اللہ کریم فرماتا ہے، ترجمہ (Translation): اے ایمان والو! ہماری دی ہوئی ستھری چیزیں کھاؤ اور اللہ کا شکر ادا کرو اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو (پ۲، سورۃ البقرہ، آیت ۱۷۲، ترجمہ کنزالعرفان)۔ عُلَمائے کِرام فرماتے ہیں: حرام چیزیں نہ کھاؤ، حرام ذریعے (source) سے حاصل کرکے نہ کھاؤ، کھا کر غافل نہ ہو جاؤ، یہ چیزیں تمہیں اللہ کریم کی اطاعت (یعنی فرمانبرداری۔obedience) سے دور نہ کر دیں، کھا پی کر اللہ کریم کا شکر ادا کرو۔

(صراط الجنان ج۱، ص۲۷۲، مُلخصاً)

(۲) فرمانِ آخری نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: جس نے ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں۔

(جامع الترمذی، الحدیث: ۱۳۱۵، ص۱۷۸۴)

(۳) ایک مرتبہ ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ایک اناج (grain) کے ڈھیر کے پاس سے گزرے، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اس میں اپنا ہاتھ ڈالا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی انگلیاں گیلی ہو گئیں۔ ارشاد فرمایا: اے اناج والے! یہ کیا ہے؟ اس نے عرض کی (یعنی کہنے لگا): یَارَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ! اس پر بارش ہوئی تھی۔ تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: تم نے بھیگے ہوئے (گیلے) اناج کو اُوپر کیوں نہ رکھا کہ لوگ دیکھ لیتے، جس نے ہمیں دھوکا دیا وہ ہم میں سے نہیں۔ (صحیح مسلم، کتاب الایمان، الحدیث: ۲۸۴، ص۶۹۵)

(۴) فرمانِ مُصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: کوئی شخص اپنے بھائی کی بیع پر بیع (سودے پر سودا) نہ کرے اور اُس کے پیغام پر پیغام نہ دے، مگر اُس صورت میں کہ اُس نے اجازت دیدی ہو (صحیح مسلم، الحدیث: ۸۔(۱۴۱۲)، ص۸۱۴)۔ عُلَمائے کِرام فرماتے ہیں: یہ دونوں باتیں، اس وقت منع ہیں کہ جب خریدنے اور بیچنے والے ایک قیمت (price) پر راضی (agree) ہو چکے ہوں، ایسے ہی لڑکے لڑکی والے نکاح کرنے پر راضی ہو چکے ہوں کہ اس صورت میں اس کی قیمت (price) بڑھا دینے یا کسی تیسرے کی طرف سے نکاح کا پیغام دینے میں خریدنے والے، پیغام دینے والے کا نقصان ہو گا (**ہاں!** اگر خریدنے والا یا پیغام دینے والا اجازت دیدے تو اب تیسرے کا قیمت لگانا یا

نکاح کا پیغام دینا درست ہے()اسی طرح اگر ابھی صرف کچی پکی بات ہی ہوئی تھی، دونوں فریق(مثلاً خریدنے اور بیچنے والے) مکمل راضی (agree)نہ ہوئے تھے تو اب تیسرا شخص قیمت بڑھا سکتا ہے۔

(مراۃ جلد۴، ص۴۵۲سوفٹ ویئر،ملخصاً)

(۵) حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: جس نے حرام مال سے حج کیا اور لَبَّیْک (یعنی میں حاضر ہوں) کہا تو اللہ کریم فرماتا ہے: تیری کوئی لَبَّیْک نہیں، نہ ہی سَعْدَیْک (یعنی میں فرمانبردار (obedient)ہوں کہا تو یہ کہنا بھی قبول(accept) نہیں) ہے اور تیرا حج تجھ پر لوٹا دیا(یعنی واپس کر دیا) گیا۔

(کنزالعمال، کتاب الحج والعمرۃ،، الحدیث:۱۱۸۹۶، ج۵، ص۱۲)

(۶) فرمانِ نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: چار آدمی ایسے ہیں جن پر اللہ کریم غضب فرمائے گا، (ایک) جھوٹی قسمیں کھا کر (سامان) بیچنے والا (دوسرا) تکبر کرنے والا فقیر (تیسرا) بوڑھا زانی اور (چوتھا) ظالم حکمران۔

(سنن النسائی، کتاب الزکاۃ، الحدیث:۲۵۷۷، ص۲۲۵۴)

(۷) پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: جو مسلمان عہد شکنی اور وعدہ خلافی کرے، اس پر اللہ کریم، فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے اور اس کا نہ کوئی فرض قبول ہو گا نہ نفل۔(بخاری، کتاب الجزیۃ والموادعۃ، ج۲، ص۳۷۰، حدیث۳۱۷۹)

()عہد (وعدے) کی پاسداری (یعنی پورا) کرنا ہر مسلمان پر لازم ہے اور غدر کرنا (یعنی وعدہ توڑنا) حرام اور جہنّم میں لے جانے والا کام ہے۔(الحدیقۃ الندیۃ، الخلق الحادی والعشرون، ص۶۵۲)

{5}(۱) حرام طریقے مثلاً بغیر شرعی اجازت بھیک مانگ کر پیسے کمانا، بہت سخت جرم ہے۔ رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: کوئی شخص میرے پاس حاضر ہو کر سوال کرتا ہے تو میں اسے کچھ عطا فرماتا ہوں وہ اسے لے کر چلا جاتا ہے حالانکہ وہ اپنی جھولی میں آگ ہی لے کر جاتا ہے۔(الترغیب والترہیب، الحدیث:۱۲۵۱، ج۱، ص۴۰۱)

(۲) مسجد میں سوال کرنا حرام ہے اور اس سائل کو دینا بھی منع ہے۔(بہارِ شریعت ج۱، ح۳، ص۶۴۷، مسئلہ ۲۱)

www.farzuloom.net

(۳) امام اسمٰعیل زاہد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا جو مسجد کے سائل کو ایک پیسہ دے اسے چاہئے کہ ستر (70) پیسے (مسجد سے باہر شرعی فقیر کو) اللہ کریم کے نام پر اور دے دے تاکہ اس (طرح مسجد میں دینے والے) پیسے کا کفّارہ ہو جائے۔

(۴) اگر کسی دوسرے کے لئے (مسجد میں) مانگا، یا چاہے مسجد کے لیے یا کسی اور دینی ضرورت کے لئے چندہ کیا تو یہ جائز بلکہ سنّت سے ثابت ہے۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۱۶، صفحہ ۴۱۸، مُلخصاً)

(۵) عُلَمائے کِرام نے یہاں تک فرمایا کہ حرام کا مال فقیر کو دے کر ثواب کی اُمید رکھنا کفر ہے۔

(۶) اگر فقیر کو معلوم ہو کہ اس (دینے والے) نے حرام کا مال دیا ہے پھر بھی اس (دینے والے) کے لئے دعا کرے اور وہ (بھیک دینے والا) آمِیْن کہے تو دونوں نئے سرے سے (دوبارہ) کلمہ اسلام پڑھیں اور تجدید نکاح کریں (یعنی نکاح بھی دوبارہ کریں)۔ (فتاوی رضویہ، ص ۱۲۷، جلد ۱۷، صفحہ ۳۵۲، مُلخصاً)

{6} امامِ اہلسنّت، اعلیٰ حضرت، پیر طریقت، حضرت علّامہ مولانا، امام **احمد رضا خان** قادِری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: بلاوجہ شرعی کسی مسلمان کے رزق میں خلل اندازی (یعنی رُکاوٹ پیدا کرنا) بہت سخت بے جا اور بلاوجہ ایذا (تکلیف پہچانا) ہے اور ایسوں کو خوف نہیں آتا (یعنی ڈر نہیں لگتا) کہ وہ کسی مسلمان کے رزق میں بلاوجہ خلل (فرق) ڈالیں، اللہ قادر مطلق (یعنی ہر طرح سے قدرت اور طاقت رکھتا ہے کہ) ان کی روزی میں خلل ڈالے (یعنی روک دے)، ان کا رزق تنگ (یعنی کم) کر دے (فتاوی رضویہ، جلد ۶، صفحہ ۵۳۸)۔ رَسُوْلُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فرماتے ہیں: کَمَا تَدِیْنُ تُدَانُ (ترجمہ: جیسا تو اوروں کے ساتھ کرے گا ویسا ہی تیرے ساتھ کیا جائے گا، مصنف عبد الرزاق، کتاب الجامع، باب الاعتیاب والشتم، ۱۰/۱۸۹، حدیث: ۲۰۴۳۰)۔ عُلَمائے کِرام فرماتے ہیں: یعنی جیسا تم کام کروگے ویسا تمہیں اس کا بدلہ ملے گا، جو تم کسی کے ساتھ کروگے وہی تمہارے ساتھ ہوگا۔ (التیسیر، ۲/۲۲۲)

{7} گاہک کو سودا (بیچنے کا سامان) دکھاتے وقت تاجر (trader) کا اس غرض (وجہ) سے دُرود شریف پڑھنا یا سُبْحَانَ اللہ کہنا کہ اس چیز کی عمدگی (خوبی / اچھائی) خریدار (buyer) پر ظاہر کرے، (اس لیے اللہ کریم کا

ذکر کرنا)ناجائز ہے۔یوہیں کسی بڑے(مثلاً بزرگ)کو دیکھ کر دُرود شریف پڑھنا،اس نیّت سے کہ لوگوں کو ان کے آنے کی خبر(اطلاع)ہو جائے،ان کی تعظیم(respect)کو اُٹھیں اور جگہ چھوڑ دیں،(اس لیے اللہ کریم کا ذکر کرنا بھی)ناجائز ہے۔(بہارِ شریعت ج۱،ح۳،ص۵۳۳،مسئلہ ۱۱۵)

{8} جب تک خرید و فروخت(trade)کے(شرعی)مسائل معلوم نہ ہوں کہ کون سی بیع(تجارت۔trade) جائز ہے اور کون(سی)ناجائز(ہے)،اس وقت تک تجارت(trade)نہ کرے(بہار شریعت ح۱۶،ص۴۷۸،مسئلہ ۱)۔ جو تجارت(trade)کرنا چاہتا ہے،اس پر فرض ہے کہ تجارت(trade)کے مسائل سیکھے[12]۔

{9} تاجر(trader)اپنی تجارت(trade)میں اس طرح مشغول(مصروف)نہ ہو کہ فرائض(مثلاً فرض نمازیں)فوت ہو جائیں،بلکہ جب نماز کا وقت آجائے تو تجارت(trade)چھوڑ کر نماز کو چلا جائے۔

(بہار شریعت ح۱۶،ص۴۸۰،مسئلہ ۷،ملخصاً)

{10} تجارت(trade)کے ساتھ عام طور پر زکوۃ لازم ہو جاتی ہے،لہٰذا تاجر(trader)کو زکوۃ کے مسائل سیکھنا بھی ضروری ہے۔[13]

خرید و فروخت(buying and selling)کے دینی مسائل:

{1} شریعت(دینِ اسلام)میں بیع(تجارت۔trade)کا مطلب یہ ہے کہ(کم از کم)دو شخصوں کا آپس میں ایک دوسرے کے مال کو ایک مخصوص صورت(specific condition)کے ساتھ لینا دینا۔"بیع"(یعنی تجارت۔trade)کبھی قول(کسی بات)سے ہو جاتی ہے اور کبھی فعل(کوئی کام کرنے)سے(ہوتی ہے)۔

{2} اگر"قول"(یعنی بات)سے تجارت(trade)مکمل ہو تو اس کے ارکان(لازم چیزیں)دو ہیں:(۱)ایجاب (offer)اور(۲)قبول(accept):

---

(12)"فرض اور ضروری علم"کے بارے میں جاننے کے لیے Topic number : 101,102 پڑھیں۔

(13)"زکوۃ"وغیرہ کے بارے میں جاننے کے لیے Topic number : 127 دیکھیں۔

www.farzuloom.net

()سودے میں پہلی بات "ایجاب" اور دوسرے کا "ہاں" کرنا "قبول" ہے۔ مثلاً پہلے نے کہا: میں نے اتنے میں بیچا، یا کہا: میں نے اتنے میں خریدا، تو یہ "ایجاب" اور دوسرے کا "ہاں" کہنا "قبول" ہے۔

مثال کے طور پر ایک شخص نے کہا: میں نے اپنا یہ سامان ہزار (1000) روپے میں بیچا تو دوسرے نے کہا: میں نے اسے خریدا، اس طرح یہ "تجارت" (trade) مکمل ہو گئی۔

{3} "ایجاب" (offer) اور "قبول" (accept) کے الفاظ فارسی، اُردو وغیرہ ہر زبان کے ہو سکتے ہیں۔

()ان دونوں (یعنی "ایجاب" اور "قبول") کے الفاظ ماضی (past) میں ہوں، جیسے: میں نے خریدا، میں نے بیچا

()یا دونوں الفاظ حال (present) ہوں، جیسے: میں خریدتا ہوں، یا میں بیچتا ہوں ()یا ایک جملہ ماضی (past) اور دوسرا (2nd) حال (present) کا ہو مثلاً ایک نے کہا: میں بیچتا ہوں تو دوسرے نے کہا: میں نے خرید لیا۔

()مستقبل (future) کے الفاظ سے "بیع" (تجارت) نہیں ہو سکتی، چاہے دونوں جملے مستقبل (future) کے ہوں، یا ایک جملہ مستقبل (future) کا ہو، جیسے: میں تم سے (یہ سامان، اتنے روپے میں) خریدونگا، یا میں تمہیں بعد میں بیچوں گا۔ ایسے جملوں سے "بیع" (تجارت) لازم نہیں ہوتی کیونکہ یہ الفاظ بیچنے یا خریدنے کی نیّت (intention) ہے مگر اس سے فی الحال (ابھی) سودا نہیں ہوا۔

{4} اگر تجارت (trade) "فعل" (یعنی کسی کام) کے ساتھ مکمل ہو تو ایک شخص کا سامان لے لینا اور دوسرے کا دے دینا کافی (enough) ہے یعنی اس طرح بھی "بیع" (یعنی تجارت) صحیح ہو جائے گی اور ان دونوں کا یہ لینا، دینا ایسا ہی ہے کہ ایک نے کہا کہ "میں نے بیچا" اور دوسرے نے کہا کہ "میں نے خریدا"۔ مثلاً سبزی بیچنے والے نے دھنیے (coriander) کی گڈیاں بنا کر رکھی ہیں اور سب کو معلوم ہے کہ بیس (20) روپے کی گڈی ہے۔ ایک شخص آیا اور بیس (20) روپے سبزی والے کے بالکل سامنے رکھ کر ایک گڈی اٹھا کر چلا گیا (اور سبزی والے نے وہ پیسے لے لیے)۔ دونوں میں سے کسی شخص نے کچھ بھی بات نہیں کی لیکن پھر بھی یہ "بیع" (یعنی تجارت۔trade) صحیح ہو گئی۔ اس طرح کی تجارت (trade) کو "بیع تَعَاطِی" کہتے ہیں۔ ہر طرح کی "بیع" میں بیچنے والے (seller) کو "بائع" اور خریدنے والے (buyer) کو "مُشتَرِی" کہتے ہیں۔

خرید و فروخت(buying and selling) کی شرطیں(preconditions):

خرید و فروخت(trade) صحیح ہونے کی کچھ شرطیں(preconditions)ہیں:

{1}خریدنے والے(buyer)اور بیچنے والے(seller)کا "عاقل" ہونا یعنی پاگل یا بالکل ناسمجھ بچہ نہ ہونا لازم ہے کیونکہ ان کا "تجارت"(trade)کرنا صحیح نہیں ہے۔

{2}خریدنے اور بیچنے والے، دونوں الگ الگ آدمی ہوں یعنی یہ نہیں ہو سکتا ہے کہ خود ہی بیچے اور خود ہی خریدے، مثلاً ایک شخص نے دوسرے کو ایک چیز بیچنے کے لیے دی اور اس نے وہ چیز پہلے شخص سے لے لی، اب چیز لینے کے بعد اس(چیز)کو بیچنے کی جگہ خود ہی خرید لیا تو اس صورت(condition)میں یہ دوسرا شخص، پہلے شخص کی چیز بیچنے والا(بائع)اور خود ہی خریدنے والا(خریدار)بن گیا جو کہ درست طریقہ نہیں ہے اور اس سے "بیع" بھی صحیح نہیں ہوئی۔

ہاں! باپ اپنے نابالغ بچّے یا نابالغہ بچّی کے مال کو خرید سکتا ہے یعنی ان کی طرف سے(مارکیٹ ریٹ۔ market rate پر)بیچے گا اور خود خرید لے گا، تو یہ(خریدنا اور بیچنا)درست ہے۔

اسی طرح جسے میّت نے(مرنے سے پہلے، یتیم)بچّے کے مال وغیرہ کی دیکھ بھال کی وصیّت کی ہو(یعنی "وصی")، تو ایسا شخص بھی اس یتیم بچے کا مال خود خرید سکتا ہے لیکن اس طرح خریدنے، بیچنے میں یہ شرط(precondition)ہے کہ اس خریداری میں یتیم کا واضح(کُھلا ہوا، صاف صاف)فائدہ(profit)ہو۔

مزید ایک ہی شخص کو بیچنے اور خریدنے والوں نے اپنا قاصد(نمایندہ۔deputy)بنالیا یعنی ایک نے کہا کہ میرا یہ سامان بیچ دو تو دوسرے نے اُسی شخص کو کہا کہ میرے لیے ایسا سامان خرید لو۔ اب یہ شخص دونوں کی طرف سے خود ہی خرید و فروخت کر سکتا ہے کہ وہ(تیسرا)شخص، پہلے شخص کی طرف سے بیچ دے اور دوسرے شخص کی طرف سے خرید لے۔

{3} "ایجاب" اور "قبول" کا ایک ہی "مجلس"[14] (جگہ) میں ہونا بھی "بیع" کی شرط (precondition) ہے۔

نوٹ: سودے (تجارت۔trade) میں پہلی بات "ایجاب" اور دوسرے کا "ہاں" کرنا "قبول" ہے۔ مثلاً پہلے نے کہا: میں نے اتنے میں بیچا، یا کہا: میں نے اتنے میں خریدا، تو یہ "ایجاب" اور دوسرے کا "ہاں" کہنا "قبول" ہے۔

{4} "ایجاب" (offer) اور "قبول" (accept) ایک ہی بات پر ہو یعنی جو چیز، جس صورت (condition) میں ایک شخص نے بیچی، دوسرا بھی اسی صورت میں وہ چیز لینے پر راضی (agree) ہو۔ اگر "ایجاب" (offer) کسی اور بات پر ہو اور "قبول" (accept) کسی دوسری چیز پر ہو تو اس طرح "بیع" (trade) صحیح نہیں مثلاً بیچنے والے نے کہا کہ میں نے ایک درجن (12) کیلے، ایک سو بیس (120) روپے میں بیچے لیکن خریدار (buyer)

---

(14) بہارِ شریعت میں ہے: ()دو ایک لقمے کھانے ()دو ایک گھونٹ پینے ()کھڑے ہو جانے ()دو ایک قدم چلنے ()سلام کا جواب دینے ()دو ایک باتیں کرنے سے "مجلس" نہ بدلے گی، اسی طرح ()کشتی میں ہے اور کشتی چل رہی ہے، "مجلس" نہ بدلے گی اور ریل (train) کا بھی یہی حکم ہونا چاہیے ()مکان (گھر) کے ایک کونے (side) سے دوسرے کی طرف چلے جانے سے "مجلس" نہ بدلے گی۔ ()**ہاں!** اگر مکان بڑا ہے جیسے شاہی (بادشاہ کا) محل تو ایسے مکان میں ایک کونے سے دوسرے کونے کی طرف جانے سے "مجلس" بدل جائے گی ()جانور پر سوار ہونے اور اس کے چلنے ()تین لقمے کھانے ()تین گھونٹ پینے ()تین کلمے بولنے ()تین قدم میدان میں چلنے ()نکاح یا خرید و فروخت کرنے، لیٹ کر سو جانے سے "مجلس" بدل جائے گی ()نہر یا حوض میں تیرنے ()درخت کی ایک شاخ سے دوسری پر جانے ()ہل جوتنے (زمین کو جانور یا ٹرک کے ذریعے، اس قابل کرنا کہ اُس میں کاشت۔farming ہو سکے) ()چکی (آٹا پیسنے کی پرانی مشین) کے بیل کے پیچھے پھرنے ()عورت کے بچے کو دُودھ پلانے سے بھی "مجلس" بدل جاتی ہے۔ (بہارِ شریعت ج۱، ح۴، ص۷۳۵، مسئلہ ۴۶، ۴۸، ملخصاً)

www.farzuloom.net

نے کہا کہ میں نے دو(2) کیلے، بیس(20) روپے میں خریدے تو یہ سودا(trade) درست نہیں() یا خریدنے والے نے کہا کہ میں نے (ایک سو بیس میں نہیں بلکہ) سو (100) روپے میں خریدا تو بھی "بیع" درست نہیں ہوئی۔ **ہاں!** اگر بیچنے والے نے یہ باتیں مان لیں(agree ہو گیا) تو اب یہ تجارت(trade) صحیح ہو گئی۔

{5} ہر شخص، دوسرے شخص کی بات سن لے۔ خریدار (buyer) نے کہا: میں نے خریدا، مگر بیچنے والے (seller) نے نہیں سُنا تو بیع (تجارت(trade)، مکمل) نہ ہوئی۔ **ہاں!** اگر مجلس والوں (وہاں موجود لوگوں) نے خریدار کی بات سُن لی لیکن بیچنے والا کہتا ہے کہ میں نے نہیں سُنی تھی تب بھی قضاءً (شرعی فیصلے کے مطابق) خریدار کی بات مانی جائے گی، بیچنے والے کے نہ سُننے کا اعتبار (لحاظ / خیال) نہ کیا جائے گا۔

{6} "مَبِیْع" (جس چیز کو بیچا جارہا ہے، اُس) کا وہاں پر موجود ہونا، تجارت(trade) درست ہونے کی شرط (precondition) ہے() اسی طرح مال کا "مُتَقَوِّم" ہونا یعنی جس چیز کو بیچا جارہا ہے، اسکا ایسا ہونا کہ اُس سے فائدہ اُٹھایا جاسکے() مزید اس مال کا "مَمْلُوْك" ہونا، یعنی یہ بھی شرط ہے کہ بیچنے والا، اُس مال کا مالک ہو() اور اس مال کا "مَقْدُوْرُ التَّسْلِیْم" ہونا یعنی یہ بھی شرط (precondition) ہے کہ وہ مال کسی اور کو دیا بھی جاسکتا ہو۔

تفصیل (detail):

() اگر بیچنے والا (seller)، اپنی طرف سے اُس چیز کو بیچ رہا ہے (کسی دوسرے کا مال نہیں بیچ رہا) تو ضروری ہے کہ بیچنے والا اُس چیز کا مالک (owner) ہو() جو چیز موجود ہی نہ ہو بلکہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ چیز وجود میں ہی نہ آئے (پائی ہی نہ جائے، بنے ہی نہیں) تو اُس کی تجارت(trade) نہیں ہو سکتی مثلاً تھن (animal udder) میں جو دودھ ہے اُس کی "بیع" (trade) ناجائز ہے کہ ہو سکتا ہے کہ جانور کے تھن میں دودھ ہی نہ ہو() پھل ظاہر ہونے (بننے، نظر آنے) سے پہلے بیچ نہیں سکتے() مُردار (مثلاً مرے ہوئے جانور) کی "بیع" نہیں ہو سکتی کہ یہ (مسلمانوں کے نزدیک) مال ہی نہیں ہے (اور اس کے گوشت سے فائدہ بھی نہیں اُٹھایا جاسکتا)() اسی طرح مسلمان شراب یا خِنزیر (سور۔pig) کی خرید و فروخت نہیں کر سکتا کیونکہ یہ مسلمان کے لیے مالِ مُتَقَوِّم نہیں یعنی مسلمان اس سے فائدہ نہیں اُٹھا سکتا() زمین میں جو گھاس لگی ہوئی ہے، شرعی حکم کے مطابق اُسے خریدا یا

بیچا نہیں جاسکتا چاہے بیچنے والا، گھاس والی زمین کا مالک ہو (کیونکہ جب تک وہ اسے کاٹ کر قبضہ نہ کرلے (اپنے پاس نہ لے لے) زمین والا بھی اس گھاس کا مالک نہیں بنے گا، شریعت (دینِ اسلام) نے زمین پر لگی ہوئی گھاس سے دوسروں کو فائدہ اُٹھانے کی اجازت دی ہے)() اسی طرح نہر یا کنویں کا پانی، جنگل کی لکڑی اور شکار جب تک قبضے میں نہ آجائیں، ان کو بھی نہیں بیچ سکتا۔

{7} بیع مُوَقَّت نہ ہو، مثلاً اتنے دنوں کے لیے بیچا تو یہ "بیع" (تجارت۔trade) صحیح نہیں۔

{8} "مَبِیْع" (جس چیز کو بیچا جارہا ہو) اور "ثمن" (جس چیز کے بدلے میں خریداری ہو، مثلاً پیسے) دونوں اس طرح معلوم ہوں کہ جھگڑا پیدا نہ ہوسکے۔ اگر مجہول ہوں (یعنی صحیح طرح معلوم نہ ہوں) کہ اس نامعلوم چیز کے سامنے آنے پر لڑائی ہوسکتی ہو (کہ خریدار کہے یہ تو وہ چیز نہیں ہے جو بتائی گئی تھی) تو اس طرح کی تجارت (trade) صحیح نہیں مثلاً اس ریوڑ (بہت سی بکریوں) میں سے ایک بکری بیچی، یا () یہ کہہ کر بیچا کہ اس چیز کو واجبی دام (مثلاً مناسب قیمت۔reasonable price پر بیچا، یا جو قیمت اس کی ہونی چاہیے، اُس) پر بیچا یا، یا () یہ کہا کہ اس چیز کی قیمت (price) وہ ہے کہ جو فلاں شخص بتائے (تو ایسی تجارت (trade) بھی صحیح نہیں ہے)۔

{9} ایک برتن کے بارے میں یہ معلوم نہیں ہے کہ اس میں کتنی مقدار (quantity) آتی ہے یعنی اس میں کتنا غلّہ (اناج مثلاً گندم۔wheat) آتا ہے، یا () کوئی پتھر ہے مگر اس کا وزن معلوم نہیں ہے تب بھی ان چیزوں کے وزن سے "بیع" (سودا) کرنا جائز ہے۔

() مثلاً خریدار نے کہا: اس برتن سے چار برتن گیہوں (گندم) ایک ہزار روپے میں دے دو، یا () اس پتھر کے وزن برابر فلاں چیز ایک ہزار روپیہ میں دے دو۔ **یاد رہے!** اس طرح کی تجارت میں شرط یہ ہے کہ ناپنے (measure کرنے) یا وزن (weight) کرنے میں زیادہ وقت نہ گزرا ہو کیونکہ زیادہ وقت گزرنے کی وجہ سے ہوسکتا ہے کہ برتن یا پتھر گم ہو جائے () اسی طرح برتن سمٹنے والا یا پھیلنے والا نہ ہو، بلکہ لکڑی یا لوہے کا ہو کیونکہ سمٹنے اور پھیلنے والے برتن کے وزن کے برابر "بیع" (سودا) کرنا جائز نہیں ہے، جیسے: زنبیل (کھجور کے پتوں

www.farzuloom.net

سے بنے ہوئے ٹوکرے) کے وزن سے بیچنا۔ **ہاں!** پانی کی مشک (water sink) چاہے سمٹنے پھیلنے والی ہو، اتنی مقدار (quantity) میں پانی خریدنا یا بیچنا، لوگوں کی عادت کی وجہ سے جائز ہے۔

(بہار شریعت ح ۱۱، ص ۶۲۹، مسئلہ ۴۹، ملخصاً)

خرید و فروخت (buying and selling) کا حکم اور کچھ شرعی مسائل:

{1} تجارت (trade) صحیح ہو جانے کا شرعی حکم یہ ہے کہ خریدار (buyer)، بیچے جانے والے سامان کا اور بیچنے والا (seller)، اُس مال کا مالک ہو جاتا جس کے بدلے میں سامان بیچا گیا، لہٰذا بیچنے والے پر واجب (اور لازم) ہے کہ سامان خریدار کو دے اور خریدار پر واجب (اور لازم ہے) کہ بیچنے والے کو "ثمن" (جس چیز کے بدلے میں خریداری ہو، مثلاً پیسے) دیدے۔ یہ شرعی حکم اُس وقت ہے کہ جب تجارت (trade) مکمل ہو گئی ہو () اگر بیع مَوقُوف ہے مثلاً خریدار نے کہا: فلاں (تیسرا) شخص مجھے اجازت دے گا تو میں نے خریدی۔ اس صورت (case) میں یہ (سامان اور پیسے وغیرہ کے مالک ہونے کا) حکم اس وقت ہو گا کہ جب وہ تیسرا شخص، سامان خریدنے کی اجازت دے دے۔

{2} "ہزل" (مذاق) کے طور پر خرید و فروخت اس طرح کی کہ واضح طور پر (clearly) ہزل (مذاق کرنے) کا لفظ بول دیا (یعنی ہم مذاق کر رہے ہیں)، یا () پہلے سے آپس میں طے (fixed) کر لیا کہ مذاق میں اس چیز کو بیچیں گے اور خرید و فروخت کے الفاظ، اپنی خوشی سے بولنے کے بعد بھی اسی بات پر قائم رہے کہ ہم نے مذاق کیا ہے تو اسے ہزل (مذاق) ہی کہیں گے اور اس طرح کرنے سے "بیع" تجارت (trade) نہ ہوئی۔

() **ہاں!** اگر سودا کرتے ہوئے نہ تو "ہزل" کا لفظ بولا اور نہ ہی پہلے سے آپس میں طے (fixed) کیا کہ مذاق کریں گے تو قرینے (صورتِ حال۔ condition یا ڈرامائی انداز) کی وجہ سے اس سودے کو "ہزل" (مذاق) نہیں کہہ سکتے بلکہ یہ "بیع" (trade) صحیح مانی جائے گی۔

()**یاد رہے!** کہ "بیع ہزل"، "بیع فاسد"[15] (یعنی خراب تجارت ہوتی) ہے (بہار شریعت ح ۱۱، ص ۶۱۷، مسئلہ ۳، مُلخصاً۔ اس فساد (خرابی) کو ختم کرنے کے لئے قبضے (یعنی سودے کا سامان اپنے پاس لینے) سے پہلے یا قبضے کے بعد جب تک سامان خریدار (مُشتَری) کے پاس پہلی حالت میں موجود ہو، (اس) "بیع" (سودے) کو ختم کرنا ہر ایک پر واجب ہے۔ (فتاوی رضویہ، جلد ۱۷، ص ۵۶۷، مُلخصاً)

{3} کسی شخص کو مال بیچنے پر مجبور کیا گیا یعنی اگر وہ نہیں بیچے گا تو اُسے قتل کر دینے یا اُس کے جسم کا کوئی حصّہ کاٹ دینے کی ایسی دھمکی (threat) دی گئی ہو کہ جس کے بارے میں مضبوط خیال (strong assumption) ہو گیا کہ اگر دھمکی دینے والے کی بات نہ مانی تو وہ جو بول رہا ہے، ویسا کر دے گا۔ اب اُس شخص کے ڈر سے مال بیچ دیا تو یہ بھی "بیع فاسد" اور "موقوف" ہے یعنی جب اُس شخص کا ڈر ختم ہو گیا (مثلاً وہ چلا گیا) تو اب بیچنے والے (بائع) کی مرضی پر ہے کہ وہ اسے بیچے یا نہ بیچے۔ اب اگر اُس نے اجازت دیدی تو بیع (تجارت۔trade) جائز ہو جائے گی۔

{4} ایک نے دوسرے کو دور سے کہا: میں نے یہ چیز تمہارے ہاتھ اتنے روپے میں بیچی تو دوسرے نے جواب میں کہا: میں نے خریدی۔ اگر دونوں اتنے دور نہیں ہیں کہ ایک دوسرے کی آوازیں سُننے میں کوئی شک ہو تو "بیع" درست ہو گئی () اگر دوری زیادہ ہو کہ آوازیں سُننے میں شک ہوتا ہو تو اب تجارت (trade) درست نہیں ہوئی۔

{5} تاجر (trader) نے کہا: اس (چیز) کو میں نے تیرے ہاتھ (اتنے روپے میں) بیچا تو سامنے والے نے اُس (کھانے کی چیز) کو کھانا شروع کر دیا، یا () جانور تھا اُس پر سوار ہو گیا، یا () کپڑے تھے اُسے پہن لیا تو "بیع" ہو گئی یعنی یہ کام کرنا ایسا ہے کہ جیسے سامنے والے نے اس "بیع" کو قبول کر لیا ہو۔

()اسی طرح ایک شخص نے دوسرے سے کہا: اس چیز کو کھالو اور اس کے بدلے (exchange) میں میرا ایک

---

(15) **"بیع فاسد"** کی تفصیل (detail) کے لیے **Topic number : 155** دیکھیں۔

روپیہ تم پر لازم ہو گا، اس نے کھالیا تو یہ "بیع" درست ہو گئی اور کھانا حلال ہو گیا۔

{6} جس مجلس (جگہ) میں ایجاب (offer) ہوا، اگر قبول (accept) کرنے والا اس مجلس سے غائب (موجود نہ) ہو تو ایجاب بالکل باطل (ختم) ہو جاتا ہے۔ یعنی ایسا نہیں ہو سکتا کہ ایک شخص نے اپنی دکان پر سودے کی پیشکش (offer) کی اور دوسرا شخص موجود نہیں تھا، پھر دوسرے شخص کو اپنے گھر پہنچ کر معلوم ہوا کہ پہلا شخص اِس طرح بیچنے کا کہہ رہا تھا، اب دوسرے شخص نے کہا: "میں نے خریدا" تو اس طرح "بیع" (تجارت trade۔) صحیح نہیں ہوئی۔

()**ہاں!** اگر قبول کرنے والے کے پاس ایجاب (offer) کے الفاظ لکھ کر بھیجے ہیں تو جس مجلس میں تحریر پہنچی اُسی مجلس میں قبول کیا تو "بیع" صحیح ہے() اگر تحریر ملنے والی مجلس (جگہ) میں قبول (accept) نہ کیا تو پھر بعد میں بھی قبول نہیں کر سکتا۔

خیارِ قبول (سودے کو قبول (accept) کرنے کے لیے مہلت (time) لینا):

{1} خرید و فروخت کرنے والوں میں سے ایک نے ایجاب کیا (مثلاً مجھے یہ اتنے روپے میں بیچ دو، یا مجھ سے یہ اتنے روپے میں خرید لو) تو دوسرے شخص کو اختیار (option) ہے کہ مجلس میں قبول (accept) کرے یا رَد (منع) کر دے، اسے "خیارِ قبول" کہتے ہیں۔

{2} "خیارِ قبول" مجلس (سودا کرنے کی جگہ) تک رہتا ہے، مجلس بدل جانے کے بعد یہ حق (right) جاتا رہتا ہے۔ یہ بھی ضروری ہے کہ (قبول اس وقت ہو کہ جب) ایجاب کرنے والا زندہ ہو (یعنی اگر ایجاب کرنے والا مر گیا تو دوسرا شخص اب "خیارِ قبول" نہیں لے سکتا)۔

{3} دونوں میں سے کوئی بھی اُس مجلس (جگہ) سے چلا جائے یا "بیع" (سودے) کے علاوہ (other) دوسری باتوں میں لگ جائے تو "ایجاب" باطل (ختم) ہو جاتا ہے۔

()"قبول" (accept) کرنے سے پہلے، "ایجاب" کرنے والے کو اختیار (option) ہے کہ ایجاب کو واپس کر لے۔ **ہاں!** اگر سامنے والے نے قبول کر لیا تو اب یہ اختیار (option) باقی نہ رہا۔

()"ایجاب" کو واپس لینے میں یہ بھی ضروری ہے کہ دوسرے نے اس بات کو سنا ہو، مثلاً بیچنے والے نے کہا: میں نے اس (چیز) کو (اتنے روپے میں) بیچا پھر کہنے لگا کہ میں نہیں بیچ رہا۔ سامنے والے نے پہلا جملہ تو سُنا تھا مگر دوسری بات نہیں سُنی اور سودا (اس چیز کی خریداری کو) "قبول" کر لیا تو "بیع" صحیح ہو گئی۔

()اگر "نہ بیچنے کی بات" (مثلاً اُس نے کہا کہ میں نے نہیں بیچا) اور سامنے والے کا "قبول" (مثلاً دوسرے نے کہا: میں نے خریدا) ایک ساتھ ہوا (دونوں نے ایک ساتھ یہ جملے بولے) تو "نہ بیچنے والی بات" درست مانی جائے گی یعنی یہ "بیع" (تجارت۔trade) درست نہیں ہوئی۔

{4} "بیع تَعَاطِی" جو زبان سے کچھ بولے بغیر ہی ہو جاتی ہے (مثلاً سامنے والے کو پیسے دیے اور اس کے سامنے سامان اُٹھالیا)، یہ صرف معمولی سی چیز (مثلاً بسکٹ، ٹافی وغیرہ) ہی کے لیے نہیں ہے بلکہ یہ ہر طرح کی چیز میں ہو سکتی ہے۔ جس طرح "ایجاب" اور "قبول" سے "بیع" (سودا) لازم ہو جاتی ہے (کہ بیچنے والا پیسوں اور خریدنے والا سامان کا مالک ہو جاتا ہے) یہاں بھی ایسا ہی ہوتا ہے۔

{5} دوکانداروں کے یہاں سے خرچ (گھریلو استعمال) کے لیے چیزیں منگالی جاتی ہیں اور استعمال کرنے کے بعد پیسوں کا حساب (account of money) ہوتا ہے ایسا کرنا استحساناً (لوگوں کی آسانی کے لیے) جائز ہے۔

(بہار شریعت ح۱۱، ص۶۱۶ تا ۶۲۴، مسئلہ ۱ تا ۱۵، ۱۸ تا ۲۲، ۲۴، ۲۵، ۳۲، ملخصاً)

"مَبِیْع" (sold goods) اور "ثمن" (bought goods or currency):

{1} عقد میں (مثلاً سودا / تجارت (trade) کرتے ہوئے) جو مال / سامان مُتَعَیَّن (طے۔fixed) کیا ہو، جس کا دینا واجب ہے، اس کو **"مَبِیْع"** کہتے ہیں اور جس چیز کے بدلے میں ہو (مثلاً پیسے) وہ **"ثمن"** ہے۔

() چیزیں تین طرح کی ہوتی ہیں: (۱) ایک وہ کہ ہمیشہ **"ثمن"** ہوں، (۲) دوسری وہ کہ ہمیشہ **"مَبِیْع"** ہوں، (۳) تیسری وہ چیزیں کہ کبھی **"ثمن"** ہو کبھی **"مَبِیْع"**۔

(۱) جو چیزیں ہمیشہ **"ثمن"** ہوں: وہ روپیہ (چاندی کا سکّہ۔silver coin) اور اشرفی (سونے کا سکّہ۔gold coin) ہیں۔

()پیسے(کرنسی نوٹ۔ terminological currency) بھی ثمن ہیں مگر ان کی ثمنیت ختم ہو سکتی ہے(یعنی یہ ہو سکتا ہے کہ وہ "**ثمن**" ہی نہ رہے جیسا کہ دنیا میں کچھ کرنسیز۔currencies کا استعمال ختم ہو چکا ہے)۔

(۲)جو چیزیں ہمیشہ "**مَبِیْع**" ہوں: وہ چیزیں "مثلی" نہیں ہوتیں ("**مثلی**": اس طرح کی چیزیں ہوتی ہیں کہ جو بازار میں ملتی ہیں اور قیمت(price) میں زیادہ فرق نہیں ہوتا، مثلاً انڈے۔ اگر کسی دوسرے شخص کی "مثلی" چیز ضائع (waste) کر دی تو حکم ہے کہ اُسی طرح کی چیز لے کر دے دے)بلکہ وہ چیزیں(جو ہمیشہ "**مَبِیْع**" ہوتی ہیں،وہ) "قیمی" ہیں(یعنی اس طرح کی چیزیں بازار میں قیمت کے زیادہ فرق سے ملتی ہوں، مثلاً گائے، بھینس (buffalo)، آم(بہار شریعت ح۱۵،ص۲۱۳،مسئلہ ۱۹،ملخصاً))۔ اگر کسی دوسرے شخص کی ایسی چیز ضائع(waste) کر دی تو حکم ہے کہ اُس کی قیمت(price) دے دے۔

() "**عَدَدِی مُتَفَاوِت**"(جو چیزیں گنتی سے بکتی ہیں لیکن ان کے چھوٹے بڑے ہونے کی وجہ سے قیمتوں (prices)میں فرق ہوتا ہے، یہ)ہمیشہ "**مَبِیْع**" ہونگی۔

(۳)جو چیزیں کبھی "**ثمن**" اور کبھی "**مَبِیْع**" ہوں:() "**مَکِیْل**"(ناپ کی چیز)() "**مَوْزُوْن**"(جو چیز وزن سے بکتی ہے)() "**عَدَدِی مُتَقَارِب**"(جو چیز گنتی سے بکتی ہے لیکن اس کے افراد(individuals) کی قیمتوں میں فرق نہیں ہوتا، جیسے انڈے، یہ سب چیزیں) "**مَبِیْع**" ہوتی ہیں جبکہ ان چیزوں کو "**ثمن**"(مثلاً پیسے) سے لینے کی بات ہو۔

()اگر انہیں، اُسی طرح کی چیز کے بدلے لینے کی بات ہوئی(یعنی "**مَکِیْل**" کے بدلے "**مَکِیْل**" چیز، "**مَوْزُوْن**" کے بدلے "**مَوْزُوْن**" چیز، "**عَدَدِی مُتَقَارِب**" کے بدلے "**عَدَدِی مُتَقَارِب**" چیز) تو اس کی کچھ صورتیں (cases)ہیں:

(a)اگر دونوں طرف مُتَعَیَّن (طے۔fixed) چیزیں ہوں، تو یہ دونوں چیزیں "**مَبِیْع**" ہونگی لیکن "**بیع**" جائز ہے۔

www.farzuloom.net

(b) اگر ایک طرف سے چیز مُتَعَیَّن (طے (fixed) مکمل طور پر معلوم) ہو اور دوسری طرف صرف وصف بتادیا (مثلاً تعداد بتا دی یا، ناپ یا، وزن بتا دیا) تو اس صورت (case) میں جس چیز کی مکمل وضاحت (explanation) ہے، وہ **"مَبِیْع"** ہو گی جبکہ جس کا صرف وصف بتایا ہے، اُسے **"ثمن"** کہیں گے اور یہ "بیع" بھی جائز ہے۔

(c) اگر دونوں چیزوں میں صرف وصف بتایا (مثلاً تعداد بتادی یا، ناپ یا، وزن بتادیا) اور ایک چیز کی بھی مکمل وضاحت (explanation) نہ کی تو اب "بیع" جائز نہیں ہے۔

{3} "مَبِیْع" (بیچی گئی چیز) اور **"ثمن"** (جیسے پیسے) کی مقدار (quantity) معلوم ہونا ضروری ہے۔ **"ثمن" کا** وصف (خوبی / خامی وغیرہ) معلوم ہونا بھی ضروری ہے۔ **ہاں!** اگر ثمن کی طرف اشارہ کر دیا جائے مثلاً اس روپیہ کے بدلے میں خریدا تو اب نہ مقدار (quantity) بتانے کی ضرورت ہے اور نہ وصف (خوبی / خامی وغیرہ) کو بتانا لازم ہے۔

() **یاد رہے!** اگر مال رِبْوِی ہو (یعنی ایسی چیزیں کہ جن میں کمی یا زیادتی سے "سود"[16] (interest) پایا جاتا ہے) اور اس کے بدلے میں اسی کی جنس[17] لی جارہی ہو مثلاً گیہوں (wheat) کو دوسری ڈھیری (گیہوں ہی کی بوری) کے بدلے بیچا جارہا ہو تو ان (بوریوں) کی طرف اشارہ کر دینا کافی (enough) نہیں بلکہ یہاں مقدار (quantity) کا معلوم ہونا ضروری ہے۔ (بہار شریعت ح ۱۱، ص ۶۲۴ تا ۶۲۶، مسئلہ ۳۳ تا ۳۵، مُلخصاً)

{2} "مَبِیْع" اگر مَنْقُوْلَات کی قسم سے ہو (یعنی ان چیزوں میں سے ہو کہ جو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے

---

(16) **"سود"** کی تفصیل (detail) کے لیے **Topic number : 168** دیکھیں۔

(17) دونوں چیزوں کا ایک نام اور ایک کام ہو تو وہ ایک **"جنس"** ہیں، مثلاً کھجور کی سب قسمیں (types) ایک **"جنس"** ہیں۔ اگر نام اور مقصد (کام) الگ الگ ہوں تو دو جنس ہوں گی، جیسے گیہوں، جَو (دونوں الگ الگ جنس ہیں)۔ (بہار شریعت، ح ۱۱، ص ۷۹۶، مسئلہ ۲، مُلخصاً)

www.farzuloom.net

جائی جاسکتی ہوں) تو بیچنے والے (seller) کا اُس سامان پر قبضہ کرنا (اپنے پاس لینا) ضروری ہے۔ اگر قبضہ کرنے سے پہلے ہی وہ چیز بیچ دی تو یہ "بیع" ناجائز ہے۔

{4} جانور کا گوبر (dung) بیچنا منع نہیں ہے کیونکہ اس کو کام میں لانا مثلاً کھیت میں ڈالنا جائز ہے۔

{5} کوئی دکاندار ایک چیز بیچ رہا ہے، خریدار کے لیے یہ بات لازم نہیں ہے کہ وہ یہ بات جانے کہ یہ چیز اُسی شخص کی ہے یا کسی اور کی۔ ایسی چیز تحقیق (investigation) کے بغیر خریدنا بھی جائز ہے کیونکہ بیچنے والے کے ہاتھ میں اُس چیز کا ہونا ہی اس بات کی دلیل (ثبوت۔evidence) ہے کہ بیچنے والا، اس چیز کا مالک (owner) ہے لہٰذا وسوسوں میں نہیں پڑا جائے گا اور اس چیز کا مالک بیچنے والے ہی کو مانا جائے گا۔

{6} معلوم ہے کہ یہ چیز تیسرے شخص کی ہے اور دوسرا شخص اسے بیچ رہا ہے۔ بیچنے والا کہتا ہے کہ اس نے مجھے بیچنے کا "وکیل" کیا ہے (یعنی اُس آدمی نے مجھے کہا ہے کہ میری یہ چیز تم بیچ دو)، یا میں نے اُس سے خرید لی ہے، یا اس نے مجھے تحفے میں دی ہے تو اب خریدنا، اس صورت (case) میں جائز ہے جبکہ وہ بیچنے والا ثقہ (معتبر، قابل اعتماد۔reliable man) ہو یا مضبوط خیال (strong assumption) ہو جائے کہ یہ سچ کہہ رہا ہے اور () اگر غالب گمان (strong assumption) یہ ہے کہ بیچنے والا (بائع) جھوٹ کہہ رہا ہے تو خریدنا جائز نہیں اور () اگر اس (خریدنے والے) کو یہ بات معلوم نہیں تھی کہ یہ چیز کسی تیسرے آدمی کی ہے، مگر بیچنے والے نے خود ہی بتادیا کہ یہ چیز فلاں کی ہے اور مجھے اس نے بیچنے کا کہا ہے تو بھی اوپر بتائی ہوئی صورتیں (cases) ہیں کہ () اگر بیچنے والا ثقہ (معتبر، قابل اعتماد۔reliable man) ہے، یا () غالب گمان یہ ہے کہ سچ کہہ رہا ہے تو اس کو خریدنا، جائز ہے۔ (بہار شریعت ح۱۶، ص۴۷۸، مسئلہ ۳، ملخصاً)

{7} مُشترَک (combine) چیز میں جو اس کا حصّہ ہے، اسے (کسی تیسرے کو) نہ بیچے جب تک شریک (partner) کو نہ بتادے۔ اگر وہ شریک (partner) خود خرید لے تو اسے (اپنے partner کو) بیچ دے ورنہ جس کے ہاتھ چاہے بیچ ڈالے () شریک (partner) کو اس طرح بتانا (کہ میں اس combine چیز سے اپنا حصّہ

www.farzuloom.net

بیچ رہا ہوں، یہ)" مُستَحَب "(یعنی ثواب کا کام)اور بغیر بتائے بیچنا "مَکْرُوْہ" (ناپسندیدہ)ہے، اس کا یہ مطلب نہیں کہ بغیر بتائے بیچنا ہی ناجائز ہے۔(بہار شریعت ح۱۶، ص۴۷۸، مسئلہ ۵، مُلخصاً)

{8} اگر بازار والے ایسے لوگوں سے مال خریدتے ہیں، جن کا غالب (زیادہ تر)مال حرام ہے اور ان میں سود (intrest)اور عُقُودِ فاسدہ (شرعاً غلط خرید و فروخت کے طریقے)جاری ہیں، ان سے خریدنے میں تین صورتیں ہیں:

(۱)جس چیز کے بارے میں غالب گمان(strong assumption) یہ ہے کہ بیچنے والے نے ایسے شخص سے خریدی کہ جو ظلماً کسی کی چیز بازار میں لا کر بیچ گیا، ایسی چیز خریدی نہ جائے۔

(۲)حرام مال، حلال مال میں اس طرح مل گیا کہ اب الگ نہیں ہو سکتا(مثلاً دو آدمیوں کا آٹا آپس میں مل گیا)تو اسے بھی خریدنا نہیں چاہیے۔**ہاں!** اگر بیچنے والے نے سامنے والے کو راضی(agree) کر لیا تو یہ سامان خرید لینے سے خریدنے والا (اس سامان کا)مالک تو ہو جائے گا مگر کراہت رہے گی (یعنی اس طرح خریدنا مکروہ ہی ہے)۔

(۳)اگر یہ معلوم ہے کہ دکاندار نے جو مال "غَصَب "کا(مثلاً کسی دوسرے سے چھینا) تھا یا جو مال "چوری" والا لیا تھا، وہ بالکل ختم ہو گیا ہے(اب اس کے پاس حلال مال ہے)، تو دوکان دار سے چیز خریدنی جائز ہے۔

{9} نَجِس (ناپاک) کپڑے کو بیچ سکتا ہے، مگر جب یہ گمان (خیال) ہو کہ خریدار (مُشتَری) اُس میں نماز پڑھے گا تو اس کو بتادے کہ یہ کپڑا ناپاک ہے۔

{10} جو شخص بیمار ہے اس کا باپ یا بیٹا بغیر اس کی اجازت کے (اس کے مال سے) ایسی چیزیں خرید سکتا ہے جس کی مریض کو ضرورت ہے، مثلاً دوا وغیرہ۔

{11} جتنے میں چیز خریدی، بیچنے والے کو اس سے کچھ زیادہ(additional) رقم دے دی (تو وہ رقم خریدار کی ہے، اُسے واپس کرے۔()اگر) یہ بھی کہدیا کہ یہ اضافی رقم تمہارے لیے حلال ہے، یا()یہ کہا کہ میں نے تمہیں دی، یا تمہارے لیے تحفہ ہے تو یہ (زائد رقم) سامان بیچنے والے کی ہے() اگر ایسا کچھ نہ کہا تو یہ زائد (additional)رقم، بیچنے والے کو لینا جائز نہیں۔

www.farzuloom.net

()خریدنے کے بعد کچھ لوگ اپنے سامان کے ساتھ مفت تھوڑی سی چیز لے لیتے ہیں (جیسے: وزن سے پھل لیا، پھر وزن کے بعد کوئی چھوٹا سا پھل اُٹھا کر اپنے پھلوں میں ڈال دیا یا بیچنے والے کا کوئی دوسرا چھوٹا سا پھل اُٹھا کر کھالیا)، یہ بیچنے والے (بائع) کی اجازت یا اسکی رضا (خوشی) کے بغیر لینا جائز نہیں ہے ()روکھ (خریدنے کے بعد اضافی چیز) مانگنا بھی نہ چاہیے کہ یہ بھی ایک قسم کا سوال ہے (یعنی کسی سے کوئی چیز مانگنا ہے) اور ضرورت کے بغیر سوال کرنے کی اجازت نہیں۔

{12} اچھے، صاف گیہوں (wheat) میں مٹی ملا کر بیچنا، ناجائز ہے۔ چاہے وہاں اس طرح ملانے کی عادت ہو۔ (بہارِ شریعت ح۱۶، ص۷۸۴ تا ۷۸۲، مسئلہ ۹، ۱۱، ۱۴، ۱۴، ۱۲، ۸، ۶، ۵، ۳، ۳، ۴، ۲، ملخصاً)

{13} امامِ اہلسنّت، اعلیٰ حضرت، پیر طریقت، حضرت علّامہ مولانا، امام **احمد رضا خان قادری** رَحۡمَةُ اللهِ عَلَيۡه کچھ اس طرح فرماتے ہیں: اگر یہ نقلی گھی وہاں عام طور پر بکتا ہے کہ ہر شخص جانتا ہے لیکن پھر بھی لیتا ہے، یہ بیچنا اس صورت (case) میں جائز ہے جبکہ () خریدار اُسی شہر کا ہو (کسی دوسرے شہر کا ایسا شخص نہ ہو کہ جو یہاں اس طرح کا گھی بکنے کی حالت کو نا جانتا ہو) اور () گھی میں ملاوٹ اتنی ہو کہ جتنی اُس شہر میں عام طور پر لوگوں کے ذہن میں ہوتی ہے () اس سے زیادہ ملاوٹ نہ کی گئی ہو اور () نہ کسی طرح سے اس کا جعلی ہونا چھپایا گیا ہو۔ **خلاصہ یہ ہے کہ** جب خریداروں پر اس (تیل) کی حالت ظاہر ہے تو اس کی تجارت (trade) جائز ہے۔ آخر گھی بیچنا بھی جائز اور جو (حلال) چیز اس میں ملائی گئی اس کا بیچنا بھی جائز ہے۔ ناجائز ہونے کی وجہ دھوکہ دینا تھا، لیکن جب لوگوں کو تیل کی حالت معلوم ہے تو دھوکا ہی نہ رہا، اور تجارت (trade) جائز ہو گئی۔ جیسے بازاری دودھ کہ سب جانتے ہیں کہ اس میں پانی ہے پھر بھی خریدتے ہیں۔ **نوٹ:** یہ سب تفصیل (detail) اس صورت (case) میں ہے کہ جب بیچنے والے نے، بیچتے وقت (چیز کی) اصلی حالت خریدار کو نہ بتائی ہو () اگر بیچنے والے نے خریدار کو، خود ہی ملاوٹ کی حالت بتادی تو (ظاہر الروایت ومذہب امام اعظم رَحۡمَةُ اللهِ عَلَيۡه میں) مطلقاً (ہر طرح سے سودا) جائز ہے چاہے (حلال چیز کی) کتنی ہی ملاوٹ کی ہو، چاہے خریدار دوسرے شہر کا ہو کیونکہ ملاوٹ کا بتا دینے کے بعد، دھوکہ ہی نہ رہا۔ (فتاوی رضویہ ج۱۷، ص۱۴۹، ملخصاً)

{14}سونے کی انگوٹھی مرد کو پہننا جائز نہیں لہٰذا سُنار کا مرد کے لئے سونے کی انگوٹھی بنانا بھی جائز نہیں۔
(ماہنامہ فیضانِ مدینہ محرم الحرام 1442ھ، مُلخصاً)

{15}افیون کی تجارت(trade) دوا کے لئے جائز اور افیونی کے ہاتھ بیچنا، ناجائز ہے۔
(فتاوی رضویہ، جلد ۲۳، ص ۶۰۴)

"ثمن" کا حال(نقد) و "مُؤَجَّل" (ادھار) ہونا:

{1} تجارت(trade) میں کبھی "**ثمن**" (مثلاً پیسہ) "حال" ہوتا ہے یعنی فوراً دینا(ہوتا ہے) اور کبھی "مُؤَجَّل" یعنی اُس کو ادا کرنے کے لیے کوئی وقت بتا دیا جاتا ہے۔ **نوٹ:** "مُؤَجَّل" میں وقت طے(fixed) کرنا ضروری ہے تا کہ کوئی جھگڑا نہ ہو۔

()اصل یہ ہے کہ "ثمن" حال(یعنی ادائیگی فوراً) ہو لہٰذا عقد (سودے) میں یہ بات کہنے کی ضرورت نہیں کہ پیسے ابھی دینے ہونگے بلکہ جیسے سودا ہوا، رقم فوراً دینا واجب ہو گا() اگر "**ثمن**" مُؤَجَّل (ادھار) ہو تو یہ بات ضروری ہے کہ سودا کرتے ہوئے ادھار لینے کا بتا دیا جائے۔

{2} سودا کرتے ہوئے ایسی کوئی بات نہیں کی گئی تھی کہ اس کی رقم ابھی دینی ہے یا ادھار۔ سودا مکمل ہونے کے بعد خریدار(buyer) نے کہا: اتنے(مثلاً پندرہ) دن بعد پیسے لے لینا تو اب یہ سودا، مُؤَجَّل (ادھار) ہو گیا(جبکہ خریدار بھی اس بات پر راضی(agree) ہو)۔

()اسی طرح سودے کے بعد خریدار نے ایسے وقت میں پیسے دینے کا کہا کہ جس میں تھوڑی سی جہالت تھی(یعنی وقت پوری طرح سے واضح نہ تھا) مثلاً جب کھیت کٹے گا اُس وقت پیسے دونگا تو اب بھی ثمن مُؤَجَّل (ادھار) ہو گیا۔ **نوٹ:** جب سودا، اُدھار میں ہوتا ہے تو بیچنے والے(seller) کو یہ حق(right) نہیں ہوتا کہ وہ وقت پورا ہونے سے پہلے رقم کا مطالبہ(demand) کرے۔

www.farzuloom.net

() ایسے وقت میں پیسے دینے کا کہا کہ جس میں جہالت زیادہ ہو (یعنی وقت کا صحیح اندازہ ہی نہ ہو سکے) مثلاً جب آندھی چلے گی اُس وقت رقم دونگا تو یہ مِیعَاد (مُدّت / وقت) باطل ہے (یعنی یہ سودا، اُدھار نہیں بنے گا) بلکہ **"ثمن"** اب بھی غیر میعادی (حال / فوراً دینے والا) ہے۔

{3} جو سامان بیچا تھا، اُس کے ایک ہزار (1000) روپے خریدار پر باقی ہیں۔ اب بیچنے والے نے کہہ دیا کہ ہر مہینے، سو روپے دے دینا تو اس وجہ سے یہ "دَیْن" (کاروباری اُدھار) مُؤجَّل (اُدھار والی تجارت) نہیں بنے گا۔

نوٹ: اُدھار والی تجارت میں جو وقت طے (fixed) ہوتا ہے، بیچنے والا اُس سے پہلے پیسے نہیں مانگ سکتا اور اگر سودا حال (مثلاً نقد۔cash) پر کیا تھا پھر کچھ پیسے اُدھار کر دیے تب بھی وہ پیسے وقت سے پہلے مانگ سکتا ہے۔

() کسی پر ہزار روپیہ دَین (کاروباری اُدھار) ہے اور دائن (مثلاً مال بیچنے والے) نے، پیسوں کی قسطیں بنا دیں اور یہ بھی شرط (precondition) کر دی ہے کہ ایک قسط (instalment) بھی وقت پر نہ دی تو قسطیں ختم یعنی سب پیسے فوراً لے لیے جائیں گے تو اس طرح کی شرط لگانا صحیح ہے (کیونکہ جو پیسے ایک ساتھ لینے کی اجازت تھی، اسکی قسطیں کرنے سے ایک ساتھ لینے کی اجازت ختم نہیں ہوگی)۔

{4} کاروباری اُدھار کا وقت، **"مَبِیْع"** (مثلاً سامان) دینے کے بعد سے شروع ہوتا ہے۔ مثلاً ایک سال کے وقت پر کوئی چیز اُدھار میں بیچی اور وہ (سامان) چیز خریدار کو نہ دی یہاں تک کے پورا سال ختم ہو گیا تو اب تک ایک سال اُدھار کا وقت شروع ہی نہ ہوا یعنی اب جب سامان خریدار (یعنی مُشتَری) کو دے گا تو اُس کے بعد سے ایک سال کا وقت شروع ہو گا۔ (بہار شریعت ح ۱۱، ص ۶۲۶ تا ۶۲۷، مسئلہ ۳۶، ۳۸ تا ۴۱، مُلخصاً)

مختلف قسم کے سکّے (coins یا کرنسیز۔currencies) ہوں:

{1} اگر سکّے (coins) مختلف مالیت (values) کے ہوں لیکن بازار میں سب ہی استعمال ہوتے ہیں اور عقد (سودے) میں صرف یہ بولا کہ اتنے سکّوں (coins) میں / اتنے پیسوں میں / اتنے روپے میں بیچا / خریدا مزید کوئی تفصیل (detail) نہیں بتائی (کہ کس سکّے سے خرید و فروخت ہو رہی ہے) لیکن ابھی مجلس باقی ہے (اُسی جگہ پر خریدار (buyer) اور بیچنے والے موجود ہیں) اور مُتَعَیَّن (fixed) کر دیا کہ فلاں روپیہ ہے

اور دوسرے نے قبول(accept) بھی کر لیا تو عقد(یعنی سودا/ تجارت۔trade) صحیح ہے۔

{2} گیہوں(wheat) اور جَو(barley) اور ہر قسم کے غلّے(any type of grain) کی تجارت(trade) وزن سے بھی ہو سکتی ہے اور ماپ(measurement) کے ساتھ بھی مثلاً ایک روپیہ کا اتنے صاع[18] اور اندازے سے بھی خریدے جاسکتے ہیں، جیسے یہ ڈھیری(مثلاً بوری) ایک ہزار میں بیچی، چاہے یہ معلوم بھی نہ ہو کہ اس ڈھیری میں کتنا غلّہ ہے مگر اندازے سے اُسی وقت خرید و فروخت ہو سکتی ہے جبکہ دونوں کی "جنس"[19] الگ الگ ہوں۔ مثلاً پیسوں سے گیہوں خریدا، یا پھر جَو(barley) سے گیہوں(wheat) خریدا(تو اب اندازے سے خرید سکتے ہیں)۔

() اگر ایک ہی "جنس" کی آپس میں خرید و فروخت(tarde) ہو مثلاً گیہوں کو گیہوں سے خریدا تو اب اندازے سے نہیں خرید سکتے کیونکہ اس صورت(case) میں کمی زیادتی "سود"[20](interest) ہے۔

{3} بکریوں کا ریوڑ(بہت سی بکریاں) خریدیں کہ ان میں سے ہر بکری دس ہزار میں یا کپڑے کا تھان خریدا کہ ہر ایک گز ایک ہزار میں(یعنی "**عَدَدِی مُتَفَاوِت**" چیزیں خریدیں کہ جو گنتی سے بکتی ہیں لیکن ان کے چھوٹے بڑے ہونے کی وجہ سے قیمتوں(prices) میں زیادہ فرق ہوتا ہے) اور یہ معلوم نہیں کہ ریوڑ میں کتنی بکریاں ہیں یا تھان میں کتنے گز کپڑا ہے مگر بعد میں معلوم ہو گیا تو تجارت(trade) جائز ہے۔

{4} غلّہ(اناج) کی ڈھیری خریدی کہ مثلاً یہ سو(100) کلو ہے اور اس کی قیمت سو روپے ہے، بعد میں اُسے وزن کیا تو اگر پورا سو(100) کلو ہے تو تجارت(trade) ٹھیک ہے() اگر سو(100) کلو سے زیادہ ہو تو جتنا زیادہ ہے،

---

(18) "**صاع**" تقریباً چار کلو سے 160 گرام کم(یعنی 3840 grams) کے وزن کا پیمانہ(scale) ہوتا ہے۔

(19) دونوں چیزوں کا ایک نام اور ایک کام ہو تو وہ ایک "**جنس**" ہیں، مثلاً کھجور کی سب قسمیں(types) ایک "**جنس**" ہیں۔ اگر نام اور مقصد(کام) الگ الگ ہوں تو دو جنس ہوں گی، جیسے گیہوں، جَو(دونوں الگ الگ جنس ہیں)۔(بہار شریعت، ح۱۱، ص۷۹۶، مسئلہ ۲، مُلخصاً)

(20) "**سود**" کی تفصیل(detail) کے لیے **Topic number : 168** دیکھیں۔

www.farzuloom.net

وہ بیچنے والے (بائع) کا ہے۔

()اگر سو(100) کلو سے کم ہے تو خریدار کو اختیار (option) ہے کہ جتنا کم ہے اُس کی قیمت کم کر کے باقی لے لے یا سودا ہی ختم کر دے۔ **نوٹ:** یہی حکم ہر اُس چیز کا ہے جو ماپ (measurement) اور وزن (weight) سے بکتی ہے۔

()اگر وہ اس طرح کی چیز ہو کہ اُس کے ٹکڑے کرنے میں نقصان ہوتا ہو اور جو وزن بتایا ہے اُس سے زیادہ نکلی تو وہ پوری کی پوری خریدار ہی کو ملے گی اور اس کی اضافی (extra) رقم بھی نہیں دینا ہو گی۔ مثلاً ایک موتی (pearl) یا یاقوت (ruby) خریدا کہ یہ ایک ماشہ (تقریباً ایک گرام) ہے اور نکلا ایک ماشے سے کچھ زیادہ تو جتنے پیسے پہلے طے (fixed) ہو گئے تھے، اتنی ہی رقم دے کر وہ (سامان، پورا ٹکڑا) لے لے۔

{5} تھان خریدا، مثلاً یہ دس (10) گز ہے اور اس کی قیمت دس (10) روپے ہے۔ اگر یہ تھان اُس سے کم نکلا جتنا بیچنے والے (seller) نے بتایا ہے تو خریدار کو اختیار (option) ہے کہ چاہے تو طے شدہ (decided) پوری قیمت میں لے لے یا سودا ختم کر دے() یہ نہیں ہو سکتا کہ جتنا کم ہے اُس کی قیمت کم کر دی جائے() اگر تھان اُس سے زیادہ نکلا جتنا بتایا ہے تو یہ اضافہ بغیر قیمت کے خریدار (buyer) کا ہو گا اور() بیچنے والے کو کسی قسم کا کوئی اختیار (option) نہ ہو گا یعنی نہ تو وہ زیادہ کپڑا واپس لے سکتا ہے اور نہ ہی طے شدہ (decided) قیمت سے زیادہ پیسے لے سکتا ہے اور نہ ہی سودا ختم کر سکتا ہے۔

()یونہی اگر زمین خریدی کہ یہ سو(100) گز ہے اور اس کی قیمت دس لاکھ روپے (10 lac) ہے اور کم یا زیادہ نکلی تب بھی یہ تجارت (trade) صحیح ہے اور دس لاکھ ہی دینے ہونگے مگر کمی کی صورت (case) میں خریدار کو اختیار (option) ہو گا کہ چاہے تو سودا ختم کر دے۔

{6} یہ کہہ کر تھان خریدا کہ دس (10) گز کا ہے، فی گز سو (100) روپے کے حساب سے تھان ہزار (1000) روپے میں۔ اب تھان کم نکلا تو جتنا (گز) کم ہے اُس کی قیمت (price) کم کر دی جائے گی اور خریدار کو اختیار (option) ہو گا کہ چاہے تو سودا ختم کر دے۔

www.farzuloom.net

()اگر تھان زیادہ نکلا، مثلاً گیارہ(11) یا بارہ(12) گز ہے تو جتنا زیادہ ہے، اس کے پیسے دینے ہونگے، یا سودا ختم کر دے۔ **نوٹ:** یہ حکم اُس تھان کا ہے جو پورا ایک طرح کا نہیں ہوتا جیسے چِکَن (ایسا کپڑا جس پر کشیدہ کاری ہو یعنی بیل بوٹے، پھول وغیرہ کڑھائی کر کے بنائے گئے ہوں)، گُلبدن (ایک قسم کا دھاری دار اور پھول دار ریشمی اور سوتی کپڑا ۔cotton) اور اگر پورا تھان ایک ہی طرح کا ہو تو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بیچنے والا اُس زائد (extra) کپڑے کو پھاڑ کر دس(10) گز خریدار کو دیدے۔

{7} تھان اس طرح خریدا کہ دس(10) گز ہے، فی گز سو(100) روپے میں، لیکن وہ تھان ساڑھے دس (10.5) گز نکلا تو دس(10) روپے میں لینا پڑیگا اور ساڑھے نو(9.5) گز نکلا تو خریدار کی مرضی کہ نو(9) روپے میں لے یا نہ لے۔

{8} زمین بیچی مگر اُس میں کھیتی (cultivated) لگی ہے تو زراعت (cultivation) بیچنے والے کی ہی ہو گی۔ **ہاں!** اگر خریدار شرط (precondition) کر لے یعنی یہ زمین زراعت (cultivation) کے ساتھ خریدتا ہوں تو اب زراعت خریدار ہی کی ہو گی۔

() اگر درخت بیچا جس میں پھل موجود ہیں تو یہ پھل بیچنے والے ہی کے ہوں گے۔ **ہاں!** اگر خریدار شرط (precondition) کر لے یعنی یہ درخت پھل کے ساتھ خریدا، تو اب پھل خریدار کے ہوں گے۔

() اسی طرح چنبیلی (jasmine۔ایک مشہور خوشبودار پھول)، گلاب، جوہی (juhi۔چنبیلی جیسا چھوٹا خوشبودار پھول) وغیرہ کے درخت خریدے تو پھول بیچنے والے کے ہیں مگر اس صورت (case) میں پھول خریدار کے ہوں گے کہ جب خریدار (buyer) نے پھول کے ساتھ خریدنے کی بات کی ہو۔

{9} زراعت والی زمین (agricultural land) یا پھل والا درخت خریدا تو بیچنے والے کو یہ اختیار (option) نہیں کہ جب تک چاہے زراعت (cultivation) زمین پر لگی رہنے دے یا پھل نہ توڑے بلکہ اُس سے کہا جائے گا کہ زراعت کاٹ لے یا پھل توڑ لے اور زمین یا درخت خریدار کو دے دے کیونکہ اب وہ خریدار کی چیز ہے اور دوسرے کی چیز، اپنے پاس رکھنے کا بائع (بیچنے والے) کو کوئی حق (right) نہیں۔ **ہاں!** جب تک خریدار

نے پیسے نہیں دیے تو اُس وقت تک بیچنے والے زمین یا درخت پر پھل یا زراعت لگی رہنے دے سکتا ہے۔

{10} کھیت کی زمین بیچی کہ جس میں زراعت(cultivation) ہے لیکن بیچنے والا یہ چاہتا ہے کہ جب تک زراعت تیار نہ ہو جائے، کھیت ہی میں رہے اور تیار ہونے پر کاٹی جائے چاہے اُس وقت کا کرایہ، خریدار مجھ سے لے لے اور بیچنے والا بھی اس بات پر راضی(agree) ہو تو ایسا کر سکتے ہیں۔

{11} کاٹنے کے لیے درخت خریدا تو عادۃً(عام طور پر) درخت خریدنے والے جہاں تک جڑ(root) کھود کر نکالا کرتے ہیں یہ بھی جڑ کھود کر نکالے گا، لیکن بیچنے والے نے شروع ہی میں یہ شرط (precondition) کر دی تھی کہ زمین کے اوپر سے کاٹنا ہو گا تو اب جڑ(root) کھودنے کی اجازت نہیں() اسی طرح جڑ کھودنے میں بیچنے والے کا نقصان ہے مثلاً وہ درخت دیوار یا کوئیں کے قرب میں ہے جڑ کھودنے میں دیوار گر جانے یا کنواں(well) ٹوٹ جانے کا خطرہ ہو تو اس حالت(condition) میں بھی زمین کے اوپر سے ہی کاٹا جائے گا ()اگر بیچے گئے درخت کی جڑ میں سے دوسرا درخت پیدا ہو گیا تھا تب بھی وہ دوسرا درخت بیچنے والے(بائع) ہی کا ہو گا۔ **ہاں!** اگر درخت کا کچھ حصّہ زمین کے اوپر چھوڑ دیا تھا پھر اُس سے شاخیں(branches) نکلیں تو یہ شاخیں خریدار(مُشتَری) کی ہیں۔(بہار شریعت ح۱۱، ص۶۲۸ تا ۶۳۴، مسئلہ ۷۲، ۷۱، ۷۰، ۶۹، ۵۶، ۵۱، ۵۰، ۴۹، ۴۴، ۴۳، مُلخصاً)

پھل اور بہار(پھول والی فصل، flowering crop) کی خریداری:

{1} باغ کی بہار(جس موسم میں پھول پھر پھل آتے ہیں، اُس) میں پھل آنے سے پہلے (ان کلیوں یعنی چھوٹے چھوٹے پھولوں کو) بیچنا، ناجائز ہے () اگر کچھ پھل بھی آچکے ہیں تب بھی ناجائز ہی ہے جبکہ کچھ پھل آنا باقی ہوں۔ **نوٹ:** یہ خرید و فروخت اس صورت(case) میں ناجائز ہے جبکہ موجود و غیر موجود، ہر طرح کے پھل کو بیچا ہو() اگر سب پھل آچکے ہیں تو یہ بیچنا درست(صحیح) ہے، خریدار(buyer) کو یہ حکم ہو گا کہ فوراً پھل توڑ کر درخت خالی کر دے۔

() پھل مکمل تیار نہ ہوئے تھے اور اس شرط(precondition) پر بیچا کہ جب تک پھل تیار نہ ہوں گے درخت پر ہی رہیں گے، تیار ہو جانے کے بعد توڑے جائیں گے تو یہ شرط فاسد(سودا خراب کرنے والی) ہے اور

اس طرح خرید و فروخت کرنا بھی جائز نہیں ہے()اگر پھل آجانے کے بعد بیچا مگر ابھی تک خریدار کا قبضہ نہ ہوا تھا(اُس نے پھل نہ توڑے تھے) کہ مزید پھل پیدا ہوگئے تب بھی بیع فاسد ہو جائے گی (یعنی سودا خراب ہو جائے گا) کیونکہ اب "مَبِیْع"(جس پھل کو بیچنا تھا)اور "غیر مَبِیْع"(جو پھل بعد میں ہوئے)میں فرق باقی نہ رہا۔

{2} پھل خریدے پر نہ تو یہ شرط (precondition) کی کہ ابھی توڑ لے گا اور نہ یہ کہ پکنے (تیار ہونے) تک درخت پر رہیں گے، پھر سودے کے بعد بیچنے والے (seller) نے درخت پر چھوڑنے کی اجازت دیدی تو یہ جائز ہے()اب پھلوں میں جو کچھ اضافہ ہو گا وہ خریدار کے لیے حلال ہے جبکہ پھل درخت پر لگے رہنے دیے۔

نوٹ: اس میں یہ بھی ضروری ہے کہ اس طرح پھل لگے رہنے دینے پر عُرف (عادت) نہ ہو کیونکہ اگر عُرف ہو چکا ہو جیسا کہ بہارِ شریعت لکھنے والے، حضرت علامّہ، مولانا، امجد علی اعظمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ (جن کا انتقال 1948ء میں ہوا) کے زمانے سے ہندوستان (موجودہ پاکستان، بنگلہ دیش، ہند، نیپال، سری لنکا) میں یہی ہوتا رہا کہ سودے میں شرط نہ ہوتی لیکن عُرف (عادت) کے مطابق (according)، سودے کے بعد پھل درخت پر لگا رہتا۔ اس صورت (case) میں بغیر شرط کے بھی شرط ہی کا حکم ہوتا ہے اور یہ بیع فاسد [21] ہو گی (سودا خراب ہو جائے گا)۔

ہاں! اگر صراحت (وضاحت) کر دی جائے (صاف صاف لفظوں میں کہہ دیا جائے) کہ فوراً توڑنا ہو گا اور بعد میں خریدار (buyer) کو بیچنے والے نے اجازت دیدی کہ اپنے پھل، درخت پر لگے رہنے دو تو اب یہ بیع فاسد نہ ہو گی (تجارت (trade) صحیح ہو جائے گی)۔

()اگر سودا کرتے ہوئے ایسی شرط (precondition) نہ رکھی کہ یہ پھل جب تک پک نہ جائیں گے، درخت پر لگے رہنے دیے جائیں گے اور سودے کے بعد بیچنے والے نے درخت پر رہنے کی اجازت بھی نہ دی، لیکن

---

(21) **"بیع فاسد"** کی تفصیل (detail) کے لیے **Topic number : 155** دیکھیں۔

خریدار نے پھل نہیں توڑے۔ اب اگر پھل (سودے کے وقت سے) زیادہ ہوگئے تو جو زیادہ ہوئے ہیں، اسے صدقہ کرے یعنی سودا کرنے کے دن پھلوں کی جو قیمت (price) تھی اُس قیمت پر آج کی قیمت میں جو کچھ اضافہ ہوا وہ خیرات کرے مثلاً اُس دن ہزار روپے قیمت تھی اور آج ان کی قیمت بارہ سو روپے ہے تو دو (2) روپے خیرات کردے اور () اگر سودے کے دن پھل سب نکل آئے تھے، اُن کی تعداد زیادہ نہ ہوئی تھی صرف اتنا ہوا کہ اُس وقت پکے ہوئے نہیں تھے، اب پک گئے تو اس صورت میں صدقہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ **ہاں!** اتنے دن بغیر اجازت بیچنے والے کے درخت پر، اپنے پھل لگے رہنے دینے کا گناہ ہوا۔

(بہار شریعت ح ۱۱، ص ۶۳۷، ۶۳۶، مسئلہ ۸۱، ۸۰، مُلخصاً)

بیع میں "اِستِثنَا" (کسی چیز کو الگ کرنا، exception) ہو سکتا ہے یا نہیں:

{1} جس چیز کو اکیلا خرید یا بیچا جا سکتا ہو، سودا کرتے ہوئے اس طرح کی چیز کا "اِستِثنَا" (الگ کرنا یعنی یہ نہیں خریدینگے، ایسا کرنا) صحیح ہے۔ **مثلاً** غلّے (اناج۔grain) کی ایک ڈھیری (بوری) دس کلو کی ہے، اُس میں سے کم، یا زیادہ خرید سکتے ہیں۔ **اسی طرح** پورا دس (10) کلو بھی خرید سکتے ہیں۔

{2} بکریوں کے ریوڑ (بہت سی بکریوں) میں سے (بتا کر کہ یہ والی) ایک بکری خرید سکتے ہیں۔ اسی طرح (پورے ریوڑ میں سے) ایک مُتَعَیَّن بکری (مثلاً یہ والی بکری) کو "اِستِثنَا" (الگ) کر کے (یعنی ریوڑ میں سے ایک مخصوص بکری (specific goat) کے علاوہ) سارا ریوڑ (یعنی سب بکریاں) بھی خرید سکتے ہیں () غیر مُتَعَیَّن بکری کو نہ خرید سکتے ہیں، نہ اُس کا "اِستِثنَا" کر سکتے ہیں (یعنی نہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ کسی ایک بکری کو خریدا اور یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ ان سب بکریوں میں سے کسی ایک بکری کے علاوہ ساری بکریاں خریدیں)۔

{3} درخت پر پھل لگے ہوں اُن میں کا ایک مَحْدُود حِصّہ (limited part) خرید سکتے ہیں () اسی طرح اُس حصّے کو "اِستِثنَا" (یعنی الگ) بھی کر سکتے ہیں (یعنی یہ حصّہ نہیں خریدنا) مگر یہ بات ضروری ہے کہ جتنے حصّے کا استثنا کیا جائے (یعنی جو حصّہ نہیں لینا) وہ اتنا زیادہ بھی نہ ہو کہ اُس حصّے کو نکالنے کے بعد "مَبِیْع" (بیچی جانے والی چیز) ہی ختم ہو جائے یعنی یہ بات یقیناً معلوم ہو کہ "اِستِثنَا" (یعنی الگ کرنے) کے بعد "مَبِیْع" باقی رہے گی اور اگر

شک بھی ہو کہ "مَبِیْع" باقی نہیں رہے گی تو اب "اِسْتِثْنَا" کرنا درست نہیں ہو گا۔

{4} باغ خریدا اُس میں سے ایک مُتَعَیَّن درخت کا (مثلاً یہ والا درخت) "اِسْتِثْنَا" کیا (کہ یہ نہیں لونگا) تب بھی تجارت (trade) صحیح ہے۔

{5} بکری کو بیچا اور اُس کے پیٹ میں جو بچہ ہے اُس کا "اِسْتِثْنَا" کیا (یعنی بکری خریدی مگر بچہ نہیں خریدا تو) یہ تجارت (trade) صحیح نہیں ہے۔

{6} (مکمل جانور میں سے) جانور کے سری (سر)، پائے (پاؤں)، دُنبہ کی چکی (دنبے کی چوڑی دُم) کا "اِسْتِثْنَا" (یعنی الگ) نہیں کیا جاسکتا کہ اس طرح بیع فاسد (تجارت خراب) ہو گی۔

() جزو شائع (ایک مقدار۔quantity) مثلاً نصف (50٪) یا چوتھائی (25٪ 4, 1/) کو خرید بھی سکتے ہیں اور اس کا "اِسْتِثْنَا" (یعنی اتنا نہیں خریدنا، یہ) بھی کرسکتے ہیں اور اس طرح کرنے سے خریدنے اور بیچنے والے (دونوں) جانور میں شریک (partner) ہو جائیں گے۔ (بہار شریعت ح ۱۱، ص ۶۳۷، ۶۳۸، مسئلہ ۸۳، مُلخصاً)

ناپنے تولنے (وزن کرنے) والے اور پرکھنے (test کرنے) والے کی اُجرت (wages) کس پر ہے؟:

{1} "مَبِیْع" کے ماپ یا تول (وزن کرنے) یا گنتی (count کرنے) کی اُجرت دینی پڑے تو وہ بیچنے والا (seller) دے گا کیونکہ "مَبِیْع" (بیچی گئی چیز) کو خریدار (buyer) کے سپرد اس طرح کرنا (مثلاً ہاتھ میں دینا) بیچنے والے (seller) کی ذمہ داری (responsibility) ہوتی ہے کہ وہ چیز ماپی ہوئی (measured)، یا وزن شدہ (weighted)، یا گنی ہوئی (counted) ہو۔

() "ثمن" کے تولنے یا گننے یا پرکھنے (testing) کی اُجرت (wages) دینی پڑے تو یہ خریدار کی ذمہ داری (responsibility) ہے۔ **نوٹ:** پہلے وقتوں میں "ثمن" سونے، چاندی کے سکّے (coins) ہوتے تھے تو ضرورت اس بات کی ہوتی تھی کہ انہیں چیک کریں کہ یہ خالص (pure) ہیں یا ان میں کھوٹ (مثلاً زنگ وغیرہ لگے ہوئے) تو نہیں۔ آج کل کے نوٹوں (terminological currency) میں اس کی ضرورت نہیں پڑتی۔

{2} درخت کے سارے پھلوں کا اندازہ لگایا اور قیمت (price) طے کر لی، اسی طرح () کھیت میں موجود لہسن (garlic)، پیاز (onion) کا اندازہ لگا کر، قیمت طے کر لی () کشتی میں موجود سارے غلّے (اناج) کا اندازہ لگا کر، قیمت طے کر لی۔ اب بیچنے والے نے کہا کہ یہ چیزیں لے جاؤ تو اب پھل توڑنے، لہسن، پیاز نکلوانے یا کشتی سے "مَبِیْع" باہر لانے کی اُجرت (wages) دینا، خریدار کی ذمہ داری (responsibility) ہے۔

{3} بروکر (مال کمیشن پر بیچنے والے) کی اُجرت، مال بیچنے والے کی ذمہ داری (responsibility) ہے جبکہ اُس (بروکر) نے سامان مالک کی اجازت سے بیچا ہو اور () اگر بروکر نے طَرفَین (دونوں طرف یعنی خریدنے والے اور بیچنے والے کی طرف سے، تجارت۔trade) میں کوشش کی ہو مگر سودا مالک نے ہی کیا ہو تو جیسا وہاں (اُس شہر) کا عُرف (رواج۔عادت) ہو، اسی کے مطابق بروکری ہو گی (، کمیشن ہو گا) یعنی اگر اس صورت (case) میں عُرفاً (عادۃً) بروکری دینا بیچنے والے کی ذمہ داری (responsibility) ہوتی ہو تو اب بھی بروکری بیچنے والا (بائع) ہی دے گا () اگر عُرفاً خریدار (مُشتَری) کی ذمہ داری ہے تو خریدار، بروکری دے گا () اگر عُرفاً دونوں کے ذمہ داری ہو، تو دونوں دیں گے۔ (بہار شریعت ح ۱۱، ص ۶۳۹، ۶۳۸، مسئلہ ۸۸، ۸۷، ۸۶، مُلخصاً)

"مَبِیْع" (sold goods) اور "ثمن" (bought goods or currency) پر قبضہ کرنا (مثلاً اپنے اپنے ہاتھ میں لینا):

{1} (۱) روپیہ (چاندی کا بنا ہوا سکّا۔silver coin) اشرفی (سونے کا سکّا۔gold coin) پیسہ (تانبے (copper) یا، پیتل (brass) وغیرہ سے بنے ہوئے سکّے۔coin) سے خریداری کی اور "مَبِیْع" (بیچا گیا سامان) وہاں موجود ہے تو "ثمن" (روپیہ یا اشرفی یا پیسہ) فوراً دینا ہو گا۔

(۲) اس صورت (case) میں اگر خریدار کو "خیار شرط"[22] نہ ہو تو خریدار (buyer) پہلے رقم (price) دے گا، اُس کے بعد سامان قبضے (مثلاً اپنے ہاتھ) میں لے سکتا ہے، یعنی اس صورت (case) میں بیچنے والے

---

(22) "خیار شرط" یعنی سودا مکمل (final) کرنے کے لیے کچھ دن کا ٹائم لینا۔ تفصیل اسی Topic میں آگے آرہی ہے۔

(seller) کو یہ حق (right) ہو گا کہ جب تک خریدار (buyer) رقم نہ دے، بیچنے والا سامان روک سکتا ہے۔

(۳) اگر "مَبِیْع" (بیچا گیا سامان) وہاں موجود نہ ہو تو بیچنے والا جب تک سامان لے کر نہ آئے، رقم کا مطالبہ (demand) نہیں کر سکتا۔

(۴) اگر دونوں طرف سامان ہو مثلاً کتاب کو کپڑے کے بدلے میں خریدا، یا() دونوں طرف "ثمن" ہو مثلاً روپیہ (تانبے (copper) یا، پیتل (brass) وغیرہ سے بنے ہوئے سکّے۔coin) یا اشرفی (سونے کے سکّے) سے سونا چاندی خریدا تو دونوں کو اُسی مجلس (جگہ) میں ایک ساتھ لین دین (give and take) کرنا ہو گا[23]۔

{2}(۱) خریدار نے ابھی "مَبِیْع" (خریدے گئے سامان) پر قبضہ نہیں کیا تھا اور وہ سامان بیچنے والے کے ہاتھ (یا اُس کے کسی کام) سے ہلاک (یعنی مال ضائع (waste) یا ختم) ہو گیا، یا() اُس "مَبِیْع" نے خود اپنے کو ہلاک کر دیا (مثلاً جانور لے رہے تھے اور اُس جانور نے کنویں میں چھلانگ لگا دی) یا آفت سَمَاوی (کسی آسمانی مصیبت مثلاً آسمانی بجلی) سے ہلاک ہو گیا (مر گیا) تو "بیع باطل" ہو گئی (یعنی تجارت (trade) ہی نہ رہی)() بیچنے والے نے اگر رقم لے لی تھی تو واپس کرے۔

(۲) اگر وہ چیز خریدار کی طرف سے ہلاک ہو (مثلاً جانور کو بھگایا (دوڑایا) اور وہ کنویں میں گر کر مر گیا) اور بیع مطلق (یعنی رقم کے ساتھ کوئی سامان وغیرہ خریدنے والی تجارت تھی۔un conditional sale / absolute sale) تو اب اس کی رقم خریدار پر لازم ہو گئی() اس صورت (case) میں اگر خریدار کو "خیارِ شرط"[24] حاصل ہو، یا وہ "بیع فاسد"[25] (خراب تجارت) ہو تب اس کی رقم (طے شدہ قیمت) دینا تو خریدار پر لازم نہیں ہو گی مگر اس کا "تاوان" (اس کی اصل قیمت یا ویسی ہی چیز) دینا لازم آئے گا۔

---

(23) ایک مجلس میں تجارت کرنے کا تعلق "سود" سے ہے، تفصیل کے لیے Topic number : 168 دیکھیں۔

(24) "خیارِ شرط" یعنی سودا مکمل (final) کرنے کے لیے کچھ دن کا ٹائم لینا۔ اس کی تفصیل اسی Topic میں آ رہی ہے۔

(25) "بیع فاسد" کی تفصیل (detail) کے لیے Topic number : 155 دیکھیں۔

www.farzuloom.net

"تاوان کی وضاحت": اگر وہ چیز مثلی ہے (یعنی ایسی ہے کہ جس طرح کی چیزیں بازار میں ملتی ہیں اور قیمت میں زیادہ فرق نہیں ہوتا، مثلاً انڈا۔egg) تو اُس کی مثل دے (یعنی انڈے کے بدلے انڈا) اور قیمی ہے (یعنی ایسی چیز ہے کہ اس سے ملتی جلتی چیزیں تو بازار میں ملتی ہیں، مگر قیمت میں بہت فرق ہوتا ہے) تو قیمت دے دے (یعنی بازار میں اس بکری کا بھاؤ (rate) کیا ہے کہ جو ہلاک ہوئی یعنی مر گئی، اتنی رقم دے)۔

(۳) اگر کسی تیسرے شخص (3rd person) نے اس چیز کو ہلاک (ختم) کر دیا تو خریدار کو اختیار (option) ہے چاہے تو "بیع" ہی "فسخ" کر دے (یعنی سودا ختم کر دے) لیکن اس صورت (case) میں ہلاک (یعنی ضائع۔ waste) کرنے والا مال بیچنے والے کو تاوان (اس کی اصل قیمت یا ویسی ہی چیز) دے گا() خریدار (buyer) چاہے تو سودا باقی رکھے، بیچنے والے کو پیسے دے دے اور ہلاک کرنے والے سے "تاوان" لے لے۔

{3}(۱) دو چیزیں ایک ساتھ کسی کو بیچیں۔ چاہے ہر ایک کے پیسے الگ الگ بتا دیے ہوں، پھر بھی بیچنے والے کو حق (right) ہے کہ جب تک خریدار دونوں کے (مکمل) پیسے نہ دے تب تک وہ دونوں چیزیں ہی خریدار کو نہ دے۔ مثلاً دو گھوڑے ایک ساتھ بیچے، پہلا ۵ لاکھ (5 lac) کا دوسرا ۴ لاکھ (4 lac) کا اور مشتری نے ۵ لاکھ دے دیے تب بھی بیچنے والا دونوں گھوڑے روک سکتا ہے (یعنی خریدار کو کوئی گھوڑا بھی نہ دینے کا حق رکھتا ہے)۔

(۲) اگر خریدار نے بیچنے والے کو سودے کی رقم تو نہ دی مگر اس کے پاس کوئی چیز "رہن"[26] (mortgage) رکھ دی یا ضامن[27] (guarantor) پیش کر دیا، تب بھی "مَبِیْع" (بیچا گیا سامان) روکنے کا حق (right) بیچنے والے کے لیے باقی ہے() چاہے بیچنے والے نے "ثمن" کا کچھ حصّہ معاف کر دیا ہو (مثلاً ہزار میں سے دو سو

---

(26) **"رہن"** (mortgage) کی تفصیل (detail) کے لیے **Topic number : 161** دیکھیں۔

(27) **"کفالت"** (guaranty) سے مراد ایک شخص، دوسرے کے ذمے (مثلاً کاروباری قرض) کو اپنے اوپر اس طرح لے لے کہ پہلے کا مطالبہ (مثلاً قرضہ واپس مانگنا) دوسرے شخص سے بھی ہو سکتا ہو۔ تفصیل **Topic number : 164** میں۔

www.farzuloom.net

روپے)تو جو کچھ باقی ہے، اُسے جب تک نہ لے لے، اب بھی "مَبِیْع" کو روک سکتا ہے۔

{4}سودا پورا ہو جانے کے بعد بیچنے والے نے پیسے لینے کا کوئی وقت طے (fixed) کر لیا۔ اب اسے "مَبِیْع" (بیچا گیا سامان) روکنے کا حق نہ رہا، لیکن اس صورت (case) میں بھی "مَبِیْع"، خود بیچنے والا ہی دے گا۔ اگر خریدار نے بیچنے والے کی اجازت کے بغیر ہی مال / سامان لے لیا تو بیچنے والا، خریدار سے واپس لے سکتا ہے() اگر خریدار نے بغیر اجازت، بیچنے والے کے سامنے ہی سامان / مال لے لیا اور اس نے منع نہ کیا تو اب بیچنے والا "مَبِیْع" واپس نہیں لے سکتا۔

{5}(۱) خریدار نے "مَبِیْع" (خریدا ہوا سامان) کسی کے پاس امانت رکھوا دیا، یا() عاریت پر رکھوا دیا (یعنی عارضی طور پر کام کے لیے دے دیا جیسے کسی کو لکھنے کے لیے قلم دیتے ہیں)، یا() بیچنے والے سے کہہ دیا کہ فلاں کو دے دے تو بیچنے والے نے اس شخص کو دے دیا کہ جسے دینے کا خریدار نے کہا تھا۔ ان سب صورتوں (cases) میں خریدار (buyer) کا قبضہ ہو گیا (یعنی حکم دیا جائے گا کہ یہ چیز، خریدار کے ہاتھ میں چلی گئی اور "بیع" (یعنی تجارت (trade) مکمل ہو گئی)۔

(۲) **ہاں!** اگر خریدار نے (ہاتھ میں لیے بغیر) خود بیچنے والے کے پاس امانت رکھ دی، یا عاریت کر دی (یعنی عارضی استعمال کے لیے دے دی)، یا کرایہ پر (بیچنے والے ہی کو) دیدی یا، بائع کو کچھ "ثمن" دیدیا (پیسے دے دیے) اور کہدیا کہ میں نے جتنے پیسے دے دیے ہیں، اتنی چیز میری ہو گئی (مثلاً ایک گاڑی خریدی، اس کے آدھے (50٪) پیسے دے دیے تو آدھی گاڑی میری ہو گئی) اب جس حصّے کے پیسے میں نے دینے ہیں (50٪ گاڑی کے پیسے جو نہیں دیے)، اُس کے بدلے میرا حصّہ (50٪ گاڑی کے پیسے جو میں نے دے دیے) تمہارے پاس "رہن" (mortgage) کے طور پر رکھوا دیا (یعنی آدھی گاڑی تمہارے پاس رہن ہے)، تو ان سب صورتوں (cases) میں "مَبِیْع" پر خریدار کا قبضہ نہ ہوا (یعنی یہ چیز ضائع ہوئی تو بیچنے والا اس کا ذمہ دار (responsible) ہو گا، خریدار (مُشتَری) کا کوئی نقصان نہیں ہو گا)۔

{6}(۱) بیچنے والے (بائع) نے "مَبِیْع" اور خریدار کے درمیان "تخلیہ" کر دیا یعنی اگر وہ قبضہ کرنا چاہے تو

"مَبِیْع" پر قبضہ کر سکے (اپنے ہاتھ میں لے سکے) اور اس قبضے میں کوئی چیز رُکاوٹ نہ ہو، نہ ہی بیچی گئی چیز اور خریدار کے درمیان کوئی ایسی چیز رکھی ہوئی ہو کہ خریدار، سامان نہ اُٹھا سکے تو حکم دیا جائے گا کہ "مَبِیْع" پر خریدار کا قبضہ ہو گیا (یعنی اب اگر چیز بیچنے والے کی طرف سے جان بوجھ کر (deliberately) ضائع (waste) نہ ہوئی بلکہ خود ضائع (ختم یا خراب) ہو گئی تو یہ خریدار کی چیز ضائع ہوئی، بیچنے والا ذمہ دار (responsible) نہیں ہو گا)۔

(۲) اسی طرح خریدار (buyer) نے اگر پیسے اور بیچنے والے میں "تخلیہ" کر دیا (کہ وہ لینا چاہے تو کوئی رکاوٹ نہ ہو) تو یہ بھی "بائع" (بیچنے والے) کو "ثمن" (مثلاً رقم) دے دینا ہے۔

{7}(۱) اگر اس طرح "تخلیہ" کیا کہ قبضے میں کوئی شے رُکاوٹ ہے مثلاً "مَبِیْع" دوسرے کے حق (right) میں مصروف (busy) ہے۔ جیسے مکان بیچا اور اُس میں بائع (بیچنے والے) کا سامان موجود ہے، چاہے تھوڑا سا ہی ہو، یا زمین بیچی اور اُس میں بائع (بیچنے والے) کی کھیتی (cultivation) موجود ہے تو ان صورتوں (cases) میں مُشتَری (یعنی خریدار) کا قبضہ (مثلاً ہاتھ میں لینا) نہیں کہلائے گا۔

(۲) **ہاں!** بائع نے گھر و سامان دونوں پر قبضہ کرنے کو کہدیا اور خریدار نے قبضہ کر بھی لیا تو اب قبضہ ہو گیا اور اس صورت میں بیچنے والے کا سامان، مُشتَری (یعنی خریدار) کے پاس امانت ہو گا۔

(۳) اگر خود "مَبِیْع" نے دوسری چیز کو مصروف کر رکھا ہو مثلاً غلّہ (اناج) خریدا جو بیچنے والے کی بوریوں میں ہے (کہ اس میں خود اناج کی حفاظت ہے) یا پھل خریدے جو درخت میں لگے ہیں (اس میں پھل کو فائدہ ہے) تو "تخلیہ" کر دینے سے، خریدار کا قبضہ ہو جائے گا۔

{8}(۱) گھر خریدا جو کسی کو کرائے پر دیا ہوا ہے اور خریدار اس بات پر راضی (agree) ہو گیا کہ جب تک اجارہ کی مُدَّت (duration) پوری نہیں ہوتی (کرایہ دار اس گھر میں رہے اور) عقد فَسخ (یعنی سودا ختم) نہ کیا جائے۔ جب اجارہ کی مُدَّت (duration) پوری ہو گی تو اُس وقت (خریدار) قبضہ کریگا (اور یہ سودا مکمل ہو جائے گا)۔

(۲) اس بات پر راضی (agree) ہونے کے بعد، وقت سے پہلے مُشتَری قبضے کا مطالبہ (demand) نہیں

www.farzuloom.net

کر سکتا۔ اسی طرح بائع (بیچنے والا) بھی خریدار سے پیسوں کا مطالبہ نہیں کر سکتا، جب تک گھر خریدار کو نہ دے دے۔

{9} مکان (یعنی گھر) بیچا اور اُس کی چابی بائع (یعنی بیچنے والے) نے خریدار کو دے کر کہہ دیا کہ: میں نے "تخلیہ" کر دیا (یعنی یہ مکان تمہیں دے دیا) ہے۔ اگر وہ مکان وہیں ہے کہ آسانی کے ساتھ خریدار، اُس مکان میں تالا (lock) لگا سکتا ہے تو قبضہ ہو گیا() اگر وہ گھر دور ہے تو قبضہ نہ ہوا، چاہے بائع (بیچنے والے) نے کہہ دیا ہو کہ "میں نے تمھیں دے دیا" اور مُشتَری (خریدار) نے کہا کہ "میں نے قبضہ کر لیا" (پھر بھی قبضہ نہ ہوا)۔

{10}(۱) بیل (ox) خریدا جو چر رہا تھا (یعنی چارہ وغیرہ کھا رہا تھا)، بائع نے کہہ دیا: "جاؤ قبضہ کر لو"۔ اگر بیل سامنے ہے کہ اُس کی طرف اشارہ کیا جا سکتا ہے تو قبضہ ہوا، ورنہ نہیں۔() **ہاں!** اگر قبضے کے لیے اُس جانور کو تھامنا (پکڑنا) ضروری ہے تو پکڑنے کے بعد ہی قبضہ ہو گا۔ (الفتاوی الھندیۃ، کتاب البیوع، ج۳، ص۱۷، ۱۸، ملخصاً)

(۲) کپڑا خریدا اور بائع (بیچنے والے) نے کہہ دیا کہ قبضہ کر لو (یعنی پکڑ لو)۔ اگر کپڑا اتنا قریب ہے کہ خریدار (buyer) ہاتھ بڑھا کر لے سکتا ہے تو قبضہ ہو گیا اور() اگر قبضہ کے لیے اُٹھنا پڑے گا تو صرف "تخلیہ" (یعنی "پکڑ لو" کہہ دینے) سے قبضہ نہیں ہو گا۔

{11}(۱) نگینہ (پتھر) جو انگوٹھی میں ہے اسے خریدا، بیچنے والے نے انگوٹھی خریدار کو دے دی کہ اس میں سے نگینہ نکال لو اور وہ انگوٹھی مُشتَری (خریدار) کے پاس سے ضائع (waste) ہو گئی تو اس کی دو (2) صورتیں ہیں: (a) اگر خریدار آسانی سے نگینہ (پتھر) نکال سکتا تھا تو قبضہ صحیح ہو گیا، اب خریدار اُس (پتھر) کے پیسے بائع (بیچنے والے) کو دے گا اور (b) اگر بغیر تکلیف اُٹھائے، اُس انگوٹھی میں سے نگینہ نہ نکال سکتا ہو تو اس طرح کی انگوٹھی دینے سے نگینے (پتھر) پر قبضہ نہیں ہوا لہٰذا انگوٹھی ضائع (waste) ہونے پر خریدار، بائع کو کچھ بھی نہیں دے گا۔

(۲) اگر انگوٹھی ضائع (waste) نہ ہوئی اور بغیر تکلیف اُٹھائے، خریدار نگینہ نکال نہیں سکتا اور کوشش کر کے اُس نگینے کو نکالنا نہیں چاہتا تو اُسے اختیار (option) ہے کہ وہ انتظار کرے یہاں تک کے بیچنے والا، اُس نگینے

(پتھر) کو انگوٹھی سے الگ کر دے یا پھر سودا ہی ختم کر دے۔

{12} تیل خریدا اور بیچنے والے کو بوتل دے کر کہا کہ: "میرے مُلازم (servent) کے ہاتھ میرے گھر بھیج دینا() اب اگر راستے میں بوتل ٹوٹ گئی اور تیل ضائع (waste) ہو گیا تو خریدار کا نقصان ہوا (کیونکہ خریدار کے مُلازم کے ہاتھ میں آنا بھی خریدار کا قبضہ ہے) اور() اگر یہ کہا تھا کہ اپنے مُلازم (servent) کے ہاتھ میرے گھر پر بھیج دینا (اور بوتل ٹوٹنے سے تیل گر گیا) تو بیچنے والے کا نقصان ہو گا (کیونکہ ابھی تک خریدار کا قبضہ ہی نہیں ہوا)۔

{13} کوئی چیز خرید کر بائع (بیچنے والے) کے پاس چھوڑ دی (لیکن قبضہ نہ کیا) اور کہہ دیا کہ کل لے جاؤں گا اگر نقصان ہوا تو میرا ہو گا۔ مثلاً وہ جانور تھا جو رات میں ہی مر گیا تو بائع کا نقصان ہوا، خریدار نے جو کہا تھا کہ "نقصان میرا ہو گا" یہ بات بیکار (یعنی فضول) ہے کیونکہ جب مُشتَری کا قبضہ ہی نہیں ہوا تھا تو اس کا نقصان سے کیا تعلق؟

{14}(۱) کوئی چیز بیچی مگر پیسے نہ لیے اور کسی تیسرے شخص کے پاس، وہ چیز رکھوا دی کہ خریدار اس (تیسرے) شخص کو پیسے دے کر "مَبِیْع" لے لے() اب وہاں (تیسرے شخص کے پاس) وہ چیز ضائع (waste) ہو گئی تو نقصان بائع (بیچنے والے) کا ہو گا۔

(۲) اگر اس تیسرے شخص کے پاس رکھوانے کا خریدار (buyer) نے ہی کہا تھا کہ فلاں کے پاس رکھوا دو، میں پیسے دے کر اُس سے لے لونگا اور وہ چیز تیسرے شخص کے پاس ہلاک (یعنی ضائع۔waste) ہو گئی، تب بھی نقصان بائع (بیچنے والے) ہی کے ہو گا (کیونکہ خریدار کو مال ملا ہی نہیں تو اس کا قبضہ ہی نہیں ہوا لہٰذا یہ نقصان خریدار کا نہیں ہوا)۔

{15} "مَبِیْع" (یعنی جس چیز کا سودا ہوا، وہ) بائع (بیچنے والے) کے ہاتھ میں تھی اور مُشتَری نے اُسے ہلاک کر دیا یا، اُس میں عیب پیدا کر دیا (خراب کر دیا) یا، بیچنے والے نے خریدار کے کہنے پر تبدیلی کر دی (مثلاً سوراخ کر دیا)، یعنی ان میں سے کوئی بھی کام کیا تو خریدار کا قبضہ ہو گیا() گیہوں (گندم۔wheat) خریدے اور بائع سے کہا کہ انھیں پیس دے (grind کر دے) اُس نے پیس دیا تو یہ بھی خریدار کا قبضہ ہو گیا اور یہ آٹا خریدار ہی کا

www.farzuloom.net

ہے۔

{16}(۱) مُشتَری (خریدار) نے قبضہ سے پہلے ہی بیچنے والے سے کہہ دیا کہ "مَبِیْع" (یعنی جس چیز کا سودا ہوا ہے) فلاں شخص کو "ہِبہ" کر دو (یعنی تحفہ۔gift دے دو)، بائع نے تحفہ دے دیا تو خریدار کی طرف سے قبضہ ہو گیا۔

(۲) اگر خریدار نے کہا کہ اسے کرایہ پر دیدو، بیچنے والے نے اُس چیز (مثلاً گھر) کو کرائے پر دے دیدیا تو یہ بھی خریدار کا قبضہ ہو گیا اور اب کرایہ خریدار (buyer) ہی کو ملے گا۔

{17}(۱) "مَبِیْع" (یعنی جس چیز کا سودا ہو رہا تھا، اُس) پر خریدار کا قبضہ پہلے ہی سے تھا۔ اگر وہ قبضہ ایسا ہے کہ جس میں چیز ضائع (waste) ہونے کی صورت (case) میں تاوان (جرمانہ۔fine) دینا پڑتا ہے تو خریدنے کے بعد دوبارہ (again) قبضہ کرنے کی ضرورت نہیں، جیسے: وہ چیز خریدار نے غصب کر رکھی تھی (مثلاً چھین کر لے لی تھی) یا "بیع فاسد"[28] (خراب تجارت) کے ذریعہ خرید کر پہلے ہی سے قبضہ کر لیا تھا پھر وہی سودا صحیح طریقے سے کر لیا (یعنی "بیع فاسد" کو شرعی طریقے سے "بیع صحیح" کر لیا) تو وہی پہلا قبضہ کافی (enough) ہے() ایسا شخص جس کے پاس پہلے سے چیز تھی، وہ سودے کی خرابی دور کر کے صحیح طریقے سے زبانی سودا کر کے ابھی گھر بھی نہ پہنچا تھا کہ وہ شے ہلاک (waste) ہو گئی تو خریدار ہی کی چیز ہلاک ہوئی۔

(۲) اگر وہ قبضہ ایسا نہ ہو جس سے ضمان (تاوان۔جرمانہ) لازم آئے، مثلاً خریدار کے پاس وہ چیز امانت کے طور پر تھی تو اب دوبارہ (again) قبضہ کرنے کی ضرورت ہے۔

(بہار شریعت ح۱۱، ص۶۳۹ تا ۶۴۶، مسئلہ ۸۹ تا ۹۲، ۹۴، ۹۶ تا ۹۸، ۱۰۰، ۱۰۳، ۱۰۷ تا ۱۱۲، ۱۱۵، مُلخصاً)

"خیارِ شرط" کا بیان (یعنی سودا مکمل (final) کرنے کے لیے کچھ دن کا ٹائم لینا، right to terminate the transaction):

(28) "بیع فاسد" کی تفصیل (detail) کے لیے Topic number : 155 دیکھیں۔

{1} بیچنے والے اور خریدار کو یہ حق (right) حاصل ہے کہ وہ قطعی (پوری) طور پر بیع (final) نہ کریں (یعنی ابھی سودا مکمل نہیں ہوا) بلکہ سودا کرتے ہوئے یہ شرط (precondition) کرلیں کہ اگر سودا سمجھ میں نہیں آیا تو یہ سودا باقی نہ رہے گا، اسے "خیار شرط" کہتے ہیں۔ اس کی ضرورت دونوں (یعنی خریدنے والے اور بیچنے والے) کو ہوتی ہے کیونکہ کبھی بیچنے والا مارکیٹ ریٹ کی معلومات نہیں رکھتا تو کم قیمت میں چیز دے رہا ہوتا ہے اور کبھی خریدنے والا قیمت نہیں جانتا تو مہنگی لے رہا ہوتا ہے، یا کبھی دونوں ہی کو مشورے کی ضرورت ہوتی ہے، یا ایسا ہوتا ہے کہ اگر اس وقت نہ خریدا تو یہ چیز کوئی اور خرید لے گا، یا گاہک ہاتھ سے نکل جائے گا تو ایسی صورت میں شریعت (دینِ اسلام) نے دونوں کو یہ موقع (opportunity) دیا ہے کہ غور کرلیں اگر پسند نہ ہو تو "خیارِ شرط" کے اختیار (option) پر سودا ختم کردیں۔

{2} خیار شرط جن چیزوں میں ہو سکتا ہے، ان میں یہ بھی ہیں: (1) **"بیع"** (تجارت۔trade)، (2) **"اجارہ"** (ملازم رکھنا۔employment contract)، (3) **"راہن"** (رہن (mortgage) رکھنے والے) کے لیے ہو سکتا ہے (لیکن "مُرتَہِن" (جس کے پاس رہن رکھا جائے) کے لیے نہیں کیونکہ یہ جب چاہے رہن کو چھوڑ سکتا ہے، اسے "خیار" کی ضرورت ہی نہیں) (4) **"کِفالت"** (guaranty) میں **"مَکْفُوْل لَہ"** (جس کی کفالت کی جائے) اور **"کَفِیل"** (ضامن۔guarantor) کے لیے بھی ہو سکتا ہے، (5) **"اِبرا"** (یعنی کسی کو اپنا حق معاف کردینے) میں ہو سکتا ہے (مثلاً یہ کہا کہ میں نے تجھے بَرِی کیا اور (اپنے پیسے مُعاف کرنے کے لیے) مجھے تین (3) دن تک اختیار (option) ہے)۔

(6) **"حوالہ"** میں ہو سکتا ہے (**"حوالہ" کا مطلب:** قرض لینے والا، کبھی قرض واپس کرنے کی طاقت نہیں رکھتا، اب وہ کسی تیسرے فرد (3rd person) کو بیچ میں ڈالتا ہے کہ " میرا قرض ، یہ دے گا" اور قرض دینے والا بھی اس بات کو قبول (accept) کرلیتا ہے تو یہ "حوالہ" کہلائے گا)۔

(7) **"مزارعت"** میں ہو سکتا ہے (**"مزارعت" کا مطلب:** کسی کو اپنی زمین اس طرح کاشت (cultivation) کے لیے دینا کہ جو کچھ پیداوار (production) ہوگی دونوں میں (مثلاً آدھی (50٪) آدھی یا ایک تہائی (1/3) دو تہائیاں (2/3) تقسیم (distribute) ہوگی)۔

www.farzuloom.net

(8) **"معاملہ"** میں ہو سکتا ہے (**"معاملہ" کا مطلب:** باغ یا درخت کسی کو اس لیے دینا کہ اس کی خدمت (دیکھ بھال) کرے اور جو کچھ اُس سے پیداوار (production) ہو گی، اُس کا ایک حصّہ کام کرنے والے کو اور ایک حصّہ مالک (owner) کو دیا جائے گا اس کو "مساقاۃ" کہتے ہیں اور اس کا دوسرا نام "معاملہ" بھی ہے)۔

(9) **"شُفعہ"** کرنے کے بعد "طلب مُواثبت" میں بھی "خیار" ہو سکتا ہے (**"شُفعہ" کا مطلب:** غیر منقول جائداد (یعنی جو چیز ایک جگہ سے دوسری جگہ نہ جاسکے، مثلاً گھر، دکان) کو ایک شخص نے بیچا، تو اس جگہ کے پڑوس میں رہنے والے کو یہ حق (right) حاصل ہوتا ہے کہ وہ اُسی قیمت (price) میں خرید لے کہ جتنے میں مالک (owner) نے بیچا ہو، اسے "شُفعہ" کہتے ہیں۔ **"طلب مُواثبت" کا مطلب:** یہ ہے کہ جیسے ہی پڑوسی کو اپنے ساتھ والی جگہ بکنے کی خبر ہوئی، تو اُس نے فوراً کہا: میں شُفعہ چاہتا ہوں (یعنی اپنی ساتھ والی جگہ خریدنا چاہتا ہوں)۔ **" خیار شفعہ ":** میں شُفعہ چاہتا ہوں مگر مجھے دو (2) دن کا اختیار (option) ہے۔

() جن چیزوں میں خیار نہیں ہو سکتا، ان میں یہ بھی ہیں: (1) **"نکاح"**، (2) **"طلاق"**، (3) **"قَسَم"**، (4) **"نذر"** (منّت)، (5) **"اقرارِ عقد"** (کسی سودے کو ماننا (accept کرنا) کہ یہ سودا ہوا تھا، جس بات کا "اقرار" کیا، وہ اقرار کرنے والے پر لازم ہو جاتا ہے)، (6) **"بیع صرف"** (سونے، چاندی کی تجارت۔trade)، (7) **"سلم"**[29] (مخصوص شرطوں (specific preconditions) کے ساتھ اس طرح سودا کرنا کہ رقم پہلے دینا اور مال بعد میں لینا)، (8) **"وکالت"**[30] (attorneyship)، یہ کہہ دیا کہ میں نے تجھے فلاں کام کرنے کا وکیل کیا، یا میں یہ چاہتا ہوں کہ تم میری یہ چیز بیچ دو، یا میری خوشی یہ ہے کہ تم یہ کام کر دو یہ سب صورتیں، "وکیل" بنانے (یعنی "وکالت") کی ہیں)۔

{3} "خیارِ شرط" کا وقت زیادہ سے زیادہ تین (3) دن ہے اور اس سے کم وقت بھی ہو سکتا ہے مگر تین (3) دن سے زیادہ نہیں ہو سکتا۔

{4} اگر کوئی ایسی چیز خریدی کہ جو جلدی خراب ہونے والی ہے (مثلاً کیلے) اور خریدار کو تین (3) دن کا "خیار

---

(29) **"بیع سلم"** کی تفصیل (detail) کے لیے **Topic number : 166** دیکھیں۔

(30) **"وکالت"** کی تفصیل (detail) کے لیے **Topic number : 163** دیکھیں۔

www.farzuloom.net

شرط "تھا تو اُس سے کہا جائے گا کہ یا تو سودا مکمل کر لو (یعنی یہ چیز لے لو) یا سودا ختم کر دو۔

() اگر خراب ہونے والی چیز کسی نے بغیر "خیارِ شرط" کے خریدی لیکن بغیر قبضہ کیے، بغیر پیسے دیے، چلا گیا اور غائب ہو گیا تو بائع (بیچنے والا) اس چیز کو دوسرے کے ہاتھ بیچ سکتا ہے() اس دوسرے خریدار (buyer) کو یہ بات معلوم ہو کہ "بائع" یہی چیز پہلے بیچ چکا ہے، تب بھی اس دوسرے خریدار کا یہ (چیز) خریدنا، جائز ہے۔

{5} تین (3) دن سے زیادہ کی مُدّت (duration) مُقرَّر (طے۔fixed) کی مگر ابھی تین (3) دن پورے نہ ہوئے تھے کہ "صاحبِ خیار" (جس نے اختیار لیا تھا) نے سودے کو جائز (ok) کر دیا تو اب یہ تجارت (trade) درست ہے اور () اگر تین (3) دن پورے ہو گئے اور جائز (ok) نہ کیا تو "بیع فاسد"[31] (تجارت خراب) ہو گئی۔

{6} سودا ہوا اور پیسے بھی خریدار نے دے دیے اور یہ بات کی کہ اگر تین (3) دن کے اندر بائع (بیچنے والے) نے پیسے واپس کر دیے تو سودا ختم ہو جائے گا، یہ بھی "خیارِ شرط" کے حکم میں ہے۔

{7} تین (3) دن کی مُدّت (duration) تھی مگر طے کرنے کے بعد ایک (1) دن یا دو (2) دن کم کر دیے تو اب خیار کی مُدّت (duration) وہ ہے جو کمی کے بعد باقی رہی۔ مثلاً تین (3) دن کا "خیارِ شرط" تھا، اس میں سے ایک (1) دن کم کر دیا تو اب "خیارِ شرط" دو (2) دن کا ہی ہو گا۔

{8} "صاحبِ خیار" ("خیارِ شرط" لینے والے) نے سودا ختم کر دیا تو اس کی دو (2) صورتیں ہیں:

(۱) قول (یعنی بات) سے: اگر "صاحب خیار" ("خیارِ شرط" لینے والا) اپنی بات سے سودا ختم کرے تو ضروری ہے کہ دوسرے کو، "خیارِ شرط" کی مُدّت (duration) کے اندر معلوم ہو جائے (مثلاً دو (2) دن کا خیار لیا تھا تو دوسرے کو دو (2) دن کے اندر اندر معلوم ہو جائے)۔ اگر دوسرے کو علم ہی نہ ہوا، یا مُدّت (duration)

---

(31) **"بیع فاسد"** کی تفصیل (detail) کے لیے **Topic number : 155** دیکھیں۔

گزرنے کے بعد اُسے معلوم ہوا تو یہ فسخ(سودا ختم کرنا) صحیح نہیں ہوا بلکہ بیع لازم ہوگئی (یعنی یہ سودا لازم ہو گیا)۔

(۲) فعل(یعنی کسی عمل) سے: اگر "صاحب خیار" نے اپنے کسی فعل سے سودا ختم کیا تو چاہے دوسرے کو علم نہ بھی ہو بیع فسخ ہو جائے گی (یعنی سودا ختم ہو گیا) مثلاً بائع نے "خیارِ قبول" لیا تھا پھر "مَبِیْع" (بیچے گئے سامان) کو اس طرح کر دیا (یا اس طرح استعمال کر لیا) کہ جس طرح مالک (owner) کیا کرتے ہیں (تو "خیارِ قبول" لے لیا اور سودا ختم ہو گیا) مثلاً بیچنے والے نے "خیارِ قبول" لیا تھا پھر "مَبِیْع" کسی کو تحفے میں دے دی، یا () رہن (mortgage) رکھوا دی، یا () اجارہ (کرائے) پر دے دی، یا () وہ گھر تھا، جسے کسی کو بغیر کرائے رہنے کے لیے دے دیا، یا () اُس میں نئی تعمیر شروع کر دی، یا () مَرَمَّت (repair) کرا دی، وغیرہ تو ان سب صورتوں (cases) میں سودا ختم ہو جائے گا چاہے مُدَّت (duration) کے اندر اندر خریدار کو علم نہ ہوا ہو۔

{9} "مَبِیْع" کئی چیزیں ایک ساتھ لیں (مثلاً ایک درجن برتن لیے) اور "صاحب خیار" (خیار لینے والا) یہ چاہتا ہے کہ کچھ میں سودا جائز (ok) کرے اور کچھ میں نہیں کرے (مثلاً چھ (6) گلاس لے لے اور چھ (6) نہ لے) یہ نہیں کر سکتا بلکہ یا تو سب لے گا، یا سب چھوڑ دے گا۔

{10} خریدار (buyer) نے "خیارِ شرط" لیا اور اُس نے "مَبِیْع" کا امتحان (test) کرنے کے لیے اسے استعمال کیا اور وہ کام ایسا ہی تھا کہ جو دوسرے کی چیز، اس طرح چیک کی جاتی ہے تو اس طرح کا کام کرنے سے "خیارِ شرط" ختم نہیں ہو گا۔ مثلاً گھوڑے پر ایک مرتبہ بیٹھ کر چلانا، یا کپڑے کو اس لیے پہننا تاکہ یہ دیکھے کہ بدن پر ٹھیک طرح سے آتا ہے یا نہیں تو ان کاموں سے "خیارِ شرط" ختم نہیں ہو گا۔

() اگر وہ کام ایسا تھا کہ اس کی حاجت (یعنی ضرورت) نہ تھی، یا وہ کام دوسرے کی چیز میں کرنے کی اجازت ہی نہیں ہوتی تو اس طرح کا کام کرنے سے "خیارِ شرط" ختم ہو جائے گا۔ مثلاً گھوڑے پر بار بار بیٹھ کر چلانا، یا دوبارہ کپڑا پہننا تو ان کاموں سے "خیارِ شرط" ختم ہو جائے گا۔ **ہاں!** اگر گھوڑے پر ایک مرتبہ بیٹھ کر اس کے وزن

اُٹھانے کا امتحان لیا(چیک کیا) اور دوسری مرتبہ اس کی رفتار(speed) کو چیک کیا تو اب بھی "خیارِ شرط" باقی ہے۔

{11} زمین خریدی، خریدار نے "خیارِ شرط" لیا پھر اُس نے کاشت(cultivation) کرنا شروع کر دی تو اس کا "خیارِ شرط" ختم ہو گیا اور سودا پورا ہو گیا() اور بائع (بیچنے والے) نے کاشتکاری شروع کی تو بیع فسخ ہو گئی (یعنی سودا ختم ہو گیا)۔

{12} کوئی گھر "خیارِ شرط" سے خریدا، اور اُس میں پہلے سے رہتا تھا (مثلاً کرائے دار نے مالک سے وہی گھر خریدنا چاہا کہ جس میں وہ رہا کرتا تھا) تو اسکی (پہلے سے) رہائش (residence) کی وجہ سے "خیارِ شرط" ختم نہ ہو گا۔ (بہار شریعت ح ۱۱، ص ۶۴۷ تا ۶۵۶، مسئلہ ۴۱، ۴۰، ۳۸، ۲۲۲۵، ۱۱، ۱۰، ۸، ۶، ملخصاً)

{13}(۱) مُؤَکِّل (وکیل بنانے والے، client) نے "وکیل" پر کوئی شرط (precondition) کر دی ہے ("**وکالت**"[32]۔attorneyship، مثلاً یہ کہہ دیا کہ میں نے تجھے فلاں کام کرنے کا "وکیل" کیا، یا میں یہ چاہتا ہوں کہ تم میری یہ چیز بیچ دو، یا میری خوشی یہ ہے کہ تم یہ کام کر دو یہ سب صورتیں (cases) "وکیل" بنانے کی ہیں) اور وہ شرط پوری طور پر فائدہ مند (beneficial) ہے تو "وکیل" (client worker) کو اُس شرط کو پورا کرنا واجب (اور لازم) ہے۔ مثلاً وکیل بنانے والے نے کہا تھا کہ: اس (تجارت۔trade) کو "خیارِ شرط" کے ساتھ کرنا، مگر وکیل نے بغیر "خیارِ شرط" کے "بیع" (تجارت۔trade) کر دی تو یہ جائز نہیں ہے() اگر مُؤَکِّل (وکیل بنانے والے) نے کہا تھا کہ میرے لیے اس میں "خیارِ شرط" رکھنا اور وکیل نے "خیارِ شرط" نہیں رکھا، جب تو "بیع" ہی جائز نہیں۔ **نوٹ:** اگر سودے میں مُؤَکِّل کے لیے "خیارِ شرط" رکھا تو، یہ اختیار (option) "وکیل" اور "مُؤَکِّل" دونوں کے لیے ہو گا۔

(۲) اگر مُؤَکِّل نے "مُطلق بیع" کی اجازت دی (یعنی بغیر کسی قید (condition) کے تجارت (trade)

---

(32) "**وکالت**" کی تفصیل (detail) کے لیے **Topic number : 163** دیکھیں۔

کرنے کا کہا تھا) مگر "وکیل" نے مُؤَکِّل (وکیل بنانے والے) یا کسی تیسرے کے لیے "خیارِ شرط" کر لیا تو یہ "بیع" بھی صحیح ہے

(۳) اگر مُؤَکِّل نے کوئی ایسی شرط (precondition) لگائی جس کا کوئی فائدہ نہیں اس کا کوئی اعتبار (لحاظ) نہیں۔ (بہار شریعت، ح۱۲، ص۹۹۲، مُلخصاً)

{14} "مَبِیْع" (یعنی جس چیز کا سودا ہوا) خریدار کے پاس تھی اور خریدار نے اُس میں عیب پیدا کر دیا (یعنی خراب کر دیا)، یا() کسی تیسرے نے "مَبِیْع" میں عیب ڈال دیا (خراب کر دیا)، یا() "مَبِیْع" نے خود عیب پیدا کر دیا (مثلاً جانور نے چھلانگ لگائی اور ٹانگ ٹوٹ گئی)، یا() آفت سَمَاوِی (کسی آسمانی مصیبت مثلاً آسمانی بجلی گرنے) سے عیب پیدا ہو گیا۔ اب اگر "خیارِ شرط" خریدار نے لیا تھا تو خریدار کو "ثمن" دینا ہو گا (یعنی طے شدہ قیمت دینی ہو گی)() اور اگر "خیارِ شرط" بیچنے والے کے پاس تھا تو خریدار "قیمت" (market rate) دے گا۔

نوٹ: عیب کا یہ حکم اُس وقت ہے جب وہ عیب ختم نہ ہو سکے۔ مثلاً جانور کی ٹانگ کاٹ دی() اور اگر ایسا عیب ہو جو دور ہو سکتا ہو مثلاً جانور بیمار ہو گیا تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر خریدار "خیارِ شرط" کے دنوں میں اس عیب (بیماری) کو دور کر دے تو اب کچھ نہیں دے گا() اگر وہ عیب مُدّت (duration) کے اندر ختم نہ ہوا تو "خیارِ شرط" کا وقت ختم ہوتے ہی سودا لازم ہو جائے گا (یعنی وہ چیز اب خریدار کی ہو گی)۔

(بہار شریعت، ح۱۱، ص۶۵۰، مسئلہ ۱۶، ۱۵، مُلخصاً)

{15} جس شخص کے پاس "خیارِ شرط" تھا اور وہ "خیارِ شرط" کا وقت ختم ہونے سے پہلے ہی فوت ہو گیا تو "خیارِ شرط" ختم ہو گیا۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ مرنے والے کے وارثین (یعنی اُس کے مال کے مالک (owner) بننے والوں) کے پاس وہ "خیارِ شرط" باقی رہے۔ (بہار شریعت، ح۱۱، ص۶۵۳، مسئلہ ۲۴، مُلخصاً)

"مَبِیْع" (sold goods) میں جس وصف (خوبی وغیرہ) کی شرط (preconditions) تھی وہ نہیں ہے:

{1} بکری خریدی اس شرط (precondition) کے ساتھ کہ اتنا (مثلاً ڈیڑھ۔1.5 کلو) دودھ دیتی ہے تو

"بیع فاسد"[33] (تجارت خراب) ہوگئی اور () اگر یہ شرط کی تھی کہ دودھ زیادہ دیتی ہے تو "بیع فاسد" نہیں۔

{2} ایک مکان خریدا اس شرط پر کہ پکّی اینٹوں (brick house)[34] سے بنا ہوا ہے وہ کچی اینٹوں (raw brick house) سے بنا ہوا تھا، یا () باغ خریدا اس شرط پر کہ اُس کے سب درخت پھل والے ہیں مگر اُن میں ایک درخت پھل دار نہیں تھا، یا () کپڑا خریدا اس شرط پر کہ "کسم" کا رنگا ہوا ہے ("کسم": ایک قسم کا پھول جس سے گہرا سرخ رنگ (dark red color) نکلتا ہے اور اس سے کپڑے رنگے (dye کیے) جاتے ہیں) مگر وہ "زعفران" کا رنگا ہوا نکلا ("زعفران": ایک قسم کا پھول جس میں لال رنگ کے ریشے (fibers) ہوتے ہیں، ان ریشوں کے رنگ سے کپڑا، رنگتا (dye ہوتا) ہے) ان سب صورتوں میں "بیع فاسد" ہے۔ (بہار شریعت ح ۱۱، ص ۶۵۷، مسئلہ ۴۶، ۴۵، مُلخصاً)

"خیارِ تعیین" (right to settle something according to determination):

{1} چند چیزوں میں سے ایک غیر مُتَعَیَّن (غیر طے شدہ۔un fixed) کو اس طرح خریدا کہ ان میں سے ایک کو خریدتا ہوں تو خریدار اُن میں سے جس ایک کو چاہے مُتَعَیَّن (طے۔fixed) کرلے اس کو "خیارِ تعیین" کہتے ہیں اس کے لیے چند شرطیں (preconditions) ہیں:

(۱) اُن چیزوں میں سے کسی ایک کو خریدے، یہ نہیں کہ میں نے ان سب کو خریدا (۲) دو (2) یا تین (3) چیزوں میں سے ایک کو خریدے۔ اگر چار (4) میں سے ایک خریدی تو صحیح نہیں (۳) سودے میں یہ بات صاف صاف کر دی گئی ہو کہ ان (چیزوں) میں سے جو تم چاہو لے لو (۴) اس کی مُدّت (duration) بھی تین (3) دن تک ہونی چاہیے (۵) "خیارِ تعیین" قیمی چیزوں میں ہو گا (یعنی ایسی چیزوں میں ہو گا کہ جن سے ملتی جلتی چیزیں تو بازار

---

(33) "بیع فاسد" کی تفصیل (detail) کے لیے Topic number : 155 دیکھیں۔

(34) سانچے (ایک فریم) میں مٹی ڈالنے کے بعد، دھوپ میں ان اینٹوں کو خشک کر کے بَھٹی (تندور / بڑے سے چولہے) میں پکا کرنے کے لیے کوئلے (coal) یا لکڑی کی آگ میں جلایا جاتا ہے جس سے اینٹ پکّی اور نہ گلنے والی (non-decomposing brick) بن جاتی ہے۔

میں ہوں، مگر قیمت میں بہت فرق ہوتا ہے) مگر مثلی چیزوں میں نہیں ہو گا(یعنی ایسی چیزوں میں نہ ہو کہ اس طرح کی چیزیں بازار میں ملتی ہیں اور قیمت میں زیادہ فرق نہیں ہوتا، مثلاً انڈا۔egg)۔

{2}(۱) اگر" خیارِ تعیین" کے ساتھ "خیارِ شرط "بھی رکھا گیا ہو تو اس کی صورت یہ ہو گی کہ پہلے خریدار(تین(3)دن کے اندر)ایک چیز کو طے(fixed)کر لے("خیارِ تعیین"لے لے)اور اب"خیارِ شرط "کا حکم شروع ہو گیا یعنی اب بھی خریدار کو اختیار (option) ہو گا کہ"خیارِ شرط " کی طے شدہ مُدَّت (duration،زیادہ سے زیادہ تین(3)دن)میں اس سودے کو ختم کر سکتا ہے۔

(۲) "خیارِ تعیین" کے ساتھ "خیارِ شرط "بھی رکھا تھا،لیکن اب تک چیز ہی طے نہ کی تھی اور مُدَّت (duration) بھی ختم ہو گئی تو اب سودا لازم ہو گیااور خریدار پر لازم ہو گا کہ "مَبِیْع"(جسے خریدنا ہے، اُسے)طے کر لے۔

{3}(۱)"خیارِ تعیین"بائع(بیچنے والے)کے لیے بھی ہو سکتا ہے،اس کی صورت(case)یہ ہے کہ خریدار نے دو (2)یا تین(3)چیزوں میں سے ایک(1)کو اس طرح خریدا کہ بائع سے کہا:ان میں سے تم جو چاہو مجھے دے دو۔اب بائع کوئی سی بھی ایک چیز دے گا،اس کا لینا خریدار(buyer)پر لازم ہو جائے گا۔

(۲) بائع"خیارِ تعیین" میں وہ چیز دے رہا ہے کہ جس میں عیب(defect) ہے لیکن خریدار لینے پر راضی (agree) ہے تو بھی سودا مکمل ہو جائے گا،اور()اگر اس صورت(case)میں خریدار،راضی نہیں ہے تو بیچنے والا عیب دار(defective)چیز لینے پر زبردستی نہیں کر سکتا بلکہ اب وہ کوئی دوسری چیز لینے کا بھی پابند (bound)نہیں کر سکتا۔

{4} دو چیزوں پر"خیارِ تعیین"تھا مگر بائع(بیچنے والے)کے پاس دونوں چیزیں ہلاک(waste)ہو گئیں تو"بیع باطل"ہو گئی(یعنی سودا مکمل طور پر ہی ختم ہو گیا)اور()ایک چیز ہلاک ہوئی مگر دوسری باقی ہے تو جو باقی ہے وہ ہی"بیع"کے لیے مُتَعَیَّن(طے۔fixed)ہو گئی یعنی بائع اس چیز کا لینا خریدار(buyer)پر لازم کر سکتا ہے۔

{5} دو چیزوں پر"خیارِ تعیین"تھا،خریدار نے دونوں پر قبضہ کر لیا ہے(مثلاً دونوں ہاتھ میں لے لیں)پھر ان

سے ایک چیز ہلاک ہوگئی اور دوسری باقی ہے، تو جو ہلاک (waste) ہوئی وہ بیع کے لیے مُتَعَیَّن (طے۔ fixed) ہوگئی (یعنی جو ہلاک ہوئی وہ خریدار کی تھی) اور جو باقی ہے وہ (خریدار کے ہاتھ میں بیچنے والے کی) امانت ہے۔

{6}(۱) "خیارِ تعیین" کے ساتھ بیع ہوئی اور ابھی تک دونوں چیزیں بائع (بیچنے والے) ہی کے قبضہ میں (اُسکے پاس) تھیں کہ اُن میں سے ایک میں عیب (defect) پیدا ہوگیا، اب خریدار کو اختیار (option) ہے کہ عیب والی (defective) طے شدہ رقم (decided price) سے لے لے، یا () دوسری لے لے، یا () کسی کو نہ لے۔

(۲) دونوں میں عیب (defect) پیدا ہوگیا تب بھی یہی حکم ہے (چاہے تو کوئی ایک طے شدہ رقم میں لے لے یا سودا ختم کردے)۔

(۳) اور اگر خریدار قبضہ کرچکا ہے (مثلاً ہاتھ میں لے لیا ہے) اور اُن دونوں چیزوں میں سے ایک عیب دار (defective) ہوگئی تو وہی "بیع" کے لیے مُتَعَیَّن (طے۔fixed) ہے (یعنی وہ خریدار کی ہوگئی) اور دوسری (بیچنے والے کی ہے اور خریدار کے پاس) امانت ہے۔

(۴) اگر دونوں عیب دار (defective) ہوگئیں تو اس کی دو (2) صورتیں ہیں: (a) ان دونوں میں عیب (defect) آگے پیچھے (یعنی پہلے ایک میں عیب ہوا پھر دوسری میں) ہوا تو جس میں پہلے عیب (defect) پیدا ہوا وہ "بیع" کے لیے مُتَعَیَّن (طے۔fixed) ہے (یعنی وہ خریدار کی ہوگئی) اور (b) ایک ساتھ دونوں میں عیب (defect) پیدا ہوا تو ابھی کوئی مُتَعَیَّن (طے۔fixed) نہیں، خریدار جس ایک کو چاہے مُتَعَیَّن (طے۔fixed) کرلے (وہ چیز اُس کی ہوگئی) لیکن دونوں کو رد (cancel) کرنا چاہے تو نہیں کرسکتا (یعنی اب سودا ختم نہیں کرسکتا)۔

www.farzuloom.net

{7} دو کپڑوں میں "خیارِ تعیین" تھا اور ابھی خریدار نے کسی کو طے نہیں کیا تھا مگر ایک کپڑے کو رنگ (dye) کر دیا تو یہی طے (fixed) ہو گیا۔ (بہار شریعت ح ۱۱، ص ۶۵۷ تا ۶۵۹، مسئلہ ۶۰، ۵۹، ۵۵، ۵۴، ۵۳، ۵۲، ۵۱، ۵۰، ۴۸، ۴۷، ملخصاً)

خریدار نے قیمت (price) طے کر لی پھر خود ہی قبضہ کر لیا (take possession):

{1} خریدار (buyer) نے کسی چیز کا بھاؤ اور "ثمن" (یعنی پیسے) طے کر لیے، مگر ابھی خرید و فروخت نہیں ہوئی (یعنی بیچنے والے نے اُسے یہ چیز نہیں دی تھی) لیکن خریدار نے اُس چیز پر قبضہ کر لیا (مثلاً وہ لے گیا) تو یہ چیز خریدار کے ضمان میں ہے، ہلاک (waste) ہو گئی تو اس کا تاوان (fine) دینا ہو گا اور یہ تاوان اُس چیز کی واجبی قیمت (market rate) جتنا ہو گا، چاہے یہ واجبی قیمت (market rate) اُتنی ہی ہو جتنا "ثمن" (پہلے پیسوں کو) طے کیا تھا، یا اُس ("ثمن") سے زیادہ یا کم ہو۔

{2} پیسے طے کر کے چیز کو لے جانے سے تاوان اُس وقت لازم آتا ہے جب اُس کو خریدنے کے ارادہ سے لے گیا اور ہلاک ہو گئی ورنہ نہیں۔ مثلاً دُکاندار نے گاہک سے کہا یہ لے جاؤ تمہارے لیے دس (10) روپے کا ہے، تو خریدار نے کہا: لاؤ اس کو دیکھوں گا! یا، فلاں شخص کو دکھاؤں گا!، یہ کہہ کر لے گیا اور وہ چیز ہلاک (waste) ہو گئی تو تاوان (fine) نہیں کیونکہ یہ چیز ابھی امانت تھی (اور امانت اپنی کوتاہی (fault) کے بغیر ضائع (waste) ہو جائے تو اس کا تاوان (fine) نہیں ہوتا)۔

{3} دُکاندار سے تھان مانگ کر لے گیا کہ اگر پسند ہوا تو خرید لوں گا اور اُس کے پاس ہلاک ہو گیا تو تاوان نہیں اور () اگر یہ کہہ کر لے گیا کہ پسند ہو گا تو دس (10) روپے میں خرید لوں گا وہ ہلاک ہو گیا تو تاوان دینا ہو گا۔ دونوں باتوں میں فرق یہ ہے کہ پہلی صورت (case) میں چونکہ "ثمن" (مثلاً پیسے) نہیں بتائے تھے تو یہ قبضہ (ہاتھ میں لینا) خریداری کی وجہ سے نہیں ہوا اور دوسری صورت میں پیسے بتا دیے تھے لہٰذا اب یہ لینا خریداری کے طور پر تھا (لہٰذا ضائع ہونے پر تاوان ہے)۔ (بہار شریعت ح ۱۱، ص ۶۵۹ تا ۶۶۰، مسئلہ ۶۰، ۵۹، ۵۵، ملخصاً)

"خیارِ رؤیت" کا بیان (right to terminate the transaction upon seeing the item):

www.farzuloom.net

{1} کبھی ایسا ہوتا ہے کہ چیز کو دیکھے بھالے بغیر خرید لیتے ہیں اور دیکھنے کے بعد وہ چیز ناپسند (dislike) ہوتی ہے۔ شریعت (دینِ اسلام) نے خریدار کو یہ اختیار (option) دیا ہے کہ اگر دیکھنے کے بعد چیز کو نہ لینا چاہے تو "بیع" کو "فسخ" (یعنی سودے کو ختم) کر دے، اس کو "خیارِ رؤیَت" کہتے ہیں۔

{2} حدیثِ پاک میں ہے: جس نے ایسی چیز خریدی جس کو دیکھا نہ ہو تو دیکھنے کے بعد اُسے اختیار (option) ہے لے لے یا چھوڑ دے۔ (سنن الدار قطنی، کتاب البیوع، الحدیث: ۲۷۷۷، ج۳، ص۵)

{3} بائع (بیچنے والے) نے ایسی چیز بیچی جس کو اُس نے دیکھا نہیں مثلاً اُس کو وراثت (یعنی کسی کے انتقال کے بعد ملنے والے مال) میں سے کوئی چیز ملی ہے اور اس نے بغیر دیکھے ہی بیچ ڈالی، تب بھی "بیع" (سودا) صحیح ہے۔ اب اس (بیچنے والے) کو یہ اختیار (option) بھی نہیں کہ دیکھنے کے بعد سودے کو ختم کر دے۔

{4} جس مجلس (جگہ) میں سودا ہوا، وہاں "مَبِیْع" (بیچا گیا سامان) موجود تھا، مگر خریدار نے دیکھا نہ تھا، مثلاً کنستر (تیل کی پیٹیوں) میں گھی یا تیل تھا، یا() بوریوں میں غلّہ (اناج، جیسے: گندم۔wheat) تھا، یا() گٹھری میں کپڑا تھا (یعنی سوٹ وغیرہ کو کسی کپڑے کے اندر باندھ کر رکھا تھا) اور کھول کر دیکھنے کی صورت نہ بنی، یا ()وہاں "مَبِیْع" ہی موجود نہ تھی، اس وجہ سے نہیں دیکھی۔ بہر حال تمام صورتوں میں دیکھنے کے بعد خریدار کو "خیارِ رؤیَت" حاصل ہے، یعنی جب دیکھ لے تو چاہے سودے کو جائز (ok) کرے یا ختم کر دے۔ **نوٹ:** "مَبِیْع" کو بائع (بیچنے والے) نے جیسا بتایا تھا، دیکھنے کے بعد وہ ("مَبِیْع") ویسی ہی نکلی، یا()اُس طرح کی نہ ہو، دونوں صورتوں (cases) میں دیکھنے کے بعد سودا ختم کر سکتا ہے۔

{5} اگر خریدار (buyer) نے دیکھنے سے پہلے کہہ دیا کہ میں نے اپنا "خیارِ رؤیَت" ختم کر دیا، تب بھی دیکھنے کے بعد سودا ختم کرنے کا حق (right) باقی رہے گا، کیونکہ "خیارِ رؤیَت" کا حق (right) تو دیکھنے ہی کے وقت ملتا ہے، دیکھنے سے پہلے "خیارِ رؤیَت" تھا ہی نہیں لہٰذا پہلے سے اسے ختم کرنے کا کوئی اعتبار (لحاظ) نہیں ہو گا۔

{6} "خیارِ رؤیَت" کے لیے کسی وقت کی حدّ (limit) نہیں، کہ طے شدہ وقت (decided duration) کے گزرنے کے بعد "خیارِ رؤیَت" باقی نہ رہے، بلکہ یہ اختیار (option) دیکھنے پر ہے جب دیکھے (چاہے کچھ دن

www.farzuloom.net

بعد دیکھے) اور() دیکھنے کے بعد "فسخ"(یعنی سودا ختم کرنے) کا حق(right) اُس وقت تک باقی رہتا ہے، جب تک صراحۃً(صاف صاف لفظوں میں) یا دلالۃً(اشارۃً) رضا مندی (یعنی سودا قبول (accept) کرنے کی خوشی) نہ پائی جائے۔

{7} کوئی چیز دیکھے بغیر خریدی تو اب دیکھنے سے پہلے بھی خریدار سودا ختم کر سکتا ہے کیونکہ ابھی تک یہ سودا پورا ہوا ہی نہیں تھا اور اس سودے کو پورا کرنا خریدار کے ہاتھ میں تھا۔

{8} "خیارِ رؤیَت" کی وجہ سے، سودا ختم کرنے میں بائع (خریدار) کی رضامندی (agree ہونا) ضروری نہیں۔

{9} "خیارِ رؤیَت" کی وجہ سے سودا ختم کرنے میں یہ شرط (precondition) ہے کہ بائع (بیچنے والے) کو سودا ختم ہونے کا علم ہو جائے کیونکہ اگر ایسا نہ ہوا تو وہ یہی سمجھتا رہے گا کہ سودا ہو گیا اور وہ اُس چیز کو بیچنے کے لیے دوسرا گاہک نہیں ڈھونڈے گا اور یہ بیچنے والا کا نقصان ہے۔

{10} اگر خریدار (buyer) نے "مَبِیْع" پر قبضہ کر لیا (مثلاً ہاتھ میں لے لیا) اور دیکھنے کے بعد صراحۃً (یعنی صاف صاف لفظوں میں) یا دلالۃً (اشارۃً) اپنی رضا مندی (سودا خریدنے کی خوشی) ظاہر کر دی، یا() اُس میں کوئی عیب (defect) پیدا ہو گیا، یا() کوئی ایسا کام کیا کہ جو چیز کا مالک (owner) ہی کر سکتا ہے، (مثلاً گھر لیا تھا اور کرائے پر دے دیا، یا کسی اور کو وہ چیز بیچ دی، یا) رہن (mortgage) رکھوا دی تو ان سب صورتوں (cases) میں "خیارِ رؤیَت" ختم ہو گیا اور اب "بَیع" (تجارت۔trade) کو ختم نہیں کر سکتا۔

{11} "خیارِ رؤیَت" حاصل تھا پھر "مَبِیْع" دیکھ لی اب() اُس چیز کو "خیار شرط" کے ساتھ بیچا، یا() بیچنے کے لیے قیمت لگائی، یا() تحفہ دیا مگر قبضہ (یعنی ہاتھ میں) نہیں دیا تب بھی یہ دلالۃً (اشارۃً) رضامندی ہے اور سودا مکمل ہو گیا یعنی اب خریدار سودا ختم نہیں کر سکتا۔ **نوٹ:** دیکھنے کے بعد "مَبِیْع" پر قبضہ کر لینا بھی رضا مندی (agree ہونا) ہے() **یاد رہے کہ** یہ سب کام "مَبِیْع" دیکھنے سے پہلے ہوئے تو "خیارِ رؤیَت" باقی ہے۔

{12}(ا) بے دیکھے ہوئے کھیت (farm) خریدا، اور اُس کو عاریت (یعنی عارضی طور پر کسی کو) دے دیا، اُس مُستَعِیر (یعنی جس نے عارضی طور پر لیا، اُس) نے اُس کھیت میں بیج (seed) بویا (plant کیا) تو خریدار کا "خیارِ

رؤیَت" ختم ہو گیا۔

(۲) اگر عارضی طور پر لینے والے نے اب تک کچھ نہ بویا(plant نہ کیا) تو خریدار کا "خیارِ رؤیَت" ختم نہیں ہوا۔

(۳) اگر اُس کھیت (farm) میں کاشتکاری(farming) کرنے کے لیے اجیر (نوکر،employee) ہے جس نے خریدار کی خوشی سے کاشت (farming) کی یعنی خریدار نے اُس کام کرنے والے کو منع نہ کیا تو "خیارِ رؤیَت" ختم ہو گیا۔

{13} کپڑوں کی ایک گٹھری خریدی (یعنی کسی کپڑے میں بندھے ہوئے کپڑے خریدے)، اُن میں سے ایک کو بھی پہن لیا تو "خیارِ رؤیَت" ختم ہو گیا۔

{14} ایک تھان دیکھا تھا، باقی نہیں دیکھے تھے اور سب خرید لیے تو "خیارِ رؤیَت" ہے، مگر واپس کرنا چاہے تو سب واپس کرے۔

{15} خریدار(buyer) کی طرف سے جب تک "خیارِ رؤیَت" ختم نہ ہوا، اُس وقت تک بیچنے والا "ثمن" (مثلاً پیسوں) کا مطالبہ (demand) نہیں کر سکتا۔

{16}(۱) دو آدمیوں نے مل کر ایک چیز خریدی، دونوں نے اُسے نہیں دیکھا تھا بعد میں صرف ایک نے دیکھ کر رضامندی ظاہر کر دی (یعنی وہ چیز ok کر دی) تو اب دوسرا شخص واپس کرنا چاہے تو وہ اکیلا(alone) واپس نہیں کر سکتا۔ **ہاں!** دونوں اتّفاق سے (agree ہو کر) واپس کرنا چاہیں تو واپس کر سکتے ہیں۔ **یاد رہے کہ** صرف ایک کے دیکھ کر راضی (agree) ہونے سے سودا مکمل نہیں ہو گا یا دوسرے کو بھی راضی کرنا ہو گا یا پوری "مَبِیْع" واپس کرنی ہو گی۔

(۲) ایک نے دیکھا مگر خریدنے کی بات نہ کی، اب دوسرے نے دیکھا اور واپس کرنا چاہتا ہے تب بھی یہ اکیلا اُس چیز کو واپس نہیں کر سکتا۔ اس چیز کی واپسی کے لیے بھی دونوں کا اتّفاق (agree ہونا) ضروری ہے۔

(بہار شریعت ح۱۱، ص۶۶۲ تا ۶۶۷، مسئلہ ۲۷، ۲۳، ۲۲، ۲۱، ۱۵، ۱۴، ۱۲، ۹، ۸، ۴، ۳، ۲، ۱، مُلخصاً)

www.farzuloom.net

{17} نابینا(یعنی اندھے)کاخریدوفروخت کرنا جائز ہے()اگر کسی چیز کو بیچے گا تو اب "خیارِ رؤیَت" حاصل نہ ہو گا اور خریدے گا تو "خیارِ رؤیَت" حاصل ہو گا۔

() "مَبِیْع" (خریدی جانے والی چیز) کو اُلٹ پلٹ کر ٹٹولنا(یعنی ہاتھ سے پکڑ کر چیک کرنا)، دیکھنے کے حکم میں ہے یعنی نابینا (اندھے) نے ٹٹولا (ہاتھ سے پکڑ کر چیک کیا) اور پسند کر لیا تو "خیارِ رؤیَت" باقی نہ رہا۔

() کھانے کی چیز کا چکھنا(taste کرنا) اور سونگھنے کی چیز کا سونگھنا(smell کرنا) کافی (enough) ہے۔

() جو چیز نہ تو ٹٹولنے سے معلوم ہو اور نہ ہی چکھنے اور سونگھنے سے جانی جاسکے (جیسے زمین، مکان، درخت وغیرہ)، اگر ایسی چیز کے اوصاف (مثلاً خوبیاں، خامیاں) بتا کر خریدا ہو اور وہ چیز ویسی ہی نکلی، جیسی بتائی گئی تھی تو اب یہ سودا ختم نہیں ہو سکتا۔ (بہار شریعت ح۱۱، ص۶۷۰، مسئلہ ۴۳، مُلخصاً)

"مَبِیْع" (sold goods) میں کیا چیز دیکھی جائے گی:

{1} کھانے کی چیز ہو تو چکھنا، (taste کرنا) کافی (enough) ہے اور سونگھنے کی ہو تو سونگھنا (smell کرنا) چاہیے۔ جیسے: عطر، خوشبودار تیل۔

{2}(۱) "**عَدَدِی مُتَقَارِب**" (جو چیز گنتی سے بکتی ہے لیکن اس کے افراد (individuals) کی قیمتوں میں فرق نہیں ہوتا) مثلاً انڈے، ان میں بعض کا دیکھ لینا کافی (enough) ہے جبکہ باقی اس سے خراب اور کم درجے (low value) کے نہ ہوں۔

(۲) جو چیزیں زمین کے اندر کی پیداوار (production) ہوں اور وہ وزن سے بکتی ہوں، جیسے لہسن (garlic)، پیاز (onion)، گاجر، آلو، وغیرہ، ان چیزوں میں زمین کھود کر تھوڑا سے دیکھنا، "بیع" (تجارت۔trade) کے لیے کافی (enough) ہے لیکن باقی اس سے کم درجے (low value) کی نہ ہوں (مثلاً تھوڑی سی گاجریں دیکھیں اور باقی بھی اُسی طرح کی ہوں تو ٹھیک ہے) جبکہ بائع نے خود کھود کر دکھایا ہو، یا خریدار نے بیچنے والے کی اجازت سے کھودا ہو۔

(۳) اگر وہ زمینی پیداوار، گنتی (counting) سے بکتی ہو تو کچھ افراد (some individuals) کا دیکھنا کافی (enough) نہیں، چاہے باقی اس سے کم درجے (low value) کی نہ ہوں، چاہے بیچنے والے نے خود کھودی ہو یا خریدار نے بائع کی اجازت سے کھودی ہو۔

{3}(۱) شیشی میں تیل تھا اور شیشی کو دیکھا تو یہ حقیقۃً (relity) تیل کا دیکھنا نہیں کہ شیشے کی رُکاوٹ موجود ہے۔

(۲) آئینہ دیکھ رہا ہے اور "مَبِیْع" کی شکل اُس میں نظر آرہی ہے تو یہ بھی "مَبِیْع" کو دیکھنا نہیں ہے۔

(۳) مچھلی پانی میں ہے جو آرام سے پکڑی جاسکتی ہے، اُس کو خریدا اور پانی ہی میں اُسے دیکھ بھی لیا تو کچھ عُلَمائے کِرام فرماتے ہیں کہ: "خیارِ رویت" باقی ہے کیونکہ پانی میں اصلی حالت معلوم نہیں ہوتی، مچھلی جتنی ہے اُس سے بڑی لگتی ہے۔

{4}(۱) خریدار (جس نے "وکیل" بنایا، client) نے کسی کو قبضے کے لیے "وکیل" (client worker) بنایا (یعنی یہ کہا کہ وہ سامان لے کر آجاؤ) تو سودا مکمل ہونے کے لیے، اس شخص کا "مَبِیْع" کو دیکھنا کافی (enough) ہے یعنی اگر اس شخص نے سامان دیکھ کر پسند کر لیا تو سودا مکمل ہو گیا، اب نہ تو وہ شخص (client worker) سودا ختم کر سکتا ہے اور نہ ہی بھیجنے والا (client)، جبکہ قبضہ کرتے (مثلاً ہاتھ میں لیتے) وقت "وکیل" (جسے خریدار نے بھیجا تھا) نے "مَبِیْع" کو دیکھا ہو۔

(۲) اگر قبضہ کرتے وقت "مَبِیْع" (وہ چیز) چھپی ہوئی تھی، تو خریدار کا "خیارِ رؤیت" باقی رہے گا چاہے راستے میں "وکیل" نے کھول کر دیکھ لیا ہو کیونکہ وکیل (client worker) کو قبضہ کرنے (یعنی ہاتھ میں لینے) کا کام دیا تھا اور وہ کام مکمل ہو گیا لہٰذا اسے دیکھنے کا حق (right) باقی ہی نہ رہا۔

{5} اگر خریدار نے، خریدنے کا وکیل کیا ہے، تو "وکیل" کا دیکھنا کافی (enough) ہے یعنی "وکیل" نے دیکھ کر پسند کر لیا، یا () خریدنے سے پہلے "وکیل" نے دیکھ لیا تھا تو اب نہ "وکیل" (client worker) سودا ختم کر سکتا ہے نہ ہی مُؤَکِّل (client)۔ **نوٹ:** یہ مسئلہ اُس صورت (case) میں ہے کہ غیر مُتَعَیَّن (غیر طے شدہ۔un

fixed) چیز (مثلاً ایک گائے) کے خریدنے کا وکیل کیا ہو۔ اور اگر مُؤَکِّل (client) نے خریدنے کے لیے چیز کو مُتَعَیَّن (طے۔fixed) کر دیا ہو کہ مثلاً فلاں چیز، فلاں گائے یا فلاں بکری لے آؤ تو "وکیل" کو "خیارِ رؤیَت" حاصل نہیں۔

{6} کسی مُتَعَیَّن (طے۔fixed) چیز کی، کسی مُتَعَیَّن (طے۔fixed) چیز سے "بَیع" (خرید و فروخت) ہوئی مثلاً کتاب کو کپڑے کے بدلے میں بیچا تو ایسی صورت (case) میں بیچنے والا اور خریدار (دونوں ہی) کو "خیارِ رؤیَت" حاصل ہے کیونکہ یہاں دونوں خریدار بھی ہوتے ہیں۔

(بہارِ شریعت ح۱۱، ص۶۶۷ تا ۶۷۲، مسئلہ ۴۵، ۴۰، ۳۹، ۳۸، ۳۷، ۳۶، مُلخصاً)

"خیارِ عیب" کا بیان (termination of transaction due to defect):

{1} شریعت (دینِ اسلام) میں "تجارتی عیب" (trade defect) وہ ہوتا ہے کہ جس کی وجہ سے "مَبِیْع" (خریدے گئے سامان) کو واپس کر سکتے ہیں یعنی "عیب" (defect) وہ چیز کہ جس کی وجہ سے تاجروں (traders) کی نظر میں مال (سامان) کی قیمت (price) کم ہو جائے۔

{2}"خیارِ عیب"، خریدار (buyer) کو حاصل وہ اختیار (option) ہے کہ جس کی وجہ سے وہ سودا ختم کر سکتا ہے۔

{2}خیارِ عیب کے شرائط: خیارِ عیب کے لیے یہ شرط (precondition) ہے کہ:

(۱) "مَبِیْع" میں وہ عیب (defect)، سودا کرتے ہوئے موجود ہو، یا() سودے کے بعد مگر خریدار کے قبضے (مثلاً ہاتھ میں آنے) سے پہلے عیب (defect) پیدا ہو گیا ہو (تو اب خریدار عیب کی وجہ سے سودا ختم کر سکتا ہے)() خریدار کے قبضہ کرنے کے بعد جو عیب (defect) پیدا ہوا اُس کی وجہ سے "خیارِ عیب" حاصل نہیں ہو گا۔

(۲) پہلے سے جو عیب ہو، خریدار کے قبضہ کرنے کے بعد بھی وہ عیب (defect) باقی رہے۔ اگر خریدار کے پاس وہ عیب (defect) نہ رہا تب بھی "خیارِ عیب" نہ ہو گا۔

www.farzuloom.net

(۳) خریدار کو سودا کرتے ہوئے، یا قبضہ کرتے ہوئے اُس عیب (defect) کی معلومات نہ ہوں۔ عیب معلوم ہونے پر خریدا، یا قبضہ کیا تو اب "خیارِ عیب" نہیں رہے گا۔

(۴) اگر بیچنے والے نے پہلے سے بول دیا تھا کہ میں اس چیز کے کسی بھی عیب (defect) کا ذمہ دار (responsible) نہیں تو اب "خیارِ عیب" نہ ہو گا۔

{3} گائے، بھینس (buffalo)، بکری دودھ نہیں دیتی یا اپنا دودھ خود پی جاتی ہے، یہ عیب (defect) ہے () جانور کا کم کھانا بھی عیب (defect) ہے () بیل کام کے وقت سو جاتا ہے یہ عیب (defect) ہے () گدھا خریدا، وہ سُست چلتا (lazy) ہے تو واپس نہیں کر سکتا۔ **ہاں!** اگر تیز رفتاری (speedy) کی شرط (precondition) کر لی ہو پھر بھی تیز نہ چلتا ہو تو اب خریدار (buyer) کو "خیارِ عیب" حاصل ہے، بیچنے والے کو واپس کر سکتا ہے () گدھے کا نہ بولنا عیب (defect) ہے () مُرغ خریدا جو بے وقت بولتا ہے، واپس کر سکتا ہے۔

{4} (۱) بکری خریدی، دیکھا تو اُس کے کان کٹے ہوئے ہیں، یہ عیب (defect) ہے () قربانی کے لیے کوئی جانور خریدا جس کے کان کٹے ہوئے ہیں یا اُس میں کوئی ایسا عیب (defect) ہے کہ جس کی وجہ سے قربانی نہیں ہو سکتی، اُسے واپس کر سکتا ہے

(۲) اگر قربانی کے لیے نہ خریدا ہو تو واپس نہیں کر سکتا۔ اگر جانور میں ایسی بات ہو کہ جسے عُرف (عادت) میں عیب (defect) کہتے ہیں تو اب اُس بات کی وجہ سے جانور واپس کر سکتے ہیں () اگر خریدنے اور بیچنے والے میں اختلاف (clash) ہو جائے، خریدار کہتا ہے کہ میں نے قربانی کے لیے خریدا تھا اور بائع (بیچنے والا) کہتا ہے: نہیں، بلکہ تم نے گوشت کے لیے خریدا تھا۔ اب اگر یہ بات، اُس وقت کی ہے کہ جس میں قربانی کی جاتی ہے اور خریدار کو بھی قربانی کرنی ہوتی ہے تو خریدار کی بات مانی جائے گی۔

{5} گائے یا بکری نجاست کھاتی ہے اور یہ اُس کی عادت ہے تو عیب (defect) ہے اور اگر ہفتہ میں ایک، دو بار ایسا ہوا تو عیب نہیں۔ کوئی جانور مکھی کھاتا ہے اگر کبھی کبھی ایسا ہوتا ہو تو عیب (defect) نہیں اور اکثر کھاتا ہو

www.farzuloom.net

تو عیب(defect)ہے۔

{6}ناپاک کپڑا خریدا مگر خریدار کو اس (کپڑے) کے ناپاک ہونے کا معلوم نہ تھا، اب معلوم ہوا اگر اس قسم کا کپڑا ہے کہ دھونے سے خراب نہیں ہو گا تو واپس نہیں کر سکتا اور ()اگر کپڑا ایسا ہے کہ دھونے سے خراب ہو جائے گا تو واپس کر سکتا ہے()اگر کپڑے پر تیل کی چکنائی(oil grease) لگی ہوئی نکلی تو اسے واپس کر سکتا ہے۔

{7}مکان یا زمین خریدی لوگ اُسے "منحوس" کہتے ہیں(مثلاً اس جگہ پر جادو ہے، نقصان ہو جائے گا) تو واپس کر سکتا ہے کیونکہ اگر چہ اس قسم کے خیالات کا اعتبار (لحاظ) نہیں ہوتا مگر بیچنا چاہے گا(like to sell)تو اس کے لینے والے نہیں ملیں گے اور یہ ایک عیب(defect)ہے۔

{8}پھل یا سبزی کی ٹوکری خریدی اُس میں نیچے گھاس بھری ہوئی نکلی واپس کر سکتا ہے۔

{9}مکان خریدا جس کے پرنالے (چھت سے بارش وغیرہ کا پانی گرنے کا پائپ، جس سے چھت کا پانی نیچے آتا ہے) کا پانی دوسرے کے مکان میں گرتا ہے یا اس کی (گٹر کی) نالی دوسرے کے گھر سے گزرتی ہے اور معلوم ہوا کہ یہ اس گھر کا حق(right، یعنی راستہ) نہیں ہے مگر خریداری کے وقت اس بات کا علم نہیں تھا تو اب واپس کر سکتا ہے، یا ()اس کی وجہ سے جو کچھ قیمت میں کمی پیدا ہو(جو خریدار کو خرچہ کر کے صحیح کرنا پڑے گا)وہ(پیسے) بائع (گھر بیچنے والے) سے واپس لے سکتا ہے[35]۔

{10} قرآن مجید یا کتاب خریدی اور اُس کے اندر بعض بعض جگہ الفاظ لکھنے سے رہ گئے ہیں واپس کر سکتا ہے۔(بہار شریعت ح ۱۱، ص ۶۸۱ تا ۶۷۳، مسئلہ ۳۸، ۳۷، ۳۶، ۳۴، ۳۲، ۲۸، ۲۷، ۲۶، ۵، مُلخصاً)

موانع رد(ایسی رُکاوٹیں کہ جن کی وجہ سے عیب والی(defected)چیز واپس نہ ہو سکے)اور نقصان واپس لینا:

---

(35) "دوسرے کی چیزوں کے حقوق(rights)" کی تفصیل(detail) کے لیے "دین کے مسائل" Topic ، part : 3 number : 135 دیکھیں۔

www.farzuloom.net

{1}خریداری کے بعد عیب(defect) معلوم ہوگیا پھر خریدار (buyer) نے "مَبِیْع"میں ایسی تبدیلی (changes) کی کہ جو صرف مالک(owner) کر سکتا ہے تو اب اسے واپس کرنے کا حق(right) ختم ہو گیا۔ ()بیمار جانور خریدا پھر اُس کا علاج کیا، یا()اپنے کام کے لیے اُس پر سوار ہوا(اُس پر بیٹھ کر کہیں گیا) تو اب وہ جانور واپس نہیں کر سکتا، اور()اگر بیچنے والے نے پہلے ہی بیماری کا بتا دیا تھا پھر بھی خرید لیا، تو اس بیماری کی وجہ سے جانور واپس نہیں کر سکتا۔**ہاں!**بعد میں دوسری بیماری کا بھی پتا چلا تو اب جانور واپس کر سکتا ہے۔

{2} جانور واپس کرنے کے لیے، اُسی جانور پر سوار ہوا(بیٹھا)، یا()اُسی جانور کو پانی پلانے لے گیا، یا() اُسی کا چارہ(اس کے کھانے کا سامان) خریدنے گیا تو اگر اس جانور پر بیٹھ کر جانا مجبوری تھی تو یہ عیب(defect) پر رضامندی(agreeہونا) نہیں()اگر جانور پر سواری کے بغیر بھی یہ کام ہو سکتے تھے مگر پھر بھی سواری کی تو یہ عیب پر رضامندی ہے اور اب یہ جانور واپس نہیں کر سکتا۔

()عیب(defect) معلوم ہونے کے بعد خریدے ہوئے مکان میں رہائش(reside) کرنا، یا()اُس کی مَرَمَّت (repairing) کرانا یا،()اُس کو ڈھانا(یعنی عمارت گرا دینا، دوبارہ تعمیر کے لیے توڑ دینا)، یہ سب وہ کام ہیں کہ ان کے بعد اب گھر واپس نہیں کر سکتا۔

{3}خریدار نے "مَبِیْع" کو بیچ دیا، یا()تحفے میں دے دیا اور اس کے بعد عیب(defect) معلوم ہوا تو اب نہ ہی واپس کر سکتا ہے اور نہ ہی نقصان(عیب کی وجہ سے ہونے والی کمی کی رقم) لے سکتا ہے۔

{4}(۱) بکری یا گائے خریدی اُسکا دودھ نکال کر استعمال کیا پھر عیب(defect) معلوم ہوا تو واپس نہیں کر سکتا لیکن نقصان(عیب کی وجہ سے ہونے والی کمی کی رقم) لے سکتا ہے۔

(۲) گائے، بکری کو بچے کے ساتھ خریدا اور عیب(defect) معلوم ہونے کے بعد بچہ نے دودھ پی لیا تب بھی واپس کر سکتا ہے، چاہے بچہ نے دودھ خود ہی پیا ہو، یا خریدار نے اُس بچے کو چھوڑا تھا کہ وہ دودھ پی لے(تب بھی واپس کر سکتا ہے)()اگر خریدار نے خود دودھ نکالا چاہے اپنے لیے، یا اُس بچہ کو پلانے کے لیے تو اب وہ جانور بائع (بیچنے والے) کو واپس نہیں دے سکتا کیونکہ عیب(defect) معلوم ہو جانے کے بعد، جانور سے دودھ

نکالنا، عیب پر راضی(agree)ہونے کی دلیل(ثبوت۔evidence) ہے۔

{5}(ا)غلّہ (اناج مثلاً گندم۔wheat) خریدا اُس میں سے کچھ کھالیا، یا()بیچ دیا پھر عیب(defect)معلوم ہوا تو جو کھا چکا ہے اُس کا نقصان (عیب کی وجہ سے ہونے والی کمی کی رقم) لے لے اور باقی کو واپس کر سکتا ہے۔**ہاں!** جو بیچ چکا ہے اُس کا نقصان نہیں لے سکتا۔

(۲) آٹا خریدا اُس میں سے کچھ گوندھ (پانی ڈال) کر روٹی پکائی معلوم ہوا کہ کڑوا ہے جو پکا چکا ہے اُس کا نقصان (عیب کی وجہ سے ہونے والی کمی کی رقم) لے سکتا ہے اور باقی کو واپس کر سکتا ہے۔

{6} کپڑا خریدا اُسے کٹوایا لیکن ابھی سِلوایا نہیں، اُس میں عیب(defect) معلوم ہوا اُسے واپس نہیں کر سکتا بلکہ نقصان لے سکتا ہے۔**ہاں**! اگر بیچنے والا، کٹا ہوا کپڑا واپس لینے پر راضی (agree)ہو جائے تو اب نقصان نہیں لے سکتا()اگر کاٹنے کے بعد سِلا بھی لیا اور عیب (defect)معلوم ہوا تو نقصان لے سکتا ہے۔ دوسری طرف بائع (بیچنے والا) یہ کہے کہ: "نقصان لینے کی جگہ سلا ہوا ہی مجھے واپس کر دو" تو واپس نہیں لے سکتا۔

{7} جو چیز ایسی ہو کہ اُس کی واپسی میں مزدوری (wage)خرچ کرنی پڑے گی تو جہاں سودا ہوا ہے وہاں پہنچانا خریدار کی ذمہ داری(responsibility)ہے یعنی مزدوری(wage)وغیرہ خریدار کو دینی پڑے گی۔

{8} "مَبِیْع" میں کچھ زیادتی کر دی مثلاً کپڑے کو سی دیا(stich کیا)، یا()رنگ(dye کر) دیا، یا()(اناج مثلاً گندم(wheat)یا جو(barley)کو پیس کر(grind کرکے)بُھونے(roast کرنے) سے)"ستو" (بنایا اور اس)میں گھی، شکر(sugar)وغیرہ ملا دیا، یا()زمین میں درخت لگا دیا، یا()تعمیر(construction) کرائی، یا()اُس کو بیچ دیا، چاہے عیب(defect) معلوم ہونے کے بعد بیچنا، یا()"مَبِیْع" ہلاک (waste)ہوگئی تو ان سب صورتوں (cases) میں نقصان (یعنی عیب کی وجہ سے ہونے والی کمی کی رقم) لے سکتا ہے مگر "مَبِیْع" واپس نہیں کر سکتا۔

{9} گیہوں(گندم۔wheat)وغیرہ غلّہ خریدا اُس میں مٹی ملی ہوئی نکلی، اگر مٹی اتنی ہی ہے جتنی عادۃً ہوتی ہے تو واپس نہیں کر سکتا اور عادت سے زیادہ ہے تو پوری گندم واپس کر دے()یہ نہیں کر سکتا کہ گیہوں الگ کر کے

رکھ لے اور مٹی الگ کر کے واپس کر دے اور اس کی قیمت لے لے۔

{10}(۱) بیچنے والے نے بیچتے وقت کہہ دیا کہ: "میں کسی عیب(defect) کا ذمہ دار(responsible) نہیں ہوں" تو یہ "بیع"(تجارت۔trade) صحیح ہے اور خریدار(buyer) کو عیب نکلنے پر، اس "مَبِیْع" کے واپس کرنے کا حق(right) باقی نہیں رہا۔

(۲) اگر بائع(بیچنے والے) نے کہہ دیا کہ: "لینا ہو تو لو اس میں سو(100) طرح کے عیب(defect) ہیں"، یا "یہ مٹی ہے"، یا "اسے خوب دیکھ لو، کیسی بھی ہو میں واپس نہیں کروں گا" اس طرح کے واضح جملے کہنے کے بعد، بیچنے والا کسی بھی قسم کے عیب کا ذمہ دار نہیں ہے (یعنی اب اگر عیب نکلا تو بیچنے والے پر لازم نہیں کہ وہ چیز واپس لے)۔ **نوٹ:** ان صورتوں(cases) میں ہر طرح کے عیب(defect) بیچنے والے سے الگ ہو گئے، چاہے وہ عیب سودا کرتے ہوئے ہوں یا سودے کے بعد قبضے (مثلاً ہاتھ میں لینے) سے پہلے کے ہوں۔

{11}(۱) خریدار نے واپس کرنا چاہا مگر بیچنے والے نے کہا: "واپس نہ کرو مجھ سے اتنا روپیہ لے لو" اور دونوں اس بات پر راضی (agree) ہو گئے تو یہ جائز ہے اور اس کا مطلب یہ ہوا کہ بائع نے "ثمن"(قیمت) میں سے اتنے پیسے کم کر دیے۔

(۲) اگر بائع نے واپس لینے ہی سے منع کر دیا اور خریدار نے یہ کہا کہ: اتنے روپے مجھ سے لے لو اور "مَبِیْع" کو تم واپس کر لو تو ایسا کرنا، جائز نہیں ہے کیونکہ یہ روپے جو بائع(بیچنے والا) لے گا، یہ "سود"[36](interest) اور رشوت[37] ہے۔

{12} ایک شخص نے دوسرے کو کسی چیز کے خریدنے کا "وکیل"(client worker) کیا تھا "وکیل" نے "مَبِیْع" میں عیب(defect) دیکھا اور اسے لینے کے لیے تیار ہو گیا، اب اگر اس عیب والی چیز کی قیمت اتنی

---

(36) "**سود**" کی تفصیل(detail) کے لیے **Topic number : 168** دیکھیں۔

(37) "**رشوت**" کی تفصیل(detail) کے لیے "**دین کے مسائل**" **part : 3** ، **Topic number : 133** دیکھیں۔

www.farzuloom.net

ہے کہ جتنی اُس طرح کی عیب والی (defective) چیز کی ہوتی ہے اور اُس نے لے لی تو اب یہ چیز مُؤَکِّل (client) کو لینا پڑیگی۔ **ہاں!** اگر قیمت زیادہ ہو تو مُؤَکِّل (client) پر یہ سود الازم نہیں ہو گا۔

نوٹ: یہ بات کئی بار آئی کہ عیب (defect) سے جو "نقصان" ہے وہ لے گا تو اس کی صورت یہ ہے کہ اُس چیز کو جانچنے (چیک کرنے) والوں کے پاس پیش کیا جائے اور وہ لوگ اُس کی قیمت (price) کا اندازہ کریں کہ اگر عیب (defect) نہ ہوتا تو یہ قیمت تھی اور عیب (defect) کے ہوتے ہوئے یہ قیمت ہے۔ اب دونوں قیمتوں میں جو فرق ہو، وہ بیچنے والے سے خریدار (buyer) لے گا۔ مثلاً: عیب (defect) ہے تو آٹھ ہزار قیمت ہے اور عیب نہ ہوتا تو دس (10) ہزار ہوتی تو اب خریدار، بائع سے دو (2) ہزار روپے لے گا۔

(بہار شریعت ح ۱۱، ص ۶۸۱ تا ۶۹۰، مسئلہ ۷۶، ۷۵، ۷۲، ۷۰، ۶۹، ۶۶، ۵۲، ۵۰، ۴۸، ۴۵، ۴۴، ۴۲، ۴۱، ۴۰، ۳۹، مُلخصاً)

"غبنِ فاحش" میں رد (قیمت میں واضح فرق کی وجہ سے چیز واپس کرنے) کے احکام:

{1} کوئی چیز "غبنِ فاحش" (قیمت میں واضح فرق) کے ساتھ خریدی، تو اس کی دو (۲) صورتیں ہیں:

(۱) دھوکا دیکر نقصان پہنچایا ہے، یا (۲) نہیں۔

(۱) اگر "غبن فاحش" (قیمت میں واضح فرق) کے ساتھ دھوکا بھی ہے تو واپس کر سکتا ہے ورنہ **(۲)** واپس نہیں کر سکتا۔ **"غبن فاحش" کا مطلب:** اتنا واضح فرق کہ اندازہ لگانے والے بھی صحیح اندازہ نہیں لگا پا رہے ہوں، مثلاً ایک چیز دس (10) روپے میں خریدی، کوئی اس کی قیمت پانچ (5) بتاتا ہے، کوئی چھ (6)، کوئی سات (7)، تو یہ "غبن فاحش" ہے۔ اگر اس کی قیمت کوئی آٹھ (8) بتاتا، کوئی نو (9)، کوئی دس (10) تو **"غبن یسیر"** (ایسا دھوکا کہ جو واضح نہیں) ہوتا ہے۔ () دھوکے کی تین (۳) صورتیں ہیں:

(۱) کبھی بیچنے والا، خریدنے والے کو دھوکا دیتا ہے، مثلاً پانچ (5) کی چیز دس (10) میں بیچ دیتا ہے اور **(۲)** کبھی خریدار، بیچنے والے کو دھوکا دیتا ہے کہ دس (10) کی چیز پانچ (5) میں خرید لیتا ہے **(۳)** کبھی بروکر (مال کمیشن پر بیچنے والا) دھوکا دیتا ہے (کہ خریدار یا بائع سے پیسے زیادہ لے لیتا ہے)۔ ان تینوں صورتوں میں جس کو "غبن فاحش" کے ساتھ نقصان پہنچا ہے وہ سامنے والے سے رقم واپس لے سکتا ہے () اگر اجنبی شخص (جس کا سودے

سے تعلق نہیں کہ نہ وہ بیچنے والا، نہ خریدنے والا اور نہ ہی بروکر ہے، اُس) نے دھوکا دیا ہو تو واپس نہیں کر سکتا۔
{2} جس چیز کو "غبن فاحش" کے ساتھ خریدا، اور اُسے دھوکا بھی دیا گیا ہے لیکن اُس شخص نے اُس چیز میں سے کچھ استعمال کر لیا اور بعد میں معلوم ہوا کہ اس میں "غبن فاحش" ہے تو اب بھی واپس کر سکتا ہے یعنی بچی ہوئی چیز پوری واپس کرے اور جو استعمال کر لی اُس کی مثل (اس طرح کی چیز بھی) واپس کرے اور پورے پیسے واپس لے لے۔ (بہار شریعت ح ۱۱، ص ۶۹۱، مسئلہ ۸۱، ۷۹، مُلخصاً)

.....

www.farzuloom.net